

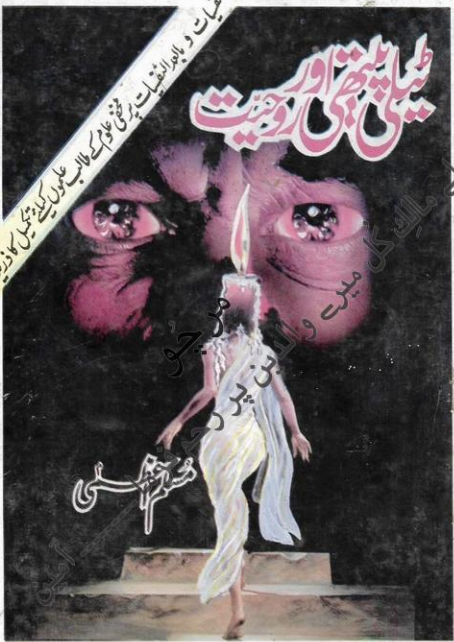
طیغ بی بی اور جنت

تغیبات و مبالغہ التغیبات پر مبنی علوم کے غالب علموں کے کیمیا میں سافریو

سفرِ حجاز

میں واپس آئے

میں



نفسیات و مابعد النفسیات پر مخفی علوم کے طالب
علموں کیلئے تکمیل کا ذریعہ

ٹیلی پیسٹی اور روحیت

مسلم اعظمی

بابا ادرالکتاب آرکی بازاری۔ سری

اے مالکِ کل میں والدین پر رحم فرما

انتساب

ماں کے نام

جسکی زبان بچے کے لئے پہلا کتبہ ہوتی ہے۔

مسلم اعظمی

ضابطہ اخلاق

چرکتا پہاڑی، گرمی وادارے کے تمام اہل جہاں کی کتبہ شریعہ کی
معتد بہر کو بطور اعزازت استعمال کرنا جرم بھی ہے، اگرچہ اس کا خدا مخلوق
تو نہ صرف اہل غیر حضرات کے لئے ہوتا ہے۔ جنہیں وہ اس کے تمام
کمانے کی عادت ہوں ان کے لئے کوئی ضابطہ اور نہیں ہوتا۔ یہ آئی واپ
دہ ہے کہ آپ حرام کمانیں یا طلال۔

اہل بیتیں اور روحیت
مسلم اعظمی

اسپراڈٹ کیپولڈیز کہہ دیکھنے کی اقبال

۱۹۹۹ء

۱۹۹۹ء

۲۰۰۰ء

۲۰۰۰ء

فرحت جہاں

روپے صرف

نہم آباد کراچی

ریشہ نوز ابھی شاپ نمبر 29 اخبار مارکیٹ

فریڈ مارکیٹ فون: 7760892

نام کتاب

مواظ

کتابت

ادار اہل

بار و نام

بار و نام

نکاح

دش

لیت

پتھر

اسٹاک:

آمین

فہرست

صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر
8	ذاتی سفر	54
12	انسان اور سائنس	61
18	دوست کون دشمن کون	63
21	ٹیلی بیسی کیا ہے	65
27	ٹیلی بیسی اور روہیت	71
32	انسان کیا ہے اور	79
	مقامنا طبیعت کے کہتے ہیں	
36	قوت خود اعتماد	83
41	حواس کیا ہیں؟	86
45	مادرائے حواس کے کہتے ہیں	90
47	جھمی جس	95
48	قربت جس	97
52	حرارت جس	100
53	توازن جس	104
	ادوازن جس	107

صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر
139	جوہر حیات	110
142	مشقین	115
144	چاند نظری	121
149	شمع بنی	127
150	شمع بنی کیسے کی جائے	128
153	مشق	129
154	علاج (دوسری مشق)	131
156	بلور بنی (عمل رد عمل)	133
160	استفراق	135
161	ترغیب	137

آمین

ذاتی صفہ

سوچتے ہیں آپ سے کیا کہیں۔ سب کچھ تو ہم کتاب کے صفحات پر رقم کرتے ہیں۔
جائے کیوں اس کے سوا آپ سے باتیں کرنے کے لئے جذبات سے رنگ اٹھیلیاں
کر رہے ہیں یہ بھی تو ایک حقیقت ہے آپ سے روز روز تو ملاقات ہوتی نہیں ہے کتاب
کی وساعت سے ایک عرصہ بعد یہ موقع میسر آتا ہے پھر کیوں قلم کی زبان پر ہر جیت کر
سے خاموشی کے حصار میں خود کو قید کر لیں یہ بھی کج ہے خاموشی بھی ایک زبان ہوتی ہے
لیکن نگاہوں کے آئینے بھی تو رو برو ہوں۔ یہاں تو قلم ہے اور گرائی سے سہا ہوا ہے
کاغذ۔ یہ قلم اور کاغذ ہی تو ہے جو ہمارے اور آپ کے درمیان قاصد کے فرائض انجام
دیتے ہیں اس رشتے کا احساس دلاتے ہیں جو ہمارے اور آپ کے درمیان قائم ہے۔
یہ رشتہ صورتوں کا شائبہ نہیں ہوتا۔ احساس و جذبات کی ذور سے بندھا ہے رشتہ مضبوط
ضرور ہوتا ہے ان جو فی حضرات سے جو علم دوست ہوتے ہیں کیونکہ یہ علم کا رشتہ ہے جو
ہمارے خیال میں دنیا کے ان تمام رشتوں سے افضل ہے جن میں 'مخ' جس 'غرض' بھی
انوار الہی خواہشات انسانی کی توجہ کشا باعث ہیں۔ آپ نے دیکھا اس توجہ کشی نے انسانیت
کھلا کر اس کی صورت کس قدر رکھ دی ہے۔ دنیاوی تمام رشتے آسب بن کر ایک
دور سے کا لیو پینے کے شکر رہتے ہیں۔ لہذا آپ بھی اس کرب کو محسوس کرتے ہوں

میں آئیں شرم سے جھک جاتی ہوں گی اور بیٹے میں کہیں روپوش انسان آپ کے
رو برو آ کر آپ سے یہ سوال کرتا ہوگا کیا یہ بھی انسان ہیں جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے
اشرف المخلوقات کے درجے سے نوازا ہے۔ یہاں میں اپنا خود کا ایک شعر یاد آ رہا ہے۔
دل کی بھڑاس ہے نکال دی تو بھرے درد نایک بے چینی سی رہے گی۔

دھواں دھواں سا پھیلا کھیا یہ اندھیرا ہے
شہر شہر بستی بستی لہو کا صحرا ہے
انسان ہے پہن بھوک اچھا مذہب کا روہار
اے خدا! کیا یہ وہی آدم اور یہ شہر تیرا ہے

جب شہر ہوں میں یہ انسان صرف تاجر بن جائے اور دل کی لکیر میں ہر شے کو کٹوا
شرع کو روئے تو پھر تہذیب تہذیب نہیں رہتی دین دین نہیں رہتا۔ انسان میں انسانیت
کہاں رہتی ہے۔ انسانوں کے اس جھگڑا انسانیت راج کرتی ہے۔ دردنگی کی حکومت
ہوتی ہے۔ ترقی کا کارگاہ الاپا جاتا ہے کوئی ترقی.....؟

میں نہیں معلوم آپ علم روایت کا درس کیوں لینا چاہتے ہیں لیکن اس کتاب کو
خریدنے کا مقصد بیٹا علم روایت سے دلچسپی رکھ رہی ہوگی۔ ممکن ہے آپ ملکی طور پر جد بھی
کریں۔ یہ بھی ممکن ہے آپ میں سے کچھ حضرات اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو
جائیں۔ ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ علم روایت بلند ترین اور وسیع تر علم ہے انسان کو
اس بلندی تک پہنچاتا ہے جو آدمیت کی معراج تصور کی جاتی ہے۔ انسان کا عزم کامل
ہو تو اس کی بلندی کوئی معنی نہیں رکھتی۔

اس لئے کہ فرض ہے اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کو جو شہر ہوں میں آوارہ گرداں ہیں
اور گمراہ بستی میں رہتے ہیں انہیں "مراستہ مستقیم" کا راستہ دکھائیں اور خود بھی اللہ تعالیٰ
کی ان نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ جن کی بدولت آپ کی رگوں میں زندگی حرارت پزیر
ہے۔

آپ بھی سوچ رہے ہوں گے یہ کتنے دشواریاں باتیں کرنے کی بجائے کتنا

دور کا دیکھنے لگ گئے۔ آپ کی سوچ بجائے لیکن کیا کریں آنکھیں بند بھی تو نہیں کر سکتے
گناہ گار کا لیکن اللہ اور اس کی نعمتوں سے محروم نہیں۔ محسوس میں وہی تو رہا ہے۔ پھر
کیوں کر ہم اپنی سائنس میں اور خوشبو کا تصور کر سکتے ہیں۔ ازل بھی وہی ہے اور آخر
بھی وہی میں میں نہیں۔ ہر طرف سے وہ لے جو ازل سے ہے اب تک کا کائنات کے ہر
ذرے میں اپنی حکمت سے رنگ بکھر چکا ہے۔

مشق توں ہی تو ہوتا ہے اور جنوں کو کھینچا کہاں ہوتا ہے نہ جانے ہم آپ سے کیا کہنا
چاہتے تھے اور آپ بھی چاہیں کیا سنتے کے خواہش میں تھے۔ کوئی بات گراں محسوس ہوئی
ہو تو درگزر کر دیجئے گا ہم شاید مجبور ہیں خیر چھوڑ دیجئے۔ کوئی بات گراں محسوس ہوئی
روحیت پر کوئی مکمل کتاب تو ہم نہیں کہیں گے لیکن ہم نے اپنی اپنی روشنی میں ہے کہ
کوئی درس تیار نہ ہے۔ ہر سبق کو پوری توجہ دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن دعا تو نہیں
کر سکتا۔ یہ تو صرف میرے پروردگار کی ہی عظمت ہے۔ جس کا ہر حرف عظمت
مکمل..... انسان سے تو غلطیاں سرزد ہوتی رہتی ہے۔ لیکن کوشش ہر انسان کی تھی اپنی
ہے۔ اسے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ ممکن ہے ہم سے بھی نادانگی میں کوئی غلطی سرزد ہو گئی
ہو کوئی درس تیار نہ رہا ہو۔

اگر آپ یہ محسوس کرتے ہیں تو ہمیں ضرور آگاہ کیجئے گا تاکہ آئندہ آپ کی غلطیات
ہمیں حربہ شرمندہ نہ کر سکے۔ اجازت

آپ کا اپنا
مسلم اعظمی

رشید نواز بیگنی

دکان نمبر 30 اخبار مارکیٹ

فریئر مارکیٹ کراچی

شیخی پیتھی اور روہیت
شیخی پیتھی اور روہیت



سائنس اور انسان

آج ہم جس دور میں محسوس ہیں۔ سائنس کی نئی نئی ایجادات ہمارے نزدیک کارواں ہیں۔ کمپیوٹر کی تجسس انگیزیاں ہیں۔ سلائیٹ کی ہنگامہ سازی ہے۔ سائنس کی سرستوں نے نظروں کو نئی چیزیں کر رکھا ہے۔

ہم قدیم تحریروں کو خواب درجوں میں جانیں تو اطلالیوں کی دنیا شاید اس قدر تجسس آمیز رنگوں سے ہم آہنگ نہ رہی ہوگی جس قدر آج کی دنیا ہے۔

لیکن ہمیں ان حقیقت افراد رنگوں کے درمیان محسوس ہوتے ہوئے بھی کبھی خواب کا سا مائل ہوتا ہے کہ ابھی آنکھیں بیدار ہوں گی اور یہ تمام رنگ سٹ کر محسوس جائیں گے۔

لیکن یہ محسوس حقیقت ہے اور حقیقت کو جھٹلایا۔ یا نظروں کا فریب نہیں کہا جاسکتا حقیقت تو آئینہ کی طرح ہوتی ہے۔ آئینے حقیقت کا تو عکس دیا کرتے ہیں۔ ان میں محسوس کا کوئی عکس نہیں ہوتا۔ یہ انسان کی صلاحیت ہیں جسے اشرف المخلوقات کہا گیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو ان صلاحیتوں سے نوازا ہے جن سے فرشتے بھی محروم ہیں۔ یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ ان صلاحیتوں کو کیسے اور کیسے

استعمال کرتا ہے انسان نے اپنی ان صلاحیتوں سے پوری طرح تو نہیں۔ البتہ بحر پور طریقے سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب بھی رہا۔ آج یہ جو نئی ایجادات ہمارے اطراف فضا میں پھری ہیں۔ یہ ان ہی صلاحیتوں کا ہی ثمر ہے۔ سائنس نے ہر سو اپنے عجائبات ہمارے کئے ہیں۔ یہ انسان کے ذہن کی بیداری ہے جس نے اپنے خوابوں کو اپنے تجسس کو تعبیر دینے کی بحر پور کوشش کی ہے اور وہ بہت صفت بہترین مصروف ہے کہ اسے خوب سے خوب تر کر سکے۔

آج ہم جو کچھ دیکھ رہے ہیں۔ زندگی کو آسائشوں، سہولتوں، خوش فرائض، جدید تفریحات کے جلتے جلتے مہیا کئے ہوئے ہیں۔ ہوا کی ان دیکھی لہروں سے کندہ ڈال رکھی ہے۔ سیاروں کو سخر کرنے کی جہز یہ سب کچھ ایک دن، ایک سال یا ایک صدی میں ہو گیا اور نہ ہی کسی ایک فرد کے ذہن کی کرشمہ گری ہے۔ اس کے چھپے انسان کا ایک عجیب جہد سطر ہے، سب سافت ہے۔ قرن قرن، نسل نسل، انسانی فکر، تجسس اور تجسس کی حقیقت سے ہٹنا کرنے کی جستجو، گلن کی ایسی عمر انگیز داستان ہے۔ جسے بیان کرنے کے لئے طویل زندگی اور پورا کارخانہ درکار ہوگا۔ صدیوں کا سفر اور وہ اہل علم اور اہل ہنر جو اس سفر کی سافت سے تھک کر موت کی آغوش سوئے خواب ہیں۔ آج کا انسان کیسے فراموش کر سکتا ہے۔ آج ہم جس سائنسی دور میں سفر کر رہے ہیں، یہ انسانی فکر کی گہری روشنی کا صلہ ہے۔ آج کے اہل علم و ادب نے اپنے ذہن کی قوت سے اپنے اعتراف و توسل و توجہ کی کہکشاں سجا رکھی ہے۔

لیکن ابھی انسان کا تجسس اور ان کی فکر انگیز جہد کا سلسلہ ختم نہیں ہوا بلکہ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ ابھی تو ہم سائنس کے ابتدائی مراحل میں اٹھے ہوئے ہیں۔ کائنات کے اسرار و رموز کو جاننے کے لیے ابھی صدیاں درکار ہوں گی۔

یہ حقیقت بھی ہے انسان جوں جوں اپنے ذہن کے درجوں کو داکرتا چلا جاتا

ہے۔ فکر و احتیاء کرتی چلی جاتی ہے۔ نئے نئے افکانات تجسس کو بیدار کر رہے ہیں۔ ہر روز ایک نیا کھشہ انسان کی فکر میں ابھرتا ہے اور ذہن کی سطح پر رقص ظلم کرنے لگتا ہے۔ یہ تو ان سائنس دانوں کی کھوج ہے جو کائنات کی تسخیر کے خواب آنکھوں میں سجائے جھد سفر ہیں نئی نئی ایجادات سے فنا کو اختیار کر رہے ہیں۔

سائنس صرف وہ نہیں جو آپ کو اجادات کی صورت میں نظر آتی ہے۔ میڈیکل بھی سائنس ہے جو بیماری سے نیکر انسان کی فحش پھوٹ اور عضلات کی پیوند کاری تک کرتی ہے۔ سائنس وہ بھی ہے جو انسان ستاروں کی گیاروں کے ذریعے صدیوں کی کہانی لکھوں میں سمجھ لیتا ہے۔ فضا میں برپا ہونے والے ہر مد و جزر کا اندازہ لگا کر زندگی کو محفوظ فرما کر رہنے کی کوشش کرتا ہے۔

ہر وہ علم سائنس کے زمرے میں آتا ہے جو فکر و تخیل اور تخیل ذہن و فطرت کا حسن دیدہ ہے تو ہمارے ذہن کی صلاحیتیں اسے حقیقت کا روپ دینے کی کوشش میں سرگرداں ہو جاتی ہیں۔ سائنس دراصل ان مادی اور غیر مادی اشیاء کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ جس کے بارے میں یقین کرنا ناممکن ہو۔ مثلاً ایک صدی قبل اگر سائنسدان یہ کہتا کہ ہزاروں میل کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے فضا کی تصویر آپ صرف ہوا و دوش لہروں کے ذریعے اپنے اپنے بندگان میں دیکھ سکتے ہیں یا آج یہ جو فضا آپ کے سامنے زندگی کی مسمیتوں سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ مرنے کے بعد بھی آپ اس کی زندگی کے ان لمحوں کو جیتا جاگتا دیکھ سکتے ہیں۔ یقیناً لوگ اس سائنس دان کو پاگل کہتے، کیونکہ یہ ناممکن تصور کیا جاتا۔ لیکن آج آپ کے رویہ یہ سب حقیقت ہے۔ یہ سب انسان کی ذاتی بلند پروازی کا حاصل ہے نہ ہر ناممکن کو ممکن کر دیکھا یا۔

کیا آپ نے کبھی اپنے وجود کا مطالعہ کیا ہے۔ اپنے جسم اور اسکے غلیظوں میں پوشیدہ ظلم کو جاننے کی کوشش کی ہے۔ آپ کے وجود میں کئی ہمارا تو تہیں پوشیدہ

ہیں۔ جس کے بارے میں شاید آپ یقین نہ کریں۔ کیونکہ یہ بھی سائنس ہے۔ سائنس انجانی انہونی چیزوں کی جانب صرف اشارہ کرتی ہے۔ کھوج کرنا انسان کی ذاتی صلاحیتوں کی تسخیر ہے۔

آپ یقین کریں کہ یہ جو آپ کا وجود ہے یہ صرف گوشت پوست کی عمارت نہیں ہے۔ یہ اپنے اندر بے شمار اسرار سمیٹے ہوئے ہے ان اسرار کی کھوج آپ کے لئے ایک انجانی طاقت کا سراغ ہے۔ اس وجود میں ایسی عطا علی قوت ہے جس کے ذریعہ آپ دنیا کو تسخیر کر سکتے ہیں اور یہ بھی نہیں کہ یہ نیا علم ہے۔ ہم آپ کو سکھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ علم صدیوں سے انسان کو مادی مخلوق بنائے ہوئے ہے۔ کیونکہ یہ علم اسامہ حضرات کی سوچ میں انتشار برپا کر رہا ہے۔ وہ یقین اور غیر یقینی کیفیت کے درمیان وقت سے آگے بھولی کیلنار جتا ہے۔ ان دیکھی چیزوں پر یقین کر لینا یوں بھی آسان نہیں ہوتا۔ وہ دہرائے ہوئے ہیں جو قدرت کے اشارے پر زندگی کو کھوج کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اپنے دیوانے ہی دنیا کی تسخیر کرتے ہیں۔ تجسس دیوانگی میں اور جو دیوانگی جنوں میں دھل کر مصروف جھد بہن جاتی ہے اور ارادہ چٹان۔ یہی لوگ وہ عظیم کارنامے انجام دیتے ہیں جو عام لوگوں کے لئے مادیاتی ہوتے ہیں۔

انسان جو دنیا کو تسخیر کرنے کے خواب آنکھوں میں سجائے جھد سفر ہے۔ اگر یہ اپنے کردار کی پوشیدہ وقت کو تسخیر کر لے تو دنیا کی تمام رنگینیاں چمکی پھج مسموس ہونے لگیں گی چونکہ اس قوت کے لئے کسی سائنسی آلات کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ قوت انسان کے اپنے وجود کو اندر ہے۔

ان پر اسرار قوتوں کے ملک ہر قوم ہر ملک ہر مذہب میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن انکے نام اور انکی صفات کو تعریف کے رنگ بدل دیتے ہیں۔ کیونکہ اس علم کے جاننے والوں کی تعداد اس قدر کم ہے کہ لوگ انکے مادیاتی مخلوق تصور کرتے ہیں۔ اور

انکے وجود کی قوت کے کرشمے کو روحانی قوت تصور کرتے تھے ہیں۔ روحانی قوت ایک الگ قوت ہے۔ جو انسانی اپنے صرف اور صرف خاص بندے پیر اور اولیاءِ اوتار سادھو وغیرہ کو عطا کرتا ہے۔ لیکن یہ جان حصار ہے کہ قریب کاری ہے جو اس علم کو پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں تاکہ وہ ان لوگوں کے سامنے نہ لایا اندر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ انسان کے اندر کی پوشیدہ قوت کا علم ہے جو ان کے دگرگلوں سے منفرد اور امتیاز بنا دیتا ہے۔ دیگر سائنس کی طرح یہ بھی ایک علم ہے۔ جسے یہ انسان اپنے وجود میں سمیٹے دوسری جانب متوجہ دیگر جہد میں لگا رہتا ہے۔ کبھی اپنے اندر جاننے کی کوشش ہی نہیں کرتا۔

نئی پیتھی ایک سائنس ہے، ایک علم ہے، ایک ایسا علم جو انسان کے اپنے ہی وجود کی پراسراریت میں پوشیدہ ہے۔ زمانہ قدیم سے علم انسان کے غمگین کا باعث رہا ہے۔ غمخیز ہونے کے سبب عام انسان اسے حاصل کرنے سے قاصر رہا ہے۔ جن لوگوں میں صرف چند حضرات ہی ہوں گے جو اس علم سے مستفیض رہے ہوں گے۔

یہ چند حضرات جنہوں نے اس علم سے اپنے وجود کو روشن کیا وہ ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں میں صرف چند ہی حضرات ہوں گے جنہوں نے اس پراسرار علم سے کائنات کی روشنی کا مشاہدہ کیا ہوگا اور اس پراسرار قوت سے خود کو دیگر لوگوں میں امتیاز بنایا۔ ان کی یہ کوشش رہی کہ یہ علم ان تک پوشیدہ رہے اور لوگ ان کی اس پراسرار قوت کی وجہ سے ان کی چوچا کرتے رہیں۔ یہ انسان کی جمالی فطرت رہی ہے وہ حاکم بنا رہے۔ ان کے عقیدت مندوں کا جہم ان کے اطراف جمع کی صورت میں احترام پذیر رہے۔ ان کے اطراف جمع ہونے والی بھیڑ میں سے اکثریت کی یہ خواہش رہی کہ کسی طرح اس پراسرار قوت کا راز ان پر منکشف ہو جائے۔ اس حقیقت کا سراغ کسی طرح پائیں لیکن یہ صاحب علم حضرات اپنے ہم عصر کو کیسے اور کسی کو برداشت کر سکتے تھے۔ چونکہ وہ اس کے اسرار کو جانتے تھے اس لیے انہوں نے ہمیشہ

اسے خفیہ رکھا۔ جب بھی کسی عقیدت مند نے اس علم کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے اپنی غمگین ملامت منگنے کے حال میں اسے اس طرح الجھایا کہ وہ خوف زدہ ہو کر کنارہ کش ہو گیا۔ کیونکہ وہ چند سطحوں میں اس علم سے تجسس رکھنے والے شخص کے لیے پر خاموشی کی مہر ثبت کر دیا کرتے تھے۔ یہ روحانی علم ہے۔ جو صرف وراثت ہوتا ہے۔ ہمیں بھی اپنے بزرگوں سے وراثت ہوا ہے۔ آج بھی یہ اس قسم کے حضرات اپنے عقیدت مندوں کو اس قریب میں الجھائے ہوئے ہیں۔

ہم اس علم کو روحانیت سے نہیں روہیت سے اخذ کرتے ہیں۔ اور اسے سائنس کی طرح روشنی سمجھتے ہیں جو انسان کے ذہن سے پھوٹتی ہے اور پورے وجود کو روشنی سے ملادیتی ہے یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے روشنی ہوا کا سینہ چر کر فضا میں شکاف ڈال کر اس منزل پر پہنچ جاتی ہے جو مرکز کا کشا ہوتا ہے۔ آپ سورج ہی کو کیسے لیں زمین تک اس کی روشنی ہر رکاوٹ کو چھانوتی چرتی اپنے مرکز کے حکم کی پاسداری کرتی ہے۔

ہمارا مقصد اس علم کی وسعتوں کی آگاہی سے پہلے آپ کو یہ بتانا اور یہ جاننا آپ کے لئے انتہائی ضروری تھا کہ یہ علم وراثت نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی کی میراث ہے۔ بلکہ یہ انسان کی اپنی محنت، اپنی لگن اور 'جو' متوازن مشق کے ذریعہ حاصل کرتا ہے۔ یہ ایک وسیع اور نہایت گہرا علم ہے۔ اس لیے اس کتب میں حاضر ہونے سے قبل اس کے ادب و اداب اور ہیئت کے طریقوں سے آگاہی پانا ضروری ہے اور آپ کے جسم کے کون کون سے عضلات اس علم کو حاصل کرنے کے دوران آپ کے دوست اور کون سے دشمن ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ علم آپ کی ذات آپ کے وجود ہی سے آپ نے حاصل کرتا ہے۔ اس لیے آپ کا اپنے جسم سے میں جانا بہت ضروری ہے۔

جاتے ہوں اور دوسروں کے لئے بھی پریشانی کا سبب بن جاتے ہوں۔ اس لئے سب سے پہلے تو آپ کو اپنے اس دشمن پر قابو پانا ہوگا۔ کیونکہ غصہ انسان کی کامیابی کا سب سے بڑا دشمن ہوتا ہے۔ آپ ہر حال میں اس دشمن کو احترام دیجئے تاکہ آپ کی محنت اور کامیابی کے درمیان یہ راڑو حائل نہ کر سکے۔

قوت ارادی کی کمزوری بھی انسان کی دشمن ہوتی ہے۔ آپ کوئی بھی کام نہایت دلچسپی سے شروع کرتے ہیں لیکن چند مشکلات کے آتے ہی آپ کی قوت ارادی جواب دے دیتی ہے اور وہ کام ادھورا رہ جاتا ہے۔ اور آپ کے تمام خواب ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتے ہیں۔

ممکن ہے آپ کچھ کرنے کے ارادے میں ہوں اور خود کو متواتر بھی چاہتے ہوں مگر اس علم کو حاصل کرنے میں آپ کا جوش بھی حوصلہ افزا ہو۔ لیکن آپ کے ارادے میں وہ پستی نہ ہو۔ آپ اسے بھی ایک عام کام کی طرح سمجھ کر آج نہیں کل کے اوپر اپنی لا ابال طبیعت کی نظر کر دیں یہی آپ کا لا ابال بنے گا اور آپ کے شہرے مستقبل کا دشمن ہو۔

ہو سکتا ہے مندرجہ بالا تحریر آپ کو گراں محسوس ہوتی ہو۔ لیکن ممکن ہے آپ ہر کام چلا بازی سے کرنے کے عادی رہے ہوں اگر ایسا ہے تو آپ کیا کوئی بھی شخص اس قسم کے پراسرار علوم کی قوت کو نہیں پاسکتا۔ یہ جلد بازی آپ کے لئے دشمن کے مترادف ہے۔

اگر آپ کو جسم میں کوئی عارضہ ہے۔ بخننے میں کمی کی بڑی اذیت محسوس کرتی ہے یا آپ کی نظر کمزور ہے یا آپ کو پکلیں چمکانے کی عادت ہے یا اس قسم کی کوئی بھی بیماری یا عادت جو آپ کو دیرینہ نشہ رکھنے سے معذور کر سکتی ہے تو آپ اس علم کا خیال ذہن سے نکال دیں اور وہ حضرات جو نبیؐ کی دل کا عارضہ ڈیپٹیس سرورڈ کا عارضہ السریا البواسیر اس قسم کی کوئی بھی بیماری والے حضرات ٹیلی پیتھی کی مشقوں میں

آپ نے یہ مثال تو یقیناً سنی ہوگی، گھر کا بھیدی لٹکا ڈھانے کے لئے سب سے پہلے تو آپ کو اپنے اندر موجود اس شخص کو زیر کرنا ہوگا۔ جو جلد باز ہے جس کی رائے اس لئے جذباتی طور پر کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے انسان کو اچھی طرح ارادے کی نظر سے پہلے غور و رجحان کر لینا چاہیے۔ اچھی طرح اپنے ارادے کا جائزہ لینا چاہئے۔ آپ جو کام کرنے جارہے ہیں کیا آپ اسے پائے پھیل تک کامیابی سے ہمکنار کر سکیں گے۔ یا آپ کی راہ میں آپ کا اپنا کوئی دشمن آپ کی محنت کو برباد کر دے گا۔ اس لئے سب سے پہلے دشمنوں کو دوست بنائیے آپ کے دشمن کون ہوسکتے ہیں؟ یہ بات یقیناً آپ کو سوجھنی ہوگی۔

۱۔ آپ کا غصہ:- آپ کی کمزور قوت ارادی آپ کا اعتماد آپ کا لا ابال بنے گا۔ آپ کی جلد بازی آپ کا کوئی نقص، ممکن ہے آپ کمزور دل ہوں اور اندام خیرے سے خوف کھاتے ہوں یا آپ کے گمراہوں کی روک ٹوک وغیرہ وغیرہ۔

مختصر طور پر چند خدشات ہم نے آپ کے گوش گزار کئے ہیں۔ یہ سوچنا آپ کا کام ہے کہ کوئی چیز آپ کی کامیابی کی راہ میں دشمن بن سکتی ہے۔ مثلاً آپ کا غصہ آپ بہت زیادہ گرم حراج ہوں۔ ذرا ذرا سی بات پر پٹخ یا ہو کر ممکن ہے خود بھی پریشان ہو

اپنا وقت اور زندگی کے لئے حسین رنگوں سے ہرگز ہرگز آنکھ پھولی نہ کھلیں یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کو ہر خطرے سے محفوظ رکھیں گے۔
اب اس طرح آپ کے اندر ہی آپ کے دشمن ہیں ہی طرح دوست بھی آپ کے وجود میں پوشیدہ ہیں۔ اگر دوست نہ بھی ہیں تو آپ میں قوت ارادی موجود ہے تو آپ ان دشمنوں کو بھی دوست بنا سکتے ہیں۔

سب سے پہلے تو آپ اپنے اندر اپنے ارادے کو مضبوطی کی قوت دینے کی کوشش کریں۔ جب یہ دوست بن جائے تو آپ اپنے دشمنوں کو دوست بنا سکتے ہیں۔ آپ پہلے ہی سے نرم مزاج ہوں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو اسے اپنا ایسا دوست بنا لیں جو آپ کا غموم بن کر رہے۔ اپنی لا ابالی طبیعت کو ایک عزم دیجئے اسے ہر بار طبیعت کے ڈھانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔ جب آپ اپنے وجود کے دشمنوں کو دوست بنالیں تو پھر اس علوم کی باریکیوں کی جانب توجہ دیجئے ورنہ اپنا وقت اور زندگی کو کسی بھی انتشار میں مبتلا کر دیجئے۔

استاد کا کام ہے کسی بھی ہنر و علم کا درس دینے سے پہلے اس کا فائدہ اور نقصان اچھے برے تمام پہلوؤں سے شاکر و کاذ گاہ کر دے تاکہ علم کا درس لینے والا اس کے ہر نقطہ سے روشناس ہو جائے۔ کیا آپ اندھیرے سے خوف کھاتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آپ کو یہ خوف اپنی آنکھوں اپنے وجود اپنے ذہن سے دور کر دیا ہوگا خود کو اندھیرے کا عادی بنانا ہوگا اگر آپ کو پرچھائیوں سے خوف آتا ہے تو آپ سوچ لیں ان پرچھائیوں کو آپ نے اپنا دوست بنانا ہے کسی وقت بھی کوئی انجانی پرچھائی آپ کے تصور سے نکل کر سامنے آ سکتی ہے۔ روشنی کے کھیل میں پرچھائیوں بھی تو انسان کی دوست ہوتی ہیں۔ اس کے بارے میں ہم آپ کو اگلے صفحات میں بتائیں گے۔ آپ اپنے ذہن شفاف آ پینے کی مانند رکھئے تاکہ آپ اس علم کی افادیت کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

ٹیلی پیٹھی کیا ہے؟

جو حضرات اس علم سے ناواقف رہے ہیں ان کے ذہن میں یقیناً یہ سوال گردش کرتا ہوگا جو حضرات اس علوم کی جستجو میں ہیں وہ اس پر اسرافوت کے اسرار کو بہر طور پر سمجھتے ہیں لیکن اکثر یہ ایسے حضرات کی بھی ہے جو بار بار یہ سوال کرتے ہیں ٹیلی پیٹھی کیا ہے؟

ہم چاہتے ہیں ان ابتدائی صفحات میں ان کے ذہن کی غلطی کو دور کر کے آئینہ بنا دیا جائے تاکہ وہ بھی اس علم کی افادیت سے پوری طرح مستفیض ہو سکیں۔

ٹیلی پیٹھی پر اسرار علوم کی وہ قوت ہے جسے ہم آج کے دور میں سائنس کہتے ہیں لیکن ہم نے آپ کے کتابوں میں پڑھا ہو یا لوگوں کی زبانی کچھ سنا ہو اور سمجھ سکتا ہے آپ یقین کر لیں کہ یہ بھی معذور رہے ہوں آپ کو یہ چاہو تو نہ یا کوئی نادروانی کہانی کا سحر محسوس ہوا ہو۔

یہ ایک حقیقت بھی ہے۔ پر اسرار علوم کوئی بھی ہوا ہے وجود میں طبعیاتی رنگ سمیٹے ہوئے ہیں اکثر حضرات اسے روحانی قوت یا جادو ہی تصور کرتے ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے یہ آپ کے وجود میں پوشیدہ قوت کی تعبیر کا علم ہے جسے آپ اپنی محنت لگن جستجو اور ریاضت کے ذریعے حاصل کر سکتے ہیں۔

نبیسی پیتھی دراصل ان لوگوں سے برقی لہریں جو ہر وقت خارج ہوتی رہتی ہیں ان پر دسترس پانے کے علم کو کہتے ہیں۔ آج کل ان لہروں کو اپنی مشقوں ریاضت سے ظاہر کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ کچھ اس پر اس علم کے مالک کی حیثیت سے لوگوں میں ایجاز پالیتے ہیں اور آپ کے اطراف اپنے والے حضرات آپ کو مادائی مخلوق تصور کرنے لگتے ہیں حالانکہ آپ پہلے ہی ان ہی کی طرح تھے اور آج بھی انہی کی طرح ہیں لیکن اس علم کی قوت نے آپ کو ان میں وہ غنیلت انفرادیت دی ہے۔ جن سے یہ تمام حضرات ناواقف رہے ہیں زمانہ قدیم بھی اس علم کو مقدر پوشیدہ خفیہ رکھا جا رہا ہے کہ جس کے سوا انسان اس سے ناواقف رہا۔ اب واقف ہی نہیں رہا تو سیکھنا کیسے؟ اور اس پر اسرار علم پر یقین کیونکر۔ کیسے کرتے وہ حضرات جن میں وقت کو کسی نہ کسی طور۔ اس علم کی افادیت کو پالیتے تھے وہ اپنے حلقے کے درمیان جادو کی حیثیت سے اپنی پوجا کروانے لگتے تھے۔ کسی علم کی برتری کا مقصد یہ نہیں ہونا کہ وہ اپنے لوگوں سے پوجا کروانا شروع کر دیں۔ اپنے ہاتھ پاؤں پر بوسے دلوانے معاذ اللہ خود کو خدا متوانے کی کوشش کرے۔ یہ ایک الگ بحث ہے جو ہم مضمون کی افادیت کو اس کی نظر نہیں کرنا چاہتے۔ ہمارا نفس مضمون کا جو تقاضا ہے اسے ہی زیرِ تحریر کرتے ہیں۔

آج سائنس نے اس قدر ترقی کر لی ہے کہ یقین اور غیر یقینی کیفیت میں رہ کر اپنے ذہن کو پرکھ نہ نہیں کرتا بلکہ حقیقت کو تجزیہ سے قبول کر لیتا ہے کیونکہ آج انسان نے سائنس کی مہربون روشنی کی سر مستیاں اپنے اطراف اس قدر برقی داران کی طرح بھیجی ہیں کہ وہ اس علم کی افادیت اور اس کے اسرار و رموز کو سمجھنے لگا ہے۔ گوکہ پر اسرار علم کا سن کر اپنے وجود میں سرسراہٹ ہی محسوس کرنے لگتا ہے اور نبیسی پیتھی تو آتی ہی پر اسرار علوم کے زمرے میں ہے اس کی طرح دیگر جتنے بھی اس قسم کے علوم ہیں ان کی قوت اور پر اسراریت مسلمہ ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن نبیسی پیتھی کی صحیح قوت کا اندازہ لگانا بھی مشکل نہیں۔

یہ بھی ضروری نہیں ہر اس انسان نے جو اس علم کی قوت سے آشنا رہا ہو اس نے اسے نبیسی پیتھی کے نام سے پکارا ہو کیونکہ اس دنیا میں سینکڑوں ہزاروں زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ہر انسان کا مخاطب و مخاطب الگ ہوتا ہے۔ خواہ مفہوم ایک۔ اس لئے ہم یہاں پر چند نام آپ کی گوش مخاطب کر رہے ہیں جو کہ ہمارے یہاں اس علم کی پکار میں زیادہ سے زیادہ استعمال کئے جاتے ہیں اس طرح آپ کی سماعت ان ناموں سے آشنا ہو جائے گی اور کسی مطالعے یا لفظی گروہ سے غریب نہ لکھائیں گے۔ اس علم کو کسی بھی نام سے پکارا جائے لیکن افادیت وہ ہی رہے گی جو اس کی قوت ہے۔

نبیسی اسرار Mental Tele Pathy

روحانی قوت Psychic Power

فیرنے فون Phrene Phone

نفسی قوت Super Psychies

ترسیل خیالات Thought Transference

چٹانک سوجیشن Hypnotic Suggestion

سائیکو میٹری Psychometry

نبیسی حرکات برقی Mental Electrical Actitivity

ان ناموں کے سوا بھی کئی نام سے نبیسی پیتھی کے علم کو پکارا جاتا ہے جو ہم اگلے صفحہ میں درج کر رہے ہیں۔ ہم نہیں چاہے مقصد کو ناموں کے حصار میں الجھا کر رکھ کر کھول دیا جائے۔ اصل مقصد تو نبیسی پیتھی کے علم کی افادیت کو روشن کرنا ہے تاکہ آپ اس کے ہر رموز کو ذہن نشین کر سکیں جیسا کہ ہم پہلے وضاحت کر چکے ہیں۔ نبیسی پیتھی بھی دیگر پر اسرار علوم میں سے ایک ہے اس کا سکھنا ذہن سے خارج ہونے والی وہ لہریں ہیں جو طبعی قوت کی ہیں۔

سیر پاؤر

ہمارے وجود میں یوں تو ہر عضو مقصدیت کے خالق ہے۔ ہر عضو کی کارکردگی انسانی زندگی کے لئے ضروری ہے جسم کی کوئی بھی چیز بیکار یا ناکارہ نہیں آپ اپنے جسم کے جس عضوی کا جب غور و فکر کریں گے تو آپ کو یوں محسوس ہوگا۔ اگر یہ چیز زندہ ہو تو انسان کسی کام کا نہیں تھا بلکہ اپنا کچ کچ زندگی اس کا خالص مددگار تھا۔ تاکہ ہونٹ منہ ہاتھ پاؤں جلد کوئی بھی عضو دنیا میں قدرت نے اگر کسی چیز کی مخلوق کو انسانی صن سے نوازا ہے تو وہ انسان ہے۔ سب سے بہتر شکل اور اجسام اسے عطا کیا۔

ہم جس قدر اپنے موجود کا شکر ادا کریں خاک برابر ہے اس پر ہمیں اس دماغ سے نوازا اس میں فکر کرنے کی صلاحیتیں عطا کیں کہ آج ہم سیاروں پر کندہ وال رہے ہیں جسم میں یوں تو ہر چیز قوت بخش اور خوبصورت ہے لیکن دماغ کو سپر پاؤر کی حیثیت حاصل ہے ہمارے وجود میں وہ بادشاہ کا مقام رکھتا ہے۔ وہ جرنیل ہے جس کے اشارے پر جسم کے تمام اعضاء آمادہ جہد جنگ ہو جاتے ہیں یہ اس سپر پاؤر کی صلاحیتیں ہی تو ہیں جس نے سائنس کے نام پر دنیا میں تھمک چار کھا ہے ہر ذرت نئی حیرت زدہ کر دینے والی ایجادات نے دنیا کو غرہ کر رکھا ہے۔

ٹیلی پیٹھی کو پراسرار علوم ہونے کے سوا ایک سائنس کی حیثیت بھی حاصل ہے چونکہ ہمارا موضوع صرف ایسے علوم کی افادیت سے ہے جو باروانی تصور کئے جاتے ہیں۔ اس کے بارے میں بہت سے سوال ان طالب علموں کے ذہن میں سرگوشیاں کرتے رہتے ہیں جو اس علم کی روشنی سے بہرہ ور ہونا چاہتے ہیں۔ ٹیلی پیٹھی اس پراسرار قوت کا نام ہے جسے معجزاتی کارکردگی کی مرہون سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس علم کا فلسفانی محررانہ ان کی اپنی صلاحیتوں اور انکی ریاضت و محنت پر منحصر ہے یہ اور بات ہے لوگ اسے بافوق الفطرت صلاحیت کا نام دیتے ہیں ہم اس حقیقت سے انکار بھی نہیں کر سکتے۔ یہ علم اپنے وجود میں اس قدر اسرار سیٹھ ہے کہ اس کی قوت کا صحیح اندازہ یا تخمینہ لگانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے اس کی خصوصیات اور قوت کے بارے میں ضعیف تاہم بیان کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ مضمون کی محنت پر ہمارا اس ہے اور ابھی تو ہم خود غفل کتب ہیں لیکن چند ایک خصوصیات تحریر کر رہے ہیں تاکہ آپ ٹیلی پیٹھی کی قوت کا اندازہ لگنے میں کسی غلط فہمی یا خوش فہمی کا شکار نہ رہیں۔ ٹیلی پیٹھی جیسا کہ آپ جانتے ہیں تریل خیالات کا علم ہے اس کی ہر اسراریت ایک حقیقت ہے اس علم کی قوت کے ذریعے ایک ذہن سے دوسرے ذہن تک تریل خیالات اپنے ہر پیغام کو باطل واضح طور پر دے سکتا ہے۔ اس قسم کے رابطے میں فاصلے کی کوئی قید اور حد کا تعین نہیں کیا جاسکتا کیونکہ تریل خیالات میں ہزاروں میل کے فاصلے کوئی اہمیت نہیں رکھتے فاصلے تو آپ کی قوت کی گرفت میں رہتے ہیں۔ ٹیلی پیٹھی غیر مادی قوت کا نام ہے جسے ہم انشائی میں Super Physical کہتے ہیں اس لئے اس علم کی قوت کو بافوق الفطرت کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ قدرت نے انسان کو بیشمار قوت صلاحیتوں سے نوازا ہے لیکن ٹیلی پیٹھی کی قوت ایک آفاقی معجزاتی و محرانگیر ہے۔ ٹیلی پیٹھی جسے ہم روحانیت سے مراد بھی کرتے ہیں ہم اس سے انکار بھی نہیں

کر سکتے کیونکہ اہل کائنات ہمارے وجود ہمارے جسم میں ان دیکھی ان نورانی لہروں سے ہے جو صرف شفق کے ذریعے ہی ہم پر واضح ہوتی ہیں اس لئے اسے روحانی قوت کہنا بھی اس علم کی غلط فہمی ہے۔
اس علم کے ذریعے ایک انسان اپنی مادی وجود کو چھوڑ کر دوسرے کے جسم میں حلال کر سکتا ہے بالکل اسی طرح جیسے یہ اسکا وجود ہو سکتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ غیر مادی وجود میں Astral body میں داخل ہو سکتا ہے اسے انگریزی میں ایتھرل پردیکشن کہتے ہیں یہ روحانی اصطلاح ہے جو ٹیلی پتھی کا قوت بخش عمل ہے۔
ٹیلی پتھی وہ قوت ہے جس کے لئے فاصلوں کی کوئی اہمیت نہیں رہتی وہ روحانی طور پر ہر جگہ پہنچ جاتا ہے۔

اگر انسان ٹیلی پتھی سے علم اور عمل کی سچائی سے آراستہ ہو جائے تو کائنات کے زندگی کے ہارے میں کئی اسرار سے پردہ چاک ہو جاتا ہے اور اس کی نظروں کے زبردست سب کچھ آ جاتا ہے۔ جس پر یقین کرنا انتہائی مشکل ہے۔

ثیلی پیٹھی اور روحیت

روحانی قوت کیا ہے؟ ٹیلی پتھی کی طرح یہ سوال بھی آپ کے ذہن سے آگے نہیں بڑھتا ہوگا۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے ذہن پر کسی بھی قسم کا کوئی بوجھ نہ رہے۔ کوئی مسئلہ نہ ہو۔ جب آپ ٹیلی پتھی کے رنگوں سے غسل کرنے کے لئے علم کے تالاب میں اتریں تو آپ کا ذہن ہر آلودگی سے شفاف ہوا آئینے کا مانند ہو۔ جہاں آپ اپنی حسب خواہش عکس کو پہنان کر سکیں۔

ہم نے اپنی پچھلی تحریر میں کچھ وجوہات کی ہے کہ ٹیلی پتھی اور روحیت کا آپس میں اسی قسم کا تعلق ہے جو سورج کا اور اس سے خارج ہونے والی شعاعوں کا آپس میں ہے۔ سورج کی خصوصیات تو اپنی جگہ مسلمہ ہے لیکن ان شعاعوں کی افادیت زمین کے لیے عین اسی وجہ سے تبدیل ہو جاتی ہیں مثلاً کہیں تو یہ شعاعیں انسانوں کے لئے فرحت کا باعث ہیں اور کہیں اس کی تہا زت سے لوگ اذیت محسوس کرتے ہیں۔ کہیں یہ زمین کے بننے بچنے والی ہیں تو کہیں قدرت کی نصیحتوں سے لوگوں کے لئے سرفرازی کا باعث ہیں۔

اسی طرح روحانی علم کا سرچشمہ ہونا اس کی اپنی ذات ہوتی ہے۔ اپنے وجود کی مقناطیست ہوتی ہے اور جب وہ علم کی منزل پر کر لیتا ہے تو وہ ولایت کی منزل میں

قدم رکھتا ہے۔ پھر کائنات کی دستوں کو جاننے کی کوشش کرتا ہے۔ اپنے مالک حقیقی سے رجوع ہونے پر تمنا محسوس کرتی ہے۔ یہ انسان کی اپنی لگن اور علم کی چابی پر منحصر ہوتا ہے اور وہ اپنے مقصد میں اس قدر ترقی دیتا ہے کہ اس میں کامیابی حاصل کرتا ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے بھی تحریر کر چکے ہیں، نبی ہیبتھی ایک سائنس ہے اسلئے اسے سمجھنے اس کے علم سے مستفیض ہونے کے لئے مفید ہے۔ رنگ نسل کی کوئی قید نہیں ہے۔ اسے ہر شخص ہر اہل آرزو دیکھ سکتا ہے۔ یہ روایات ہے ہر انسان اپنے مذہبی عقیدے کے مطابق اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرتا ہے روحانہ قوت کو ہر اہل مذاہب تسلیم کرتا ہے۔ کوئی فوری طور پر اس کا فرائض کر لیتا ہے اور کوئی تیل و دھت کے بعد۔

اس لئے اس بحث میں نہیں انجھیں گے۔ ہندو، عیسائی، بدھ اور دیگر مذاہب کے لوگ اس علم کو کیا رنگ دیتے ہیں اپنی صلاحیتوں کو کامیابی سے ہمسار کرنے کے بعد اسے کس نام سے پکارتے ہیں۔

ہمارے کہنے کا مقصد تو صرف اس قدر تھا کہ علم حاصل کرنا ہر دینے والے انسان کا حق ہے یہ اور بات ہے کچھ لوگ علم کو دینا کے لئے فلاح کا کام کرتے ہیں اور کچھ لوگ اپنے علم کی برتری منوانے کے لئے اذیت و ظلم کا راستہ اپنا لیتے ہیں۔ شیطان بن جاتے ہیں۔

اس لئے کوئی بھی علم سمجھنے سے قبل آپ اپنے آپ سے عہد کریں اس علم کی دولت جو خدا نے ہمیں عطا کیا ہے اور ہمارے ذہن کو واقعی صلاحیت عطا کی کہ ہم اس علم کو سمجھ سکیں۔ ہم علم کی روشنی سے بہرہ ور ہونے کے بعد دنیا کی تمام مخلوق کی فلاح و بہبود کے لئے زندگی وقف کر دیں گے۔

کوئی انسان بھی کسی کے اندر جھانک کر نہیں دیکھ سکتا کہ اس کے ارادے میں شیطان چھپا ہے یا وہی کی عظمت پوشیدہ ہے۔

ہم بات کر رہے تھے نبی ہیبتھی اور روحیت کی روحیت کا مطلب ہے آپ کے وجود میں پوشیدہ قوت اور اس پوشیدہ قوت کے لئے بالیدگی کا ہے۔ پاکیزگی اپنے ذہن کو

ہر آلودگی سے پاک رکھیں۔ یہ ایک حقیقت ہے نبی ہیبتھی کو روحیت کے نام سے بھی اکثر لوگ پکارتے ہیں لیکن روحیت وہ منزل ہے جو نبی ہیبتھی کی منزل کو سر کرنے کے بعد اپنی مشابہت کا دائرہ وسیع کرتی ہے جہاں کوئی نقطہ منزل کی جانب اشارہ کرنے لگتا ہے وہاں سے روحیت کا آغاز ہوتا ہے۔ آپ نے ان اسکول کے بچوں کو دیکھا ہوگا آپ خود بھی کبھی طالب علم رہے ہوں گے۔ جب بچے کو اسکول میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اسکے آگے کوئی مقصد نہیں ہوتا کوئی منزل نہیں ہوتی نہ ہی اپنی سوچ فکر سے اس علم سے اپنے لئے مقام کا ہی تعین کرتا ہے۔

گھر والے اسے اسکول میں داخل کر دیتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں تم نے پڑھنا ہے اور وہ اسکول جانے لگتا ہے جوں جوں وہ سال بے سال جماعتوں کی میز میاں عبور کرتا۔ اسکے اندر کا مقصد بیدار ہونے لگتا ہے اور پھر وہ اپنی منزل کا تعین کرتا ہے۔ اس کے پاس ایک مقصد ہوتا ہے۔ اسے ڈاکٹر بننا ہے، انجینئر بننا، فلاسفی، آرکیٹ یا کچھ اور اس حساب سے وہ سائنس اور آرٹس میں کالج جوئے کرتا ہے۔

نبی ہیبتھی کا علم بھی شروع میں انسان صرف اپنی قوت کا اظہار کے لئے سیکھتا ہے۔ وہ اپنے وجود کی برتری لہروں کو پرکھنا چاہتا ہے۔ لیکن جوں جوں وہ اپنی منزل میں طے کرتا جاتا ہے اس کے اندر ایک مقصد پیدا ہوتا جاتا ہے۔ اسے ہی روحیت کہتے ہیں۔ روحیت انسان کے اندر پوشیدہ قوتوں کو بیدار نہیں کرتی بلکہ اسے ایک روشنی بھی عطا کرتی ہے جس کے جالے میں ہر پوشیدہ چیز صاف نظر آگئی ہے۔

روحیت روحانی علم کا وہ دروازہ ہے جہاں سے آپ داخل ہو کر زماں و مکاں کی حقیقت کو ماسکتے ہیں۔ انسان انتہائی دور کا صلے پر سے پکے چمکنے جس کسی بھی دوسرے انسان کو اپنا رابطہ ہی قائم نہیں کر سکتا بلکہ حاکم کی حیثیت سے اپنے مقصد کی تکمیل بھی کر سکتا ہے۔

روحیت کے کرشمے بالکل ایسے نظر آتے ہیں جیسے یہ طلسماتی سحر ہوں اس کے سوا بہت سے حضرات یہ نقطہ بھی اٹھاتے ہیں کہ روحانیت اور روحیت میں کیا فرق ہے فرق

تو ہم بتا چکے ہیں لیکن غالب علم کے ذہن میں کوئی غلط فہمی نہیں رہتی چاہئے۔ لیکن ہے نبیلی پیتھی کے موضوع پر کلمہ نے اسے نظریات اور اپنی علمی بصیرت سے درس دیا ہو۔ ہم ان نظریات کو غلط قرار دیتے ہیں۔ علامہ رحمتی ہمیں ان کی علمی بصیرت پر شک ہے چونکہ ہم پہلے بھی معذرت کے ساتھ عرض کر چکے ہیں ابھی ہم غلط کتب ہیں۔ لیکن نظریات اور سوچ کا دائرہ ہر انسان کی ذہنی طاقت پر باز ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں پہلے بچہ صرف غالب علم ہوتا ہے۔ اس کا مقصد صرف علم حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد جب کئی منزلیں وہ عبور کر لیتا ہے تو مقصد کا سوزج اسے اپنی روشنی کی جانب مہینچتا ہے۔

رنگ تو رنگ ہی ہوتے ہیں۔ لیکن ان رنگوں کو استعمال کر کے اور ان کا رنگ پر منحصر ہے کہ وہ ان رنگوں کو کہاں استعمال کرتا ہے اور چند رنگوں سے کتنے رنگ تخلیق کر سکتا ہے کوئی ان رنگوں سے اپنے دروازے کھڑکیاں بنٹ کرتا ہے کوئی اس کے محراب کھینچ کر رہتا ہے اور کوئی انسان قدرت کے بتائے خوبصورت مناظر کو عکس کرتا ہے۔ ان رنگوں سے سخن بھرتا ہے، کوئی انسانوں، جانوروں، پندوں پر اپنی صلاحیت کے زور پر مصوری کرتا ہے۔ یہ تو انسان کی اپنی صلاحیت پر منحصر ہے کہ وہ اسے کیسے اور کس طرح استعمال میں لاتا ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ روحانیت اور روخیت کی چند نقطوں میں تشریح کریں تاکہ آپ کی تفسی ہو جائے روحانیت اور روخیت کے درمیان جو فرق ہے صرف وہ استدر ہے۔ روخیت کی ابتدا مقصد کو بنیاد قرار دے کر مانی جاتی ہے اور جب بنیاد مضبوط ہونے کے بعد عقیدے کی بنیاد پر عمل کی منزل کی جانب عامل رخت سفر ہو جاتا ہے کیونکہ روخیت علمی اور تحقیقی نظریہ سے انسان کو عمل کی جانب بلاتی ہے۔ اس لئے ابتدائی عمل نبیلی رحمتی کو ایک سائنس کہا گیا ہے۔ مابعد اضمیات ہمیشہ سے روخیت کے نقطہ نظر سے بحث کرتی رہی ہے اور آج بھی یہ بحث جاری ہے لیکن اس بحث میں اچھے سے بہتر ہے کہ آپ عمل کی منزل کی جانب سفر کریں۔

انسانی جسم میں پوشیدہ قوت چونکہ ایک راز ہے سرسیت راز آپ اس سے اس وقت ہی آشنا ہو سکتے ہیں جب اس راز کے اسرار کو پانے کی جستجو آپ کے سینے میں ذہن میں مدوچر پیدا کر دے اسکے بعد ہی نبیلی پیتھی روخیت اور روحانیت کے اسرار کو آپ سمجھ پائیں گے۔ ورنہ بحث برائے بحث اور دلائل از دلائل زبانی 13 انتہی ذہن کو الجھائے رکھے گا۔ آپ کی خواہش صلاحیتیں بحث کی آلودگی میں الجھ کر اصل مقصد کو رنگ آلود کر دے گی۔

امین

نقطہ نظر سے اس کی کنوج نہ کریں۔

ہمارا وجود مادہ کا بنا ہوا ہے اس کی محسوس شکل ظاہری نقش شبہات نظروں کو خیرہ کئے دیتے ہیں۔

آپ نے بھی قدرت کے اس حسین ترین مجسمے پر غور کیا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے اسے کن کن عضلات سے مجسم کیا ہے۔ گوشت ہڈیاں خون عضلات وغیرہ وغیرہ۔ انسان کے تمام عضلات حرکات و سکنات جسم کے ہر اعضاء کی کارکردگی کے بارے میں میڈیکل سائنس نے ہمیں معلومات فراہم کی ہیں یہی وجہ ہے کہ آج ہماری لاپرواہی، حادثے کی صورت میں ہمارے جسم کے اعضاء ہڈیوں کی ٹوٹ پھوٹ کا علاج ہو جاتا ہے۔

لیکن اس وجود میں پوشیدہ حیات ہمیں کنوج کی جستجو دیتی ہے۔ ظاہری اعضاء کی باہر کے سوا بھی ہمارے اعضاء اپنی کارکردگی کے باعث انسانی حیات میں دلکشی و صحت بخشنے ہوئے ہیں۔ جیسے ہم ماؤزے حواس کا نام دیتے ہیں اور ماؤزے حواس سے مراد آنکھ، ناک، کان، جلد، ذہن کی وہ کارکردگی ہے جو انسان کو حیات کی تمام لذتوں سے آشنا کرتی ہے انہی حواسِ قوت کے آلات کے باعث انسان نے کائنات کے ہر رنگ میں تیز کرنا سکھا ہے۔

ہم ان حواس کا پانچ ظاہری اور پانچ باطنی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

ظاہر حواس پانچہ: سامہ، شامہ، ذائقہ، لامہ۔

باطنی حواس مشترک خیال، فکر، ہم، ذکر۔

اسکے بعد بصورت و لطافت کے اعتبار سے ہم جذبات کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں ہم ان تمام کی تفصیل اس صفحہ کے اختصار میں حاصل نہیں کریں گے۔ یہاں مضمون کی صحت کا تقویت دیتے ہوئے اسے مفید کی جانب آتے ہیں۔ اس سے آپ کو یہ بات تو اچھی طرح ذہن نشین ہوگئی ہوگی کہ ہمیں صرف گوشت پوست کا توہم نہیں بلکہ یہ اپنے وجود میں بے شمار اسرار سمیٹے ہوئے ہیں۔ آپ نے یقیناً ہمزاد کے بارے میں

انسان کیا ہے، مقناطیسیت کسے کہتے ہیں؟

یوں تو انسان دیکھنے میں گوشت پوست کا مجسمہ نظر آتا ہے لیکن اللہ تبارک تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کہہ کر یہ اعلان کر دیا ہے کہ تو صرف گوشت پوست کا وجود نہیں ہے۔ بے پناہ صلاحیتوں کا بیکر ہے تیرے اندر بے پناہ پرتو قوتیں ہیں تجھ میں کائنات کے ہر پوشیدہ اسرار کو جاننے کی صلاحیت ہے۔

اگر ہم سائنسی نقطہ نظر سے حیات اور کائنات کا مشاہدہ کریں تو ہمیں اہل دانش و فکر کی روشنی میں عملی بصیرت کا جائزہ لیں تو ہم انسان اور کائنات کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں چونکہ زندگی کائنات کا اصل جوہر ہے۔ زندگی کے بغیر کائنات کی تمام رنگینیاں بے کار اور بے مقصد ہیں۔ حیات ہی سے کائنات کی تمام رنگینیاں میں ہنگامہ آرائی ہے ورنہ تاریکی اور خوفناک سکوت کے سوا کچھ نہیں انسان کا وجود اور حیات بظاہر مادے اور توانائی سے مرکب ہے۔ مادوں اور جوہری ذرات پر مشتمل ہے جبکہ توانائی لہروں میں پہناتے ہیں۔

ہمارا جسم تو وجود کی صورت میں آئینے کو عکس دیتا ہے خوبصورتی، بد صورتی میں امتیاز بتاتا ہے لیکن ہمیں وہ لہریں نظر نہیں آتی ہیں جو توانائی قوت کا محور ہیں اور نہ ہی وہ لہریں ہمیں محسوس ہی ہوتی ہیں۔ جب تک ہم ان پرتو جذبہ نہیں مگر نہ کریں سائنسی

من رکھا ہوگا؟ باز میں آپ کو اس قسم کی کتابیں بھی نظر آتی ہوں گی ہم راؤ تو تیرے کیجئے۔

چونکہ ہمزاد کا تعلق ہمارے وجود ہی اس کا ممکن ہے۔ یہ ایک الگ موضوع ہے اور اس لئے ہم نے اس علم سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے الگ کتاب تحریر کی ہے اس لئے ہم اس بحث کو یہاں نہیں چھڑیں گے۔ اشارہ صرف اس لئے دیا گیا۔ انسان کا وجود میں پوشیدہ قوت کے بارے میں آپ سمجھ لیں۔ نیلی پیتھی ہی انسان کے وجود میں پوشیدہ قوت نہیں ہے آپ جوں جوں علم کی افادیت سے اپنے ذہن کو روشن کرتے چلے گئے آپ پر ایسے کی راز منکشف ہوتے چلے جائیں گے چونکہ ہم اس کتاب کو نیلی کی روحیت کی روشنی میں تحریر کر رہے ہیں اس لئے ہم آپ کو یہ بتادیں کہ ہر انسان میں جسم کے اطراف ایک قیصر ہمدقت رہتا ہے۔ جسے الیکٹرو میگنیٹ کہتے ہیں اسے نورانی بل کہتے ہیں۔ ہم نے پہلے وضاحت کی ہے کہ ہر انسان اپنی زبان کے اعتبار سے نام کا راز ہے۔ اس سے بحث فضول ہے۔ اسے ایسا کیوں کہتے ہیں۔ یہ کیوں؟ انسان اگر اپنا راز کھون کرنے ریاضت اور مشقوں کو علم کا حصہ بنا لے تو یہ نورانی بالہ شبہ اور مشکل اختیار کر لیتا ہے۔

یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے بلکہ اس کے بارے میں مکمل تحقیق ہو چکی ہے۔ انسانی جسم سے برقی لہریں ہمہ وقت خارج ہوتی رہتی ہیں۔ نور کا یہ بالہ انسانی وجود سے شروع ہو کر پندرہ گنا فاصلے تک ہمیشہ حصار کھینچے رہتا ہے۔

ہر انسان میں ان برقی لہروں کی قوت مختلف پائی جاتی ہے۔ جس کی لہروں میں میگنیٹ زیادہ ہوتا ہے۔ دوسرا شخص ایک انجمانی قوت کے ذریعے اس کی جانب کھینچا جلا جاتا ہے۔ اکثر آپ نے دیکھا اور سنا ہوگا کہ نہ جانے فلاں شخص میں کبھی، کوئی کشش ہے نہ چاہتے ہوئے بھی میں اس کی جانب کھینچا جلا جاتا ہوں۔ آپ نے سوچا ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اس کے جسم سے خارج ہونے والی میگنیٹ کی وجہ سے اس کے

وجود میں سے خارج ہونے والی برقی لہریں ہمارے جسم سے خارج ہونے والی لہروں سے زیادہ طاقتور اور قوت بخش ہیں۔

اس کی برقی لہروں کو ہم روحیت کی زبان میں نورانی بالہ کہتے ہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انکے کتنے ہوتے ہیں یہاں تک رنگ کی لہریں ہوتی ہیں اور کس طرح خارج ہوتی ہیں۔ عام طور پر اس رنگ کو کوئی نام نہیں دیا جاسکتا۔ لیکن علم کی روشنی میں اسے پرکھا جائے تو سائنسی طریقہ کار سے ہم دیکھیں تو ہمیں اس سے خارج ہونے والی شعاؤں کا رنگ الزوائٹ یعنی ماؤ رائے غشی، ہم باخوبی دیکھ سکتے ہیں۔

نیلی پیتھی مشقوں کے بعد آپ ان برقی لہروں کو محسوس نہیں کر سکیں گے بلکہ پلیریت پر دواز دیکھ بھی سکیں گے۔ جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں ہر شخص کے جسم کی قوت اور اس کی قوت ارادی مختلف ہوتی ہے۔ اسی طرح برقی قوت بھی منفرد ہوتی ہے۔ ان لہروں کی رفتار کا اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے۔ انسانی اجسام سے مختلف طول و عرض مختلف رفتار اور مختلف رنگ کی لہریں خارج ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کچھ لوگوں میں قوت کشش زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ آپ نے اکثر و بیشتر ملاحظہ کیا ہوگا۔ چونکہ یہ موضوع کافی طویل اور گہمیر ہے اس لئے ہم اس میں آپ کو الجھانا نہیں چاہتے۔ اصل مقصد انسان اور اس کی متناطیبت کو واضح کرنا تھا۔ یقیناً آپ اس مختصر تحریر سے انسان کی قوت اور اس میں پوشیدہ اسرار کو سمجھ گئے ہوں گے اگر آپ تحقیق محسوس کر رہے ہیں تو ہم اپنی آنکھ کی کتاب میں تفصیل سے اس موضوع کی بحث پر حاصل بحث کر دیں گے۔ انسانی قوت کا اندازہ لگانا محال ہے اور نہ ہی قدرت نے جو صلاحیتیں عطا کی ہیں انہیں وہ پوری طرح استعمال کر سکتا ہے اور نہ آج تک کر سکا ہے۔ انسان کو اشرف المخلوقات کہا گیا ہے دنیا میں جس قدر مخلوق ہے ان میں اس کا درجہ بلند تر ہے۔

وہ بلندی کیا ہے؟ یہی آپ کو ماننا ہے۔ یقیناً آپ اس بلندی پر پہنچنے کی کوشش بھی کر رہے ہیں۔ نیلی پیتھی اس بلندی کی ایسی نیر جی ہے۔ مختلف راستے ہیں اور اس بلندی تک پہنچنے کے مختلف ذریعے۔

قافلہ اپنے سفر پر امنگ اور ولولے کی ساتھ روانہ ہوتا ہے۔ آپ بہت خوش ہیں چہرہ مسرت سے جتنا رہا ہے نئی نئی جگہیں دیکھنے کا شوق نئے شہر اور وہاں کے باسیوں سے ملنے کا ذوق آپ کے ذہن میں قوس کجائے ہوئے ہے۔

لیکن قافلے نے ابھی چند ہی منزلیں طے کی تھیں۔ چھ سات راتیں گزری تھیں کہ آپ کا دل اچاٹ ہو گیا۔ آپ کا ارادہ منتشر ہونے لگا اور پھر آخر آپ نے واپسی کا فیصلہ کر لیا۔ حالانکہ قافلے والوں نے بہت روکا۔ ہم بہت دور آ گئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ واپسی میں تم راستہ بھٹک جاؤ لیکن آپ باضد رہے۔

قافلہ اپنی منزل کی سمت روانہ ہو گیا اور آپ واپس اپنے شہر کے راستے پر لیکن چونکہ آپ نئے نئے تھے اور راستے انجان دی ہوئے تھے جس کا خطرہ تھا راستہ بھٹک گئے دور دور تک میان صحرا اپنا بولناک منہ کھولے آپ کے سامنے تھا لیکن راستہ تلاش کرنا محال آپ ادھر ادھر تھیں ہوئی دھوپ میں۔ رات کے تاریک اندھیروں میں اپنے شہر کا کھویا ہوا راستہ تلاش کر رہے۔ لیکن راستہ نہ ملتا کھانے پینے کا سامان بھی ختم ہو چکا تھا۔ اب بھوک پیاس اور جھکرنے آہستہ آہستہ آپ کی سنہری زندگی کے تمام راتے بھول کی دھند میں گھوڑے۔

آپ خود ہی سوچتے۔ اگر یہ حادثہ آپ کی زندگی میں کسی لمحے پیش آ جائے تو آپ کیا کریں گے۔ ظاہر ہے آپ بھی کچھ نہ کر سکیں گے۔ یہ کمزور قوت ارادی کا نتیجہ ہے۔ اگر آپ بھی اس کی طرح کمزور قوت ارادی کے مالک ہوئے تو اپنے کسی بھی مقصد میں کبھی کبھی کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

نئی بیٹی بھی ایسا علم ہے جس میں مضبوط قوت ارادی ہی آپ کو اپنے مقصد میں کامیاب کر سکتی ہے۔ اگر آپ میں اتنی اعتمادی کا فقدان ہے تو آپ جوش ولولے کے سوا بھی زندگی کے راستے سے بھٹک گئے ہیں اس لیے سب سے پہلے اپنی قوت

قوت خود اعتمادی

کیا آپ میں خود اعتمادی کی قوت ہے؟ آپ یہ سوال جس شخص سے بھی کریں گے وہ اس کا جواب ہاں میں دے گا بہت کم حضرات ہوتے ہیں جو اپنی خاک کا اظہار کر دیتے ہیں۔ اس لئے کسی بھی کام کو شروع کرنے سے قبل آپ کو خود اپنی اس قوت کا اندازہ لگانا ہوگا۔ آپ جو بھی کام کرتے ہیں کیا اسے حسب تنہا و خواہش انجام دے سکتے ہیں یا اسے ادھورا چھوڑ دیتے ہیں اگر ایسا ہے تو آپ کبھی بھی پراسرار علوم کو پہنچاتے ہیں یا اسے اپنا وقت برباد کرنے کی کوشش ہرگز ہرگز مت کیجئے۔ اس سے وقت کا زیاں بھی ہوگا اور آپ کی محنت بھی رائیگن جاوے گی۔ نئی بیٹی کا علم حاصل کرنے والے حضرات کے لئے مضبوط قوت ارادی کا ہونا از حد ضروری ہے خود اعتمادی کا دوسرا نام ہے قوت ارادی۔ جب تک آپ میں مضبوط خود اعتمادی نہیں ہوگی نئی بیٹی ہی پر منحصر نہیں آپ کسی بھی کام کو ڈھنگ و سلیقے سے نہیں کر پائیں گے۔ آپ میں خود اعتمادی فولاد کی مانند مضبوط اور سمندری کھمبہ کی طرح مضبوطی سے پر ہو۔ جس شخص میں قوت ارادی کا فقدان ہوگا۔ اس کے لئے منزل پاتا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے اس سے نقصان کا اندیشہ زیادہ رہتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ ذوق و شوق میں کسی قافلے کے ہمراہ طویل سفر کا ارادہ کر لیتے ہیں اور رخت سڑ بھی باندھ لیتے ہیں۔

ارادی کو اس قدر مضبوط کر دینے کے آپ قافلہ کے ہمراہی جوش و خروش و ذوق و شوق سے اپنی منزل تک پہنچ سکیں۔ عزم آپ نے اس سفر کا آغاز کیا تھا۔

آپ ہمارا مقصد بہتر طور پر سمجھنے والوں کے پکڑ دو ت ارادی کا مالک خود تو نقصان سے دوچار ہوتا ہی ہے لیکن اپنے ہمراہیوں کی جہت سے ہمدرد اور اہل محبت کو بھی جتلائے مصیبت کر دیتا ہے اگر آپ کسی کا کھولنے کا عزم کرتے ہیں تو اپنی خود اعتمادی کو یقین میں بدلیں اور پھر آمادہ مقصد کو کار کردہ بنائیں اپنی خود اعتمادی کو کچھ جیش اسے چٹان کی مانند مضبوط بنائیں۔ دنیا کی بہت سے غیر منفعتیوں نے صرف اپنی قوت خود اعتمادی کی مضبوطی سے ایسے ایسے کارنامہ ہائے انجام دیے کہ آج تو ارباب کے صفات مثال بن کر آنے والی نسلوں کے لئے عزم و استقلال کا درس دے رہے ہیں۔ چنگیز خان صحرائے گوبی کا ایک معمولی شہسوار تھا جس نے ماں کی گود میں

جن کے نام سے پرورش پائی اور چنگیز خان بن کر پوری دنیا کو اپنا نام سے متعارف کرایا گوکہ وہ ظلم و بربریت کا ایسا درندہ بن کر ابھرا تھا جس کے کھوڑوں کی ٹاپوں سے ایک عرصہ تک انسانیت تڑپتی بکتی رہی لیکن اس معمولی انسان نے دنیا پر حکمرانی کا سوچا۔ اس کی قوت ارادی نے عزم عطا کیا اور اس نے اپنی ذاتی صلاحیتوں کو استعمال کیا اپنے اطراف پھیلے ہوئے چھوٹے چھوٹے تاریکیوں کو اپنی حکمت و ذاتی صلاحیت سے اکٹھا کیا اسے لشکر کی شکل دی اور پھر اپنی قوت ارادی کے عزم سے نکل کھڑا ہوا۔

یہ دنیا طاری بن زیادہ کبھی فراموش نہیں کر سکتی جس نے اپنی قوت ارادی کا ایسا مظاہرہ کیا کہ آج تاریخ کی صفحات اسے داد و تحسین دیتے نہیں تھکتے اپنی کشتیاں جلا کر فوج کے سامنے اسکی وہ عظیم تقریر جس میں کہا۔ اے میری بہادر فوج میرے دوستوں۔ اب فتح یا موت؟

آگے دشمنوں کی جم غفیر فوج ہے اور پیچھے تمہارے بے رحم سمندر۔ آگے بھی موت ہے اور پیچھے بھی موت۔ اب یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے کہ تم لڑتے ہوئے بہادریوں کی جان دو یا سمندر میں حرام موت اور پھر دنیا نے دیکھا اس مختصر فوج نے وہ جگہ جو ناممکن تھی۔

انسان جب بھی اپنی ذاتی صلاحیتوں اور قوت ارادی کو کوئی عزم دیتا ہے تو یقیناً کامیابی اس کا استقبال کرنے کے لئے جلد وقت خوش آمدید کہتی ہے۔

نیکی اور برائی انسان جب کوئی کارنامہ ہائے انجام دیتا ہے تو وہ اچھا یا برا ہوتا ہے ذاتی صلاحیتوں کو انسان چاہے تو دنیا کی فلاح کے لئے اپنی قوت ارادی کو عزم دے سکتا ہے اور چاہے اس کی ذاتی صلاحیتیں اور قوت ارادی انسانیت کے لئے اذیت کا باعث بھی ہو سکتی ہیں۔

ہمارے کہنے کا مقصد صرف اتنا ہی ہے کہ انسان اپنی قوت ارادی سے بڑے بڑے کارنامے ہائے انجام دے سکتا ہے۔ سکندر اعظم صلاح الدین ایوبی ہاپوں طارق بن زیاد موسیٰ بن زید محمد بن قاسم اور بنگلہ خورشیدیں آپ کو تاریخ کے صفحہ قرطاس پر نظر آئیں گی جنہوں نے صرف اپنی قوت ارادی سے ناممکن کو ممکن بنا ڈالا۔

ہم یہاں پر تو تاریخ کو دھراتی نہیں چاہتے ورنہ عزم ارادہ اور قوت ارادی کی ایسی ایسی داستانیں رقم ہیں کہ ذہن معش کراٹھتا ہے۔ ایسے لوگ تاریخ کا رخ بدلتے ہیں۔ نئی ایجادات کرتے ہیں اور مملکتوں کی فتوحات کا تاج انکے سروں پر چمکتا نظر آتا۔

آپ اپنی قوت ارادی کو اپنے عزم ارادہ کی تقویت سے بڑھا سکتے ہیں کسی کام کو آپ ذوق سے شروع کرتے ہیں چہر ہی روز بعد اپنا ارادہ بدل دیتے ہیں۔ ایسے موقع پر آپ ڈھٹائی ہو کر ارادہ بنا لیجئے۔ آپ قوت ارادی بڑھانے میں آپ اپنے دوست و ملتے جلتے والوں سے بھی مدد حاصل کر سکتے ہیں وہ آپ کو کبھی بھی

کام کے بارے میں مضبوطی نہیں۔ شرط عائد کر دیں کہ آپ اس کام کو کبھی نہیں کئے بار بار کی تکرار اور تکرار کرنا لیا جائے۔ یہی چیز آپ کے عزم کو آہن بنا سکتی ہے اور عزم کی پختگی ہی آپ کی قوتِ مروت کی مضبوط ہونے کی دلیل ہے۔

نبی پیتی میں عملی صورت اختیار کرنے سے قبل آپ کو اپنی قوتِ ارادی کو بہر صورت مضبوط بنانا ہوگا ہم چاہتے ہیں اس کی عداوت کرنے سے قبل آپ ہر طرح جسمانی، ذہنی، مادی اور راک کے تمام پہلوؤں سے تیار و ادب و نشست سے واقف ہوں۔ جیسے کوئی محاذِ جنگ پر جانے سے قبل پوری طرح اس کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

حواس کیا ہیں؟ ماورائے حواس کسے کہتے ہیں؟

دیکھنا، سنا، سوچنا، چھونا، چکھنا، یہ پانچ خصوصیات اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہیں اسے حواس کہتے ہیں اس سے قبل کہ ہم نبی پیتی کے اسباق کی طرف توجہ دیں ہم چاہتے ہیں آپ کو اپنے وجود میں موجود تمام خصوصیات سے آگاہی ہو۔ پچھلے صفحات میں ہم نے اس موضوع کو تھوڑا سا چھوڑ دیا تھا یقیناً آپ کے ذہن میں غلط رہ گئی ہوگی۔ اس لئے ہم آپ کی اس غلطی کو تھوڑی دیکر تصحیح کو سیراب کر دیتا چاہتے ہیں ہم نے ماورائے حواس کا مضمون نفس میں مختصر اشارہ دیا تھا۔ یہاں ہم ماہرینِ علمِ سائنس و طبی کی تحقیق کی روشنی میں کچھ تفصیل زبردستی کر رہے ہیں۔

پچھلے صفحات میں حواس کی ہم نے تعدادِ تحریر کی ہے۔ اب بھی رویت کے ماہرینِ علم کہتے ہیں۔ لیکن جدید ماہرین کی تحقیقات اس میں اضافہ کرتی ہے یہاں ان کا تذکرہ کرنا از حد ضروری ہے تاکہ یہ تفصیل آپ کے علم کو مزید بصیرت عطا کر سکے۔

یہ تو ہم آپ کو بتا چکے ہیں کہ رویت کے ماہرین نے پانچ ظاہری حواس اور پانچ باطنی حواس کو انسانی وجود کا علم قرار دیا ہے۔ جس پر نفیات کے ماہرین متفق ہیں لیکن اس کا حوالہ نہیں آجہدہ کے حوالہ قرار دیتے ہیں۔ تحقیق یہ ہے کہ انسان کی

زندگی ہے۔ یہ انسان کی جو تحقیق ہی کا حاصل ہے کہ آج ہم سائنس کی کوششہ سازیاں دیکھ رہے ہیں پھر ہم ان کی اس تحقیق سے اپنے علم میں اضافہ نہیں کرنا چاہے گا روہیت کے ماہرین نے ان تحقیق حواس کی بنیاد پر بعد انفسیات کے درس میں شامل کر لیا ہے تاکہ آنے والی نسلیوں کے لئے اہل علم کا تدارک ملے اور ہمارے کہیں۔ ویسے تو ان حواس کی تعریف عرصہ دراز سے روہیت کے ماہرین کر رہے ہیں لیکن پاکستان میں بہت کم اہل قلم ان کا تذکرہ کرتے ہیں ہمیں چاہیے کہ جو تحقیق کو سابقہ درس میں شامل کرتے رہیں تاکہ علم کی بصیرت ذہن کو زیادہ سے زیادہ وسیع کر سکے۔

پھر اس انکولوجی کے ماہرین ہمارے حواس کی تعداد سو گنت دیتے ہیں جس کی تفصیل ترتیب وار تحریر کر رہے ہیں۔

- (۱) حواس باصرہ۔ یعنی دیکھنا
- (۲) حواس لامسہ۔ یعنی چھونا
- (۳) حواس شامہ یعنی سونگھنا
- (۴) حواس سامعہ۔ یعنی سننا
- (۵) حواس ذائقہ۔ یعنی پکھنا

یہ وہ بنیادی حواس ہیں جس پر قدیم و جدید اہل علم متفق ہیں۔ اور یہی ہیں جو انسان کی زندگی کو رنگوں سے ہم آہنگ کرتے ہیں ہم ان ہی بنیادی حواس کے سبب حیات کو لطافت و احساس کو گہمت 'حسن کو محبت' آواز کو مد و چذر زبان کو چٹکارا 'آکھوں کی بصیرت کو نظارے۔ قدرت نے اس کائنات میں جس قدر رنگ بکھیرے ہوئے ہیں 'حسن کی نکشائیں سجائی ہوئی ہے۔ خوشبویات کا بحر فضا میں گھولا ہوا ہے یہ حواس ہی کا کمال ہے ہمارا وجود ان سے مستفیض ہوتا رہتا ہے۔ لیکن انسان ہے کہ اپنے ان قیمتی حواس کی ہی پرواہ نہیں کرتا اس کے سوا اس کی کارکردگی سے زندگی کے رنگ بھی سنیلے

کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

دیگر پانچ حواس کی تفصیل اس طرح ہے لیکن ان کا تعلق بھی انہی خصوصیات سے ہوتا ہے چونکہ وہ ظاہری حواس خمسہ سے ہیں جبکہ ان پانچ کا رشتہ باطن حواس خمسہ سے ہے جبکہ ان کی کارکردگی بھی وہی ہے جو دیگر پانچ اول کی ہے ان کا تعلق باطنی سے ہے جو کہ انسان کے احساسات اور انسان کی زندگی کو گداز گداز رنگ بخشنے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ روح سے نسبت رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم انہیں ماؤرے حواس کا نام دیتے ہیں۔

ماؤرے حواس باصرہ ماؤرے حواس لامسہ ماؤرے حواس شامہ ماؤرے حواس سامعہ۔

ان کے سوا جو ہمیں جدید تحقیق نے متعارف کرائے وہ سچے کچھ اس طرح ہیں۔
پہلی 'حس حرارت' یا 'حس توازن' 'حس قربت' 'حس عضلاتی' 'حس توازن' 'حس' یہ سولہ حواس جو انسان کی زندگی کے تمام رنگوں 'حسن کی تمام ترتیجیوں' کائنات کے اسرار کو اپنے وجود سے متعارف کرواتے ہیں، اظہار کرنے کی گویائی عطا کرتے ہیں یہی حواس ہی تو ہیں جس کی قوت سے انسان خود کو عقل مند کہتا ہے یہ انہی حواس کے ادراک کا نتیجہ ہوتا ہے جسے ہم عقل کہتے ہیں۔

ہم روحانیت اور روہیت کے طالب علموں کے لئے دوئم پانچ حواس کے بارے میں کچھ شے بھی کر دینا چاہتے ہیں تاکہ آپ کو ماؤرے حواس کے بارے میں معلومات فراہم ہو جائے۔

باطنی حواس کو اس ترتیب سے بھی ذہن نشین کر سکتے ہیں۔

- (۱) حس مشترک
- (۲) خیال
- (۳) فکر

(۴)

(۵)

ہمارا خیال ہے اب ان دنوں جہاں کے بارے میں مزید تفصیل کی ضرورت نہیں ہے اس سے قبل بھی آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہم نے بھی اپنی سابقہ کتاب (ٹیلی بیٹھی سکیمیں) میں ان کو تحریر کیا ہے اس لئے جدید تحقیق حواس کو زیرِ تحریر ہی کئے دیتے ہیں تاکہ نفس مضمون کی افادیت کو ہر مسئلہ رکھ سکیں۔

چھٹی حس

ہم اے C.I.D. حس بھی کہتے ہیں آنے والے خطرے سے بروقت خبردار بنانے والی حس یہ حس کم و بیش ہر انسان میں اپنی قوت کے مطابق اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کرتی ہے۔ کسی کی چھٹی حس بہت زیادہ قوت بخش ہوتی ہے کسی کی کمزور چونکہ اس حس کا تعلق انسان کی پوشیدہ صلاحیتوں سے ہوتا ہے۔ انسان کی برقی قوت جس قدر مضبوط ہوگی اس کی چھٹی حس الارم کی طرح بروقت ہر ہونے والے واقعات کی اطلاع فراہم کرتی رہے گی۔

چھٹی حس ہی ہے جو انسان کو حیرت زدہ کر دیتی ہے آپ نے اکثر محسوس کیا ہوگا آپ کی کسی اسٹاپ پر کھڑے ہیں اچانک آپ کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی آپ سے کہہ رہا ہے۔ یہاں سے مجھے چلے جانا چاہیے آگے والے اسٹاپ سے بیٹھ جاؤں گا۔ مجھے وہاں جا کر کس کا غلط کرنا چاہئے یہاں کچھ ہونے والا ہے۔ یہاں کچھ ہونے والا ہے۔ یہاں سے چلے جانا چاہیے۔ مسلسل آپ کو کوئی خبردار کر رہا تھا۔ آپ نے ایک لمحے سوچا اور پھر اپنے قدموں کو حرکت دے دی ابھی آپ تیس چالیس قدم ہی گئے تھے کہ اچانک ایک دھماکہ ہوا۔ آپ نے پلٹ کر دیکھا اس مقام پر جہاں

آپ کھڑے تھے۔ ایک میوزسٹانگل وین سے ٹکرا گئی تھی اور جو سافر وہاں کھڑے تھے وہ ان دونوں کی طرف سے آکر بے طرح زخمی ہو گئے۔ لوگ تیزی سے ان کی مدد کرنے کے لئے ٹپک رہے تھے آپ کے چہرے آہ خارج ہو جاتی ہے اور سوچتے ہیں۔ میں بھی وہاں ہوتا تو یقیناً زخمی ہو گیا ہوتا۔ اس سے آگے کچھ سوچنے سے قبل آنکھوں تلے تاریکی نے سایہ کر کے خوفناک کر دیا۔

نبیل چھٹی حس ہوتی ہے جو پراسرار طور پر عمل ازاد قات ہونے والے واقعات اور حادثے سے خبردار کر دیتی ہے۔ بعض لوگوں میں یہ حس قدرت قوت بخش ہوتی ہے۔ ان کے انکشاف سے دوسرے لوگ حیرت زدہ ہو جاتے ہیں اور وہ ماڈرائے فکر سے تعبیر کرنے لگتے ہیں یہ قوت ہے بھی ایسی ہی انسانی زندگی میں یہ حس کی دولت اور ہمدرد رہتی ہے۔ اگر آپ اپنی اس صلاحیت پر توجہ دیں تو یقیناً آپ بہت خبردار ہو سکتے ہیں اس حس کی خصوصیات میں ہے کہ کوئی واقعہ پتہ نہ ہونے سے قبل کوئی چیز یہ قوت آپ سے مخاطب ہوگی اس مخاطب کو کوئی نام نہیں دے سکتے۔ طبیعت کی بے انتہائی اس خطرے واقعات سے ہوشیار کرنے کی بھرپور کوشش کرتی ہے جو کہ ظہور ہونے والا ہے۔ آپ چاہے کہ آپ اپنے اس ہمدرد کی سرکوشی پر توجہ دیں اسے وہم تصور ہرگز نہ کریں۔ اگر آپ نے اپنے اس دوست پر یقین کیا اور بروقت اس کے کہنے پر عمل کیا تو یقیناً آپ آنے والے حادثوں سے یقیناً محفوظ رہ سکتے ہیں۔

قربت حس

قربت کے معنی ہیں محسوس کرنا۔ مثال کے طور پر آپ رات کو کسی انسان سڑک یا گلی سے گذر رہے ہیں اپنی گن اپنی سوچ میں مت اچانک آپ کو بغیر دیکھے بغیر چھوئے یہ محسوس ہوا کہ آپ کے پیچھے کوئی دوسرا موجود ہے جبکہ اس کے قدموں کی آہٹ بھی زمین پر دھک پیدا نہیں کر رہی ہے آپ نے پیچھے اپنے عقب میں پلٹ کر دیکھا تو آپ کا احساس حقیقت میں موجود تھا کسی دوسرے کی موجودگی۔ اس کے ہونے کے احساس کو یہ قربت حس کہتے ہیں یہ حس تا بیٹھا حضرات میں عام لوگوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ وہ آنکھوں کی بینائی نہ ہونے کے سوا اس کی قربت حس اسے آگاہی دے دیتی ہے۔ بعض جانوروں میں بھی یہ حس بہت زیادہ قوت بخش ہوتی ہے یہ حس آپ کو دوسرے کے قریب کا احساس دلاتی ہے اس حس کا کام ہے کسی چیز کو بغیر چھوئے بغیر دیکھے آپ کو یہ احساس دلا دے کہ کسی کا قرب موجود ہے۔

انسان کا مادہ گداز نرم ملائم احساس کو کسی کی بھی قربت کی ان دیکھی ان چھوٹی نشاندہی کرے اسے قربت حس کہتے ہیں۔

حرارت حسن

ریڑھ کی ہڈی میں خوف کی لہر اسیت کرتی چلی گئی وہ آپ نے اس سے کواکثر
شاہوگا اور کتابوں میں بھی اس قسم کی تحریروں سے گزری ہوگی۔
آپ نے کبھی توجہ دی کہ آخر آپ کے وجود میں ریڑھ کی ہڈی کی اہمیت کیا ہے
اور ہمارے اعصابی نظام میں اس کی کارکردگی کیا ہے۔

آپ اس ریڑھ کی ہڈی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے باخوئی لگا سکتے ہیں کہ
اس ہڈی میں اعصابی نظام ایک جداگانہ حیثیت سے کام کر رہا ہے اور حرارت حسن کا
تعلق بھی اس ریڑھ کی ہڈی سے ہے جو ہمارے دماغ کو ہر لمحہ ہمارے وجود کی حرارت
کے متعلق آگاہی دیتی رہتی ہے۔ یہ جس ہمارے جسم میں رونما ہونے والی سرد گرم
حرارت کی اطلاع ہمیں دیتی ہے مثلاً بخار کی صورت میں اگر قرمائیٹیمس یہ بتاتا ہے
کہ آپ کو بخار ہے۔ یہ اسی حس کا کام ہے۔ انسان کا درجہ حرارت جو بھی اطلاع دیتی
ہے انسان فوراً اپنے علاج کی جانب رجوع ہوتا ہے۔ ریڑھ کی ہڈی میں اگر نقص یا
خلل ہو جائے تو پورا جسم پورا وجودی اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے اگر ہم یہ کہیں کہ
ریڑھ کی ہڈی کا اعصابی نظام دماغ کو معلومات اور ہمیں درجہ حرارت کی آگاہی نہیں

دیتا بلکہ اس خوبصورت وجود کی عمارت کی دلکشی کا تمام تر دار و مدار بھی اسی کی مرہون
منت ہے اگر آپ کی ریڑھ کی ہڈی میں غم ہو یا کسی مادے کے سبب نقص آجائے تو
یقیناً آپ کی کمر جھک جائے گی اور لوگ آپ کو کبڑا کہنے لگیں گے۔ حرارت حسن ریڑھ
کی ہڈی سے اپنی کارکردگی کی ابتداء کرتی ہے اور دماغ کو اطلاع بہم پہنچاتی ہوئی
پورے وجود کی حرارت کی نگہداشت کرتی ہے۔ ہم یہاں مزید تفصیل سے اعتنا
کر رہے ہیں چونکہ نفس مضمون کی طوالت کتاب پر گراں ہوگی۔ اگر آپ ریڑھ کی ہڈی
کے ظلم کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں تو ہماری کتاب ”یوگا اور روخیت“ کا مطالعہ
کیجیے۔

آمین

عضلاتی حس

اگر ہم قدرت کا مشاہدہ بصیرت نگاہ سے کریں تو کائنات میں رنگینوں اور اس کے وجود میں پھیلی ہوئی خوشبو یا ت کا باخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے اپنے سوا کسی مخلوق کا مشاہدہ انسان کے علم ہی میں اضافہ نہیں کرتا بلکہ یہ کھوج اس کی منزل بھی ہے کھوج اور جستجو ہی تو انسان کا مقصد ہے۔ آپ نے بھی غور کیا کہ قدرت نے ہر مخلوق کے چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے میں ایک تناسب بخشا ہے اگر آپ کی ایک ٹانگ نہ ہوتی تو یقیناً آپ خود کو کبھی متوازن نہیں کر سکتے تھے۔ آپ نے دیکھا ہوگا رب کریم نے دنیا میں جس قدر مخلوقات کو ایک وجود کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ ان میں عضلاتی تناسب بخشا ہے۔ یہ اس عضلاتی حس کا ہی کمال ہے کہ وہ وجود کو تناسب عطا کرتی ہے۔ آپ کے جسم کے مختلف اعضا کی حرکات و سکنات کو قابو کر کے اسے ایک ترتیب و تناسب ایک نظام کے تحت کارکردگی عطا کرتی ہے۔ آپ نے بھی توجہ دی کہ بھامٹے وقت آپ کے ہر ایک بعد دیگر حرکت پذیر ہوتے ہیں ایسا کیوں کر ہوتا ہے؟؟ یہ اس نظام اسی حس تناسب کی کارکردگی کی مرہون ہوتا ہے۔ اگر یہ حس انسان میں نہ ہوتی تو یقیناً وہ اپنے وجود کی حرکات و ترتیب کو کبھی یہ دکھائی ہرگز نہ دے پاتا۔ نہ جانے انسان

کی چال کیسی ہوتی ذرا سوچئے یقیناً خداوند خیر ہوتی۔ یہ اس حس کا ہی کمال ہے کہ ہمارے وجود کی ہر حرکات و سکنات کو خوبصورت تناسب حاصل ہے یہ حس انسان ہی میں نہیں۔ جانوروں اور پرندوں میں بلکہ قدرت کی تخلیق کردہ ہر مخلوق میں موجود ہے۔ بعض جانوروں میں یہ حس انسانوں سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔ آپ سو گنا تک بھی کہہ سکتے ہیں چھوٹے اندھیرے میں دیکھنے کی حس بہت تیز ہوتی ہے جب کہ انبو بھی تاریک اندھیرا کا سینہ دور تک چرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس طرح سانپ کو لے لیجئے وہ ہلکی سے ہلکی سرسراہٹ بھی محسوس کر لیتا ہے کتے کی سونگھنے کی حس بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ تو آپ کو مشاہدہ سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ کون سی مخلوق میں کون سی حس زیادہ ہے اور اس میں کس قسم کی صلاحیتیں موجود ہیں یہ ہر مخلوق کو اس کے جسمانی قد کی مناسبت سے بہترین عضلاتی تناسب عطا کرتی

توازن حس

توازن بہت ضروری ہے۔ جس چیز میں توازن نہ ہو وہ ٹوٹ پھوٹتی رہتی ہے۔ اب انسان ہی کو لے لیجئے اگر اس میں توازن نہ ہو تو اس کی کلاں و سکنات مذاقہ خیر بن جائے۔ دیکھنے والی آنکھیں تسخیر اڑانے لگیں۔ آپ نے یہ کیا ایسے خراب کہ دیکھا ہوگا جو جسمانی لحاظ سے صحت مند اور رنگ و روپ میں ایسے بھلے ہوں گے لیکن چلتے اوقات ان کے قدم لڑکھڑاتے ہوں۔ یا ان کا جسم ڈگمگاتا ہو۔ جیسے یہ گوشت پخت کی عمارت ابھی زمین پر گر جائے گی۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کی وجہ اس توازن میں کمی اس شخص میں فقدان ہے۔ اگر اس کے وجود میں اس حس کی کارکردگی بہتر ہو تو اس جسم کا نقص جسم میں پیدا نہیں ہوتا۔

نیکشیم کے والد ارادے جو ہمارے کانوں کے نیچے حصوں میں پائے جاتے ہیں اس حس کا مرکز ہیں آپ کانوں کے اس نچلے حصے کو اس حس کا ذخیرہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ آپ اگر اپنے مجبوری اس صناعی پر توجہ دیں تو یقیناً غش غش کر اٹھیں گے۔ یہ اس حس کی ہی کارکردگی ہے کہ آپ کا ہر عضو و گوش اور توازن نظر آتا ہے۔ حرکات و سکنات میں یہ وقار توازن اس حس کی مرہون منت ہے۔ جن حضرات میں اس حس کی کمی ہوتی ہے۔ ان کے جسمانی عضو غیر فطری سے لگتے ہیں چونکہ ان میں توازن متوازن نہیں ہوتا اور یہ چیز انسان کے ہر ذرا جسم کی خامی بن جاتی ہے یہ بہت کم ہوتا ہے۔ قدرت نے ہر انسان کو اس جسم کے عین مطابق یہ حس عطا کی ہے۔ یہ میرے پروردگار کی حکمت ہے۔

اوازن حس

گر انسان میں یہ حس نہ ہوتی تو ہم کبھی بھی یہ اندازہ نہیں لگا سکتے تھے۔ وزن کی حس اور کشش وزن کیا ہے؟ یہ حس ہی ہمیں آگاہی دیتی ہے جب کوئی چیز ہم اٹھاتے ہیں تو یہ حس اس کے وزن کے تخمینہ کا اعلان کرتی ہے کہ یہ کس قدر ہماری ہے جب تک اوزان کو کوئی پیا لٹش نہ دے گی تھی۔ اس وقت تو لوگ صرف اندازہ لگایا کرتے ہوں گے۔ یہ ہماری ہے یا اس سے زیادہ ہماری ہے یہ تو بہت زیادہ وزن دار ہے یہ انسان کا ذہن ہے اس حس کی کارکردگی کو سمجھا اور ان کو تقسیم دی۔ اب یہ حس ہمیں آگاہی دیتی ہے کہ 10 کلو گرام ہے یہ پچاس اور یہ سو جس قدر وزن بڑھتا جائے گا یا کم سے کم ہوتا جائے گا یہاں تک کہ ٹی گرام تک ہمیں یہ حس آگاہی دیتی رہے گی۔

یہ حس کی کارکردگی ہے کہ انسان اپنے وجود کے کسی بھی حصے مثلاً ہاتھ پر کندھوں پر یا سر پر یا کمر پر جو بھی دھکا اٹھاتے ہیں دماغ کو فوری اس کے اوزان سے مطلع کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم فوراً یہ اندازہ کر لیتے ہیں ہمارے وجود کے اس حصے پر کس قدر ہماری وزن ہے۔ اسے ہم اوزان حس کہتے ہیں۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے انسان کے وجود میں جو بھی اعضا مضمون بنایا ہے آئینہ ناک کا سے لیکر ہاتھ پاؤں تک اپنی کارکردگی میں اپنی جگہ سلسلہ ہے ہر عضو اپنی وجود کا ایسا اہل حصہ ہے کہ اس کے بغیر آپ ذرا تصور کر کے دیکھیں محسوس کریں انسان اپنا پنج نظر آتا ہے۔ سائنسدانوں نے اپنی عقل اور سمیرت پر واڑے ہوئے تو دیکھ لیا کہ دیو بیگل مشینریاں بنا کر انکسٹ بدعاں کر دیا۔ لیکن وہ جب بھی قدرت کی اس بیگنی ہوئی مشینری کی جانب توجہ دیتا ہے جو اس کے اپنے وجود کی صورت میں موجود ہے تو وہ خالق کے عظمت پر سہجہ و نظرا آتا ہے۔

جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں انسان کا ہر عضو اسکے وجود کی زندگی ہے۔ لیکن قدرت کی بنائی ہوئی اس مشینری میں دماغ کو عظیم قوت کی حیثیت حاصل ہے ہمارے وجود کا ہر عضو تمام حواس شعور لا شعور اس کے محکوم ہیں۔ یہ حاکم ہے ہمارے وجود کی ہر حرکات و سکنات تحفیل پرواز فکر کی اڑان اسی کے طالع کائنات کے پوشیدہ اسرار میں کند و الٹی ہے۔ آج انسان جس مقام پر کھڑا ہے یہ بلندی اسی کی عطا کی ہوئی ہے۔

آپ نے یقیناً ان حضرات کو دیکھا ہوگا جو دماغ میں ہلکا سا نقص یا کسی اور سبب سے نقص پیدا ہو جانے پر پاگل قرار دے دیے جاتے ہیں اور پھر انہیں دنیا کی کسی بھی

رنگین میں دلچسپی نہیں رہتی۔ بعض اوقات تو یہ اپنی بچپان تک کھودیتے ہیں۔ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ وہ سانس تو لیتے ہیں۔ زندہ بھی کہلاتے ہیں لیکن زندگی کی تمام رنگینیوں سے مائل ٹوٹ سا جاتا ہے۔

ہمارے دماغ کی عظیم قوت ہی تو ہے جو ہمیں کائنات کے اسرار و رموز کے سوا مازرائی پوشیدہ قوت سے آگاہی دیتی ہے۔ نبی جتنی اور علم و وحیت یا روحانیت کا تعلق چونکہ قدرت کی بخشی ہوئی اس عظیم قوت سے ہے۔ اس سے اخراج ہونے والی ان محتاط طبی لہروں سے ہے جو انسان کے وجود میں پوشیدہ مازرائی قوتوں کی سرچشمہ ہیں۔ اس لئے آپ کا اپنی اس عظیم قوت اور اس کی ساخت کے بارے میں جانتا از حد ضروری ہے۔ بعض اوقات انسان کی نظریں جو کچھ دیکھتی ہیں۔ وہ نظر کا دھوکا یا مثالہ بھی ہو سکتا ہے جیسے ہمارا یہ دماغ ہے یہ ٹیک ہے کہ ہمارا یہ دماغ کھوپڑی کی صورت ہڈیوں کے خول میں محفوظ نظر آتا ہے قدرت نے تو اس عظیم قوت کو تحفظ فراہم کیا ہے۔ لیکن اس کی نزاکت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ دیکھئے میں آپ کی یہ کھوپڑی مضبوط فولادی خول نظر آتی ہے۔ شاید آپ کو یہ نہیں معلوم کہ اس کے اندر جو عظیم قوت موجود ہے وہ نہایت نازک احساس ہے۔ بعض اوقات ہلکی سی ضرب بھی عظیم سرمایہ حیات میں ثور پیدا کر دیتی ہے۔ اس کا توازن بگڑ جاتا ہے اور جب کسی چیز کا توازن ہی نہ رہے تو پھر وہ اپنے مرکز پر یکو کھرا قائم رہ سکتی ہے۔ اس لئے ہمیں ہر لمحہ اپنے سر کی عمل حفاظت کرنی چاہئے۔ تاکہ اس میں محفوظ عظیم قوت کا سرچشمہ ہر لمحہ محفوظ رہے ہمیں چاہئے کہ اس کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اس کے لئے قوت بخش خوراک کو بھی اپنی روزمرہ غذا میں شامل رکھیں کیونکہ یہی زندگی کو بقاء اور اسے بلندی دینے کے لئے مسلسل مصروف بیکار رہتا ہے۔ جب بھی کوئی دماغی کام انجام دیتے ہیں تو وہ دماغ کی حرارت مزیدی مسلسل مصروف چہر رہتی ہے جس سے اس کی حرارت مزیدی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور خاص طور پر جب ہم ریاضت اور ذہنی مشقوں کو طول دیتے ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ اس کی تعویذ کا پورا پورا خیال

رکھیں۔

جس دم کی حقین ہماری دماغی حرارت کے لئے سکون و تمکنت کا باعث ہوتی ہیں۔ اس لئے جب انسان اپنے جسم کی پوشیدہ قوت سے استفادہ پانے کی کوشش کرتا ہے تو ذہن کو آرام اور سانس پر قابو پانے کے لئے اس قسم کی ریاضت ضروری ہے۔ جب ہم اپنا سانس روک لیتے ہیں تو اس کی حالت بتدریج کم ہو جاتی ہے اور ذہن و دماغ کو کچھ لمے کے لئے سکون مل جاتا ہے۔

اس لئے کہتے ہیں ذہن و دماغ کو ہر آدمی کے شفاف رکھنا چاہئے۔ بیکار کی سوچ اور آلودہ فکر سے ذہن کو حتیٰ امکان شفاف رکھنا چاہئے۔ ورنہ دماغ کی کارکردگی متاثر ہونے کا خدشہ لاحق رہتا ہے خون کی گردش ذہن کو آلودگی میں مبتلا کر سکتی ہے۔ اس لئے کوشش کریں کوئی فشار ذہن کو آلودہ نہ کرے۔ اگر دوران خون آپ کے دماغ میں اعتدال سے اپنی کارکردگی جاری رکھے تو آپ کے ذہن سے صحت مند نتائج کی امید کی جاسکتی ہے۔ ورنہ اس میں کسی بھی قسم کا فتور یا گردش خون میں ہلکا سا عیب فشار دہما ہونے کی صورت میں انسانی کے حواس متاثر ہوئے نہیں رہ سکتے اس صورت میں وہ پاگل بھی ہو سکتا ہے۔ پاگل پن کے دورے بھی پڑ سکتے ہیں اور یہ دورے تیز ہونے پر وہ اپنی پہچان بھی کھو سکتا ہے۔ لیکن یہ اس کی برسوں کی محنت ریاضت و ذہن میں ہلکی سی خراش آنے کے سبب رانیکاں ہو جانے اس کے مختلف اثرات ہو سکتے ہیں پاگل پن بے ہوشی، بے زبان و غیرہ وغیرہ اس لئے ہمیں چاہئے کہ اپنے دماغ کو ہر فشار سے آئینے کی مانند شفاف رکھیں۔ اس پر زندگی کے کسی بھی مسائل کی گردش پڑنے دیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے وجود میں قلب کے بعد دماغ کو جو حاکمیت عطا کی ہے اس کی قوت کا اس کی وسعت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ یہ انسان کا ایک ایسا پیچیدہ عضو ہے جو اب تک اہل فکر و دانش دانوں کے لئے سر بہ راز ہے۔ اب تک میڈیکل سائنس اس کے بارے میں مکمل کھوج لگانے سے قاصر رہی ہے۔ انسان کی حقیقت جاری

ہے۔ اس کے بیشتر حصے اب تک انسانی آنکھ سے ادھل ہیں۔ وہ اب تک یہ سمجھنے سے قاصر رہے ہیں کہ قدرت نے جو فرائض ان حوصلوں کے سپرد کئے ہیں وہ کیا کام کرتے ہیں اور ان سے انسان کس قسم کی قوت حاصل کرتا ہے۔ تحقیق حیوان انسان کی فطرت ہے اور انسان اپنی اس فطرت کے راستے پر گامزن ہے۔

جبکہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں دماغ ہمارے وجود کا کنٹرول بیڈ کوارٹر ہے یہ اعصاب کے کروڑوں غلیوں سے ملکر بنتا ہے۔ اعصابے ریش میں بنا کر زندگی کے لئے قلب کے بعد سب سے زیادہ اہمیت و قوت کا حامل ہے چونکہ اس عضو کا تعلق ذہن سے ہے اور حواسِ خمسہ کے ذریعہ تمام اطلاعات اس حصے کی وسعت سے جسم کو ہم پہنچاتا ہے۔ ہماری ہر کارگزاری یادداشت جنہیں یہ حافظہ کی صورت میں محفوظ کر لیتا ہے تو اکثر قوت تخلیق اور قوت فیصلہ ہمارا دماغ ہی انجام دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسے ہم ہمیشہ قمر ارادیا گیا ہے۔

قدرت نے ہمارے اس دماغ کو جو انسان کے لئے ظلم کدہ کی حیثیت رکھتا ہے اس عضو میں میرے رب نے کیسے کیسے پوشیدہ اسرار رکھے ہیں اس کے بارے میں میرا خالق بہتر جانتا ہے لیکن انسان نے اب تک جو تحقیق کی ہے اسے ہم مختصر تحریر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری کھوپڑی میں جو دماغ محفوظ کیا ہے وہ کئی حوصلوں پر مشتمل ہے اس کا ہر حصہ انسان کی زندگی کو روشنی و قوت عطا کرتا ہے۔ ہمارے اس دماغ میں ایک حصہ مغز کا ہے جو کدے کی شکل میں کروڑوں غلیوں ریشوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ سائنس بتاتی ہے مرد کے دماغ کا اوسط وزن پچاس اونس اور عورت کا چونتالیس اونس ہوتا ہے اس کی نشوونما پیدائش سے ہمیں سے تیس سال تک جاری و ساری رہتی ہے اور کارکردگی تمام عمر ضروری نہیں یہ وزن حرف آخر ہو قدرت کو پہنچ نہیں کیا جاسکتا یہ اوسط بتایا گیا ہے لیکن انسان کی جسمانی ساخت اور قدرت جسے چاہے فضیلت سے نواز سکتی ہے۔ ایسے لوگ اکثر ہمارے درمیان نظر آتے ہیں جن کی دماغی قوت عام آدمی سے زیادہ ہوتی ہے۔

مغز کا وزن اور اس کی قوت جس قدر زیادہ ہوتی ہے اس کی ذہنی پرواز اس قدر بلند ہوتی ہے۔ اہم بھی اس علم کے لیے اسرار کو سمجھنے کی کوشش کریں دماغ کے اگلے اور درمیان حصوں میں اس کا صرف دماغ پایا جاتا ہے جزا عظیم کہتے ہیں۔ بچوں کی شکل کا یہ معدہ جس کی شکل کی نسبت اچھے کی جانب چوڑی اور صعب ہوتی ہے۔ گورے کی شکل کا یہ معدہ نصف لچلی ہے اور نصف دائروں میں منقسم ہوتا ہے ایک موٹی جھلی اسے تحافہ دیے ہوئے ہوتی ہے۔

اس کی نسبت رخ کی سطح غیر ہموار ہوتی ہے اس لیے اس میں شیب و فراز پائے جاتے ہیں اس مغز کا پیردنی حصہ کارنگ خاستری ہوتا ہے جب کہ اندرونی حصہ سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ آپ کا شعور جو بھی فعل انجام دیتا ہے اس کا خلق تمام تر دماغ سے ہوتا ہے۔ رخ میں اس کی حیثیت سلسلہ ہے۔

اب ہم میڈیکل تحقیق کے دوسرے حصے کی جانب آتے ہیں۔ کھوپڑی کے مقلی حصے میں جو مغز پایا جاتا ہے وہ دماغ سے قریب اور اس سے کس قدر نیچے کی جانب ہوتا ہے یہ گردن کے مقلی حصے میں گردی کی ہڈی کے جوف میں ہوتا ہے اسے اصطلاحی زبان میں تیغ کہتے ہیں۔ اس کا رابطہ دماغ سے ایک نالی کے ذریعے منسلک رہتا ہے۔ رنگ کے اعتبار سے یہ دماغ کی ہی طرح ہوتا ہے یعنی اوپر سے خاستری اور اندر سے سفید۔ البتہ بناوٹ کے اعتبار سے اس کی خصوصیات دماغ سے قدرے ذرا مختلف ہوتی ہے۔ اس کی سطح ہموار اور اس پر آؤری زنجی لکیریں اور دائرے جاگزیں ہوتے ہیں اس کے وزن کا تناسب بھی عورت کے مقابلے میں مرد کو نسبت حاصل ہے ہم اگر اپنے دماغ کا کل وزن کریں تو اس حصہ درمیان کا وزن دماغ کے تقریباً سلاقیوں حصے پر مشتمل ہوتا ہے اس کا احاطہ پونے سو اانچ کے درمیان شمار کیا جاتا ہے۔ دماغ کے اس حصے کو حصہ درمیان کہا جاتا ہے چونکہ یہ حصہ جس کے مہربون ہماری قوت ارادوں میں توازن قائم و ضبط میں ترتیب برقرار رہتی ہے اس کے سوا اٹھنے بیٹھنے، سترنے بھاگنے پانے جسم کی تمام حرکات و سکنات کا توازن دماغ کے اس حصہ کے تابع ہوتا

ہے اگر ہم میڈیکل سرجری کے ذریعہ دماغ کے بعض اجزاء کو نکھلا دیں تو اس سے انسان مرے گا نہیں۔ وہ زہرہ ضرور ہے گا لیکن اس اجزاء کے نکل جانے سے اس حصے کی محکوم کارکردگی خارج ہو جائے گی۔ مثال کے طور پر اگر تیغ حصہ دماغ سے نکل دیا جائے تو انسان کے حواس و ذہن پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ صرف کارکردگی ناکا ہو جائے گی جو اس کے طالع تھی۔ ممکن ہے ایسی صورت میں یہ انسان چوپایوں کی مانند چلے لگے اور یہ بھی ہو سکتا ہے وہ اپنے ہاتھ پاؤں کو کسیہ گیند کی طرح اچھل اچھل کر فاصلہ طے کرے جسم کے اعضاء کی حرکات و سکنات غیر متوازن ہو جائے گی ان میں نہ وہ ترتیب رہے گی اور نہ ہی وجود میں قدرتی و فطری وہ لقمہ ضبط رہے گا جو انسان کے وجود کو محنت عطا کرتا ہے۔

نخاع۔ یہ ہمارے دماغ کا تیسرا حصہ اور جسمانی اعصاب کو اعلیٰ ترین قوت عطا ہے یوں تو ہمارے دماغ کے تمام حصے ہی ذریں ہیں لیکن ان میں بھی۔ جیسے دماغ میں وجود میں دماغ کو سپر پادری حیثیت حاصل ہے اسی طرح ہمارے دماغ میں اس حصے کو ہم دماغ کا سپر پادری کہہ سکتے ہیں چونکہ اس کی کارکردگی ہمارے وجود کے بہت سے اعمال کو نظام و ربط عطا کرتی ہے۔ حرکت قلب، تحریک ہضم، تنفس، یہ تمام تحریک اس حصے کی کارکردگی کے مہربون عمل رہتے ہیں۔ اس کا رنگ پیردنی سفید اور اندرونی خاستری ہوتا ہے ساخت کے اعتبار سے مشتمل ہوتا ہے پیکش کو لائی میں سوانح کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ اس عضو کو ہمارے دماغ میں مرکزیت حاصل ہے ہمارے دماغ میں یہ ایسا عضو ہے جسے اگر نکال دیا جائے تو انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے اس کی جگہ اس سے منسلک تمام تحریک زندگی کا محور ہیں۔ حرکت قلب نظام ہضم خون اور گردش خون کو بھی حصہ توازن سے ہم آہنگ رکھتا ہے۔ ظاہر ہے جب اس حصے کی کو دماغ سے نکل کر جاتا ہے تو پھر انسان کی سانس اس وجود کو یکسر زندگی دے سکتی ہیں۔

فردلیوں۔ ہمارے دماغ کا چوتھا حصہ ہے اسے ہم پورے دماغ کا محافظ بھی کہہ

کہتے ہیں اور رابطہ دلانی بھی۔ میڈیکل سائنس اب تک اس کی تحقیق میں تشدد ہے لیکن جس قدر وہ تحقیق سے روشناس ہوئی وہ زیرِ تحریر ہے اس سے کام ہے دیگر حصوں کو حرام مغز سے ملانا۔ یہ سچے کی سچ میں ہوتا ہے جس کا رنگ عموماً سفید ہوتا ہے جو خاکستری مادے سے مخلوط رہتا ہے۔ ہڈی کے بعض مقام پر کھڑے اور بعض جگہ اڑے ہوتے ہیں۔ مغز کے پورے رابطے کو چلی کی شکل میں تہہ بہ تہہ جانوں سے محفوظ کیا ہوتا ہے غلاف اول جو اوپری سطح پر ہوتا ہے۔ دوسرے تخت ہوتا ہے یہ غلاف جو چلی کی شکل میں ہوتا ہے۔ ہماری کھوپڑی کے اندر دہنی حصے کی ہڈیوں کو استرا فراہم کر کے پورے دماغ کو تحفظ دیتا ہے۔ اس غلاف کو اصطلاحی زبان میں فٹائے ملب کہتے ہیں۔ قدرت نے ہمارے اس دماغ کی حفاظت کے لئے جس طرح کیسے سامان کئے ہیں آپ اور ہم یہ بات سوچ بھی نہیں سکتے۔ یہ غلاف گدی کی ہڈی کی طرح دروازے کے برابر نفاخ کی اوپری سطح سے منسلک رہتا ہے جیسا کہ ہم پہلے آپ کو بتا چکے ہیں۔ یہ حصہ رابطہ کراخض انجام دیتا ہے اس چلی کی ایک شاخ بڑے دماغ کے دونوں حصوں کے درمیان جبکہ تیسری شاخ بڑے اور چھوٹے دماغ کے درمیان منسلک رہتی ہے۔ تیسری شاخ ہمارے دماغ کے تمام حصے آپس میں ایک دوسرے سے ملے رہتے ہیں اور انہیں تحفظ فراہم رہتا ہے۔

حرام مغز کیا ہے؟

ہمارے نفس معنوں کا تعلق چونکہ مابعد انفسیات سے ہے اس لئے حرام مغز کی تعریف بھی ضروری ہے کیونکہ دماغ کے اس حصہ کا تعلق عقلی قوت کی لہروں سے ہے۔ اس لئے اس حصے کی کارکردگی کو ذہن نشین کرنا لازم ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں۔ نفاخ کو ہمارے دماغ میں ہر پار کی حیثیت حاصل ہے قدرت کے بنائے قانون کے تحت یہ حصہ کارکردہ اور محکم کی طرح نشرواشاعت رابطہ دہ قسم کی خبریں اطلاعات اور اس کے فرائض منصبی میں شامل ہیں یہی نہیں بلکہ ہر موقع اور فطرت کی نزاکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے احکامات وغیرہ بھی ہمیں جاری کرنا ہے اس سے آپ کو ذہنی اندازہ لگا سکتے ہیں اس سلسلے کی اہمیت کیا ہے یہ حرام مغز ہی کا کام ہے کہ وہ ہر حصے سے رابطہ قائم رکھتا ہے خواہ کام کی بھی حصے سے شروع ہوا ہوا افعال اختیار کریں ہوں یا احسانی اعمیٰ لکھنا تا اختتام بخشا اسی کی ذمہ داری ہوتی ہے ہمارے اس معنوں کا تعلق چونکہ مابعد انفسیات سے ہے آپ یہ بہتر طور پر ذہن نشین کر لیں کہ حرام مغز جیسے اصطلاحی زبان میں نفاخ منسلک ہے ہیں۔ یہ عقلی قوت کا سرچشمہ ہے۔ ریزہ کی ہڈی کی اہمیت اور اس کی کارکردگی کو تو آپ بہتر طور پر سمجھ ہی گئے ہوں گے۔ آپ کو یہ

بھی بتادیں کہ حرام مفری کا تعلق بھی ریڑھ کی ہڈی سے منسلک ہے اور اسکے بعض حصے اس ہڈی کی گہرائی میں لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔ فراموش ادا کرتے ہیں پیراسائیکولوجی کے ماہرین اس ہڈی کو ہی تمام پر سرار ماکورس قرار دیتے ہیں۔ خزانہ قرار دیتے ہیں یہ حرام مفری ہے جس کے توسط سے ہم غبی قوتوں کے حرم میں گھس جاتے ہیں۔ مادہ کا نظارے کرتے ہیں شعور نیم شعور تحت الشعور یہ حرام مفری بدولت ہمیں حرام گوروٹنی و تحریک بخشنے ہیں اس سے آپ نے باخوبی حرام مفری قوت و اہمیت اور اسکی حکمت کو محسوس کر لیا ہوگا۔ آپ نے دیکھا کہ اس عظیم قوت میں کتنے اسرار پوشیدہ ہیں جسکی طرح شاید انسان کبھی بھی نہ سمجھ پائے تیسرے دماغ کو مابعد النفسیات شعور ہی کا سرچشمہ تھے ہیں۔ اس لئے ہم مزید اس کے بارے میں تحریر کو طوالت نہیں دیں گے۔

نفسیات، مابعد النفسیات

بہت سے طالب علم صرف ٹیلی جینٹری یا علم روخیت سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہ طویل بحث میں الجھنے کی بجائے صرف اور صرف علم روخیت کے عملی مشقوں اور طریقوں کو جاننے کی جستجو میں مصروف رہتے ہیں لیکن ضروری نہیں علم روخیت کے تمام طالب علم فطری طور پر ایک جیسی سوچ رکھتے ہوں۔ وہ اس علم کی باریکیوں کو سمجھنے اور جاننے کے بھی شائق ہیں اس لئے ہم مختصر طور پر نفسیات اور مابعد النفسیات کے باہمی تعلق کو اجاگر کر دیں تاکہ آپ کو اس سفر میں کوئی الجھن، کوئی غلط فہم نہ ہو کہ یہ نہ کر سکے یوں تو انسانی نفسیات پر اہل علم نے ضخیم ترین کتابیں تحریر کی ہیں جو بازار میں آسانی دستیاب ہو جاتی ہیں چونکہ ہم یہاں پر نفسیات پر بحث نہیں کریں گے۔ مختصر طور پر آپ کی غلط فہمیاں کو صاف کرنے کے لئے تحریر کر رہے ہیں۔

نفسیات کا تعلق کردار و شخصیت سے ہے اور یہی بحث آگے چل کر انسان کی فطرت کو کلی حصوں میں تقسیم کر کے مزید بحث کرتی ہے۔ کردار و شخصیت کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ نفسیات ہمارے ذہن کے معمول سے بحث کرتی نظر آتی ہے بلکہ ہمارے نفس مضمون کا تعلق وجود کی سراسر قوت سے ہے جو مابعد النفسیات کے

ذمرے میں آتی ہے۔ ہم Super Normal Power کہتے ہیں یہی
عقلی علوم کے عمل کا مادہ ہے۔ یہی مطالعہ ہمیں روحیت کی اس منزل تک پہنچاتا ہے
ہم پر اسرار قوتوں کا سرچشمہ اور جیسے ہیں چونکہ ہمارا موضوع روحیت ہے اس لئے
ہمیں نفسیات کی بحث میں نہیں الجھنا چاہئے صرف اپنے مضمون کی افادیت کو مد نظر رکھنا
چاہئے۔

شعور کیا ہے؟

اس سے قبل ہم اس علم کی مزید منزلیں سر کریں۔ انسانی تحریک کی ان تین
منزلیں سے بھی آگامی حاصل کر لیں جو زندگی کو رنگ روشنی اور خوشبو عطا کرتی ہیں۔
ہم نے اپنی کتاب ”عقلی پیتھی سیکے“ میں اس مضمون کو تفصیل سے تحریر کر دیا تھا۔
لیکن نئے قارئین تشنہ ندرہ جائیں اس لئے مختصر طور پر تحریر کر رہے ہیں ہم انسانی
تحریک کی ان حالتوں کو تین حصوں میں منقسم کرتے ہیں شعور، تحت الشعور اور لا شعور۔
شعور ہمارے ذہن کی وہ پہلی منزل ہے قدرت نے یہاں پر ایک نظام قائم کیا
ہوایا ہے۔ یہ نظام ہمیں..... ہر ہونے والے واقعات و حالات سے آگاہی دیتا رہتا
ہے ہر وہ واقعہ جو محسوس کی گردش میں رو پڑے ہو فوری اس سے مطلع کرتا اس کے فرائض
میں شامل ہے اس کا کام ہے کہ آپ کو اپنے اطراف میں ہونے والے ہر واقعہ سے
چوکنار رکھے۔

سورج آہستہ آہستہ اپنا سفر تمام کر کے غروب ہو رہا ہے آپ کی نگاہیں اس حسین
منظر کو عکس کر رہی ہیں۔ بچے ٹی دی پر کھلی کھم دیکھ رہے ہیں اور آپ میں تیرہ بھی
کر رہے ہیں۔ جبکہ تنگ صلیبہ باورچی خانے میں گندو کو آواز دے رہی ہیں۔ ٹیکری

کے نیچے سر تک پر ٹیک جام ہونے کے سبب بار بار نیند بچنے کی آواز کا نون کو گرام محسوس ہو رہی ہے۔ چنانچہ دردناک کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی اور آنے والے کی آواز بھی ابھری۔

دیکھا آپ نے شعور کا کام کرتے ہوئے کو ہر واقعے سے کس طرح باخبر رکھتا ہے یہ شعور ہے جو ہمیں اپنے ماحول کی ہر چیز سے رابطہ برقرار رکھتا ہے۔ یہ شعور کا کام ہے کہ آپ اپنی مصروفیت کے سوا اپنے اطراف کے ماحول سے بھی آپ کو پوری طرح مطلع رکھے۔ لیکن یہ اس وقت آپ کو باخبر رکھتا ہے جب تک آپ جاگ رہے ہیں۔ سونے کی صورت میں یہ بھی نیند میں مداخلت نہیں کرتا۔ شعور ہمارے لئے کتنے بہت سے کام تک وقت انجام دیتا ہے۔ آپ سو چنے اللہ تعالیٰ ہر قسم کی مصروفیت سے محفوظ رکھتا تو وجود میں تمام اعضاء ہونے کے سوا اندھے، گونگے اور بہرے ہوئے ذہنی توازن بگڑ جانے کی صورت میں بھی یہ اپنے فرائض سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔

تحت الشعور یہ دوسری منزل ہے یہاں بھی ایک نظام قدرت کے بنائے ہوئے اصولوں پر اپنا فریضہ انجام دیتا رہتا ہے۔ اس کا کام ہے محفوظ رکھنا، یاد رکھنا، جیسے ہم ویڈیو کیسٹ پر کوئی بھی پسندیدہ پروگرام محفوظ کر لیتے ہیں اور جب دل چاہا تو کسی آ رہے لگایا اور دیکھ لیا ایسے حالات اور واقعات جو ہمارے ذہن کو ذرا سا بھی متاثر کر سکے ہوں زندگی میں ایسے بہت سے مواقع آتے ہیں۔ حالات رنگ بکھیرتے ہیں۔ وقت فٹاشی کرتا ہے۔ تقبیض سرگوشیاں کرتے ہیں کسی کی مسکراہٹ دل کو بھاتی ہے۔ حادثات ہوتے ہیں زندگی شیب و فرازا کا نام ہے جہاں حادثے واقعات سانسوں کا احاطہ کئے ہوتے ہیں اور ہمارا تحت الشعور ایسے واقعات اور حادثات کو محفوظ کر لیتا ہے۔ یہ وہ حادثات و واقعات ہوتے ہیں جنہوں نے کسی بھی زادیہ سے آپ پر کوئی نقش چھوڑا ہو متاثر کیا ہو اور جو کچھ ہوا ہو تمام تصویریں ذہن میں محفوظ رہتی ہیں لیکن وقت کی

مسافت کے ساتھ ساتھ کچھ عرصہ بعد ان میں سے نالائق حصوں کو کائنات چھانت کر صرف وہ حصے جو خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ انہیں لاشعور کے سپرد کر کے تحت الشعور اپنے فرائض سے آزاد ہو جاتا ہے۔ گوکہ تحت الشعور سال چھ مہینے تک ان واقعات اور حادثات کو اپنے تحفظ میں رکھتا ہے اس دوران آپ مہینے دو مہینے یا چھ مہینے سال میں آپ جب اپنے ذہن پر زور دیں اور ان خاص واقعات کو دھرا نا چاہیں تو تحت الشعور قلم کی طرح ان خاص حالات کو نثر کر کر دیکھ لیکن ایک طویل مدت کے بعد اچانک آپ ان واقعات کو یادداشت کے حرم میں تلاش کریں گے تو آپ کو لاشعور سے رابطہ قائم کرنا ہوگا۔ اس کی مدد ہی سے آپ ان واقعات کو اپنی تحقیق کی سکرین پر دیکھ پا سکیں گے۔

لاشعور۔ گوکہ یہ تیسری منزل ہے۔ نظام قدرت یہاں بھی کاروبار زندگی کو اسی طرح رنگ بخشنے ہوئے ہے۔ لاشعور ہی اس زندگی میں نہایت پیچیدہ کردار ادا کرتا ہے۔

اگر لاشعور کی کارکردگی ہمیں ندرت کے تو ہم میں زندگی عموماً۔ ممکن ہے ہماری عادات حیوانوں سے بھی بدتر ہوں۔ یہی لاشعور ہے جو ہماری تمام حیوانی جبلتوں کو بے قابو ہونے سے روکتا ہے۔ حیوانی جبلت انسانی فطرت کا حصہ ہے اور یہ حیوانی جبلت ہماری عادات جبلت کو خود سر ہونے سے روکے یہ لاشعور ہی کا کام ہے جو آپ کی زندگی میں ہونے والے واقعات و حادثات کو تراش خراش کر تحت الشعور سے لیکر اپنے نہال جانے میں محفوظ رکھتا ہے یہ واقعات و حالات خواہ عمر کے کسی بھی حصے میں وقت کے کسی بھی لمحہ میں آپ کی زندگی سے آنکھیں لیاں کرتے ہوئے گذر گئے ہوں۔

لاشعور اپنا کام ایک سال کی عمر سے انجام دینا شروع کر دیتا ہے۔ ابھی بچہ کا لڑکپن جھولے میں ہلکوں سے معلق رہا ہوگا۔ تو بچے کے ساتھ پیش آنے والے ایسے حالات و واقعات جو اس کے ذہن پر گہرے رنگ چھوڑ گئے ہوں اسے محفوظ کرنا

شروع کر دیتا ہے۔ لاشعور ہماری زندگی میں یہی نہیں اور بہت سے کام انجام دیتا ہے جن میں اچھے برے دونوں اشاعت ہوتے ہیں لاشعور ہماری زندگی میں بے شمار آسانیاں پیدا کرتا ہیں۔ وہ ہمیں کبھی زندگی کی مشکبوت کی طرح جھوکا کر اس کا دائرہ تنگ بھی کر دیتا ہے اس کی وجہ اس کے اختیار میں ہیں چونکہ تمام حیوانی جہتوں پر اسے اختیار حاصل ہے اس لئے اس کی خود سری منہ زور فطرت ہے لیکن قدرت نے اس کا انتظام بھی کر دیا ہے ”ضمیر“ جسے ہاں ہمارے شعور اور لاشعور کے درمیان دانشور کی حیثیت سے ہمہ وقت موجود رہتا ہے۔ ضمیر کبھی کبھی ایک جنگ جو کی صورت بھی اختیار کر لیتا ہے جس کی بدولت انسان بعض اوقات اندھے سنوں میں گرنے سے بچ جاتا ہے ورنہ لاشعور کی یہ تمنا و آرزو ہوتی ہے کہ اس شخص کو کشتہ یادوں کو کرید کرید کر شعور سے سرمستیاں کرتا رہے۔ لیکن یہ آپ کا ضمیر ہی ہے جو ایسے کرنے سے روکتا دیتا ہے کیونکہ کچھ واقعات اور حادثے زندگی میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو انسان کی زندگی کو اذیت میں مبتلا کر دیتے ہیں ممکن ہے پرانی یادیں حیوانی جہتوں کی شکار رہی ہوں۔ لاشعور کی ہمیشہ کی کوشش رہتی ہے اپنے پاس محفوظ کی ہوئی چیزوں کی نمائش کرتا رہے جب انتہا کوشش کے سوا لاشعور اپنے ضد پر بہ ضد رہتا ہے تو ضمیر ان یادداشتوں، حادثات، واقعات کو تراش، خراش کر شعور کے نہاں خانے تک جانے کی اجازت دیتا ہے۔

ہماری زندگی ایک سفر ہے۔ حقیقی ہوئی دھوپ میں گرم ریت کے صحرا میں۔ اس سفر میں کیسے کیسے حادثے رونما ہوتے ہوں گے۔ کیسے کیسے جانوروں، درندوں سے ملے بھیلے ہوتی ہوئی تختستان کی لامع، ریشمی خندک جھلسا دیئے والی دھوپ اور پیاس سے خشک حلق تپتی ریت پر سفر کی تھکان کے بعد کچھ دیر کے لئے آرام و راحت کے لئے کس قدر محنت، سکون، راحت کا باعث ہوتے ہوں گے۔

ہر انسان کی زندگی ایک سفر ہے لیکن ہر مسافر کا اندازہ سفر مختلف ہے وسائل و انتخاب مختلف ہیں لیکن حادثے اور واقعات، غم، خوشی، راحت، درخ، دھوپ، چھاؤں ہر زندگی کے حصے میں آتی ہیں۔ چونکہ یہ ہر زندگی کا لازم و ملزوم حصہ ہیں۔

یہی حادثے اور واقعات ہیں جو حالات کے خلیب و خزا کو امر بیل کی طرح کھیرے ہوئے ہوتے ہیں اگر لاشعور جو ان تمام واقعات کو محفوظ کر لیتا ہے شعور کے حوالے کر دے تو زندگی ایک عذاب بن جائے زندگی کے تمام رنگ سٹ کر ایک سیاہ دھبہ بن جائے اور یہ بچھو بن کر زندگی کو اذیت و کرب میں مبتلا کر دے اور یہ انسان پاگل ہو جائے ممکن ہے اس کے دماغ کی شریانیں پھٹ جائیں اور یہ بھی ممکن ہے یہ حیوانی جبلت کا شکار ہو جائے بہت کچھ ہو سکتا ہے لیکن یہ ضمیر ہی ہے جو لاشعور کو اس کے خطرناک ارادے سے روک رکھتا ہے۔

انسان کے پاس ضمیر عظیم قوت ہے جو لاشعور کو اپنے تمام اختیارات کے سوا ایک فلسفی کی طرح مذہب، قانون، اخلاقیات، انسانیت کا درس دیتا رہتا ہے۔ کبھی پیار سے کبھی ڈانٹ کر، کبھی ڈرا کر کبھی غصے سے اس کی کوشش رہتی ہے کہ اس کی بے احتیاطی کے سبب زندگی آسیب نہ بن جائے۔ انسانوں میں حقیقی موسم میں حدت نہ پیدا ہو جائے لیکن اس کے سوا جب لاشعور سرکشی پر آمادہ ہو جائے تو بالکل اس گھوڑے کی مانند ہو جاتا ہے جو بالکل کوشش و تدبیر کے اپنے وجود پر کسی کو ہاتھ نہیں رکھنے دیتا۔ کبھی کبھی لاشعور بھی ایسی سرکشی اختیار کر لیتا ہے جہاں ضمیر شور و دواں بے بس ہو کر رہ جاتا ہے اور جب اس کے محافظ بے بس ہو جائیں تو پھر کوئی بھی اس کا زبیا کام، حرکت اس سے سرزد ہونے میں عیجید نہیں رہتی ممکن ہے کہ وہ کوئی مجرمانہ کام کر بیٹھے یا جیسی ہوس عود آئے کوئی ایسا فعل جو کہ زندگی کی تان کا کوتاہی کی کمی میں بدل دے۔

لاشعور اس سمندری لہروں کی مانند رہتا ہے جو روانی سے چلتی رہیں تو بڑے

بڑے وزنی چہار کشتیاں معافرو اس کی منزل تک ان لہروں پر اٹھیلیاں کرتیں سبک رفتاری سے پہنچا لیں۔ اس اور اگر یہ موہیں مدوجذر طوفانی صورت اختیار کر لیں تو بڑے بڑے بند کو پاش پاش کر کے اپنے کشتی سے دنیا کو خوف زدہ ہی نہیں کرتیں بلکہ اذیت میں مبتلا کر دیتی ہیں۔

لیکن بعض اوقات یہی لاشعور انسان کو کچھ کروا دیتا ہے کہ دنیا انکشت بدنداں رہ جاتی ہے۔ لیکن تاریخ کے صفحات اس کے غماز ہیں کہ انسان نے ایسے ایسے کارنامہ ہائے انجام دیئے کہ لوگ اس کی بہادری اور طاقت پر عجب عجب کراٹھے یہ بھی لاشعور ہی کا تمغہ امتیاز ہے کہ وہ انسان کی جبلت کو تنہا ایسے غیر معمولی کام کر لیتا ہے جو دنیا میں حیرت کا باعث بن جاتے ہیں۔

تحت الشعور کسے کہتے ہیں؟

ہمارا تحت الشعور عقلانی قوت کا حامل ہے ہماری زندگی میں روزمرہ ہونے والے معمولی سے معمولی واقعات لمحوں کی کارگزاری اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے یہ اپنی تحریک میں بے پناہ قوت رکھتا ہے اسے ہم اپنی اصطلاح میں ادراک ماروائے خواص کہتے ہیں یہ ہمارے دماغ کا دوسرا حصہ ہے جس میں پوشیدہ عظیم قوت اس وقت عیاں ہوتی ہے جب انسان اپنے ذہن کو بیداری عطا کرتا ہے انسان اگر تھوڑی سی کوشش کرے تو اپنی محنت اور ریاضت سے اس کی عقلی قوت سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے کیونکہ ذہن کی برقی لہریں اس کی پوشیدہ قوت کو اجاگر کر کے انسان کو بلندی پر واز عطا کرتی ہے لیکن کوشش رہتی ہے کہ چیزی سے دستوں کا سینہ چیر کر منزل کی جستجو کرے یہ بھی حقیقت ہے کہ سائنسی تحقیق اب تک ادھوری ہے تحت الشعور کے بارے میں انسان کی معلومات ادھوری ہیں وہ لوگ جو موجودہ سائنس کو عروج تصور کرتے ہیں انسان اس بلندی تک پہنچ گیا ہے۔ جہاں سے دوسرا جہاں شروع ہوتا ہے وہ حضرات خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ انسان نے اب تک اپنے دماغ کا ایک ادنیٰ سا حصہ ہی عقل و فکر کے زمرے میں بحال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دماغ میں جو

قوتیں عطا کی ہیں۔ انسان کی فکر و سوچ کی دستیں اسے ابھی پوری طرح سمجھ ہی نہیں سکی ہیں انسان کا یہ سوچ ابھی خواب کی خوش فہمی میں ہے۔ چند رنگوں کو کائنات کا عروس نہیں کہہ سکتے۔ اس دنیا کو عروس کی تعریف سے بچانے اور فضا کو مہل کرنے کے لئے انسان کو ابھی اور کتنا عرصہ درکار ہوگا۔ مٹی صدف کی کاسٹر جیٹو کا مسکا زلی ہے۔ اسکے بارے میں قتل از وقت کچھ کہنا بیکار ہے۔ لیکن وہ وقت جو قدرت کی اس اموں اور بیش بہا قوت سے ذرا بھی آشنا ہیں۔ وہ اپنی ہفتی صلاحیتوں سے نہ جانے کیسے کیسے طلسم کائنات سے آگاہی پالیتے ہیں۔

انسان جو کہ مٹی پانی ہوا کا مرکب ہے کبھی کبھی خود کو خدا سمجھ بیٹھتا ہے حالانکہ انسان جو خود اپنے بارے میں نہیں جانتا اس کے لئے یہ دعویٰ کسی قدر بے جا و اور مذاقہ خیر لگتا ہے۔ انسان اگر صرف انسانیت کی معراج کی اہمیت سمجھ جائے تو کچھ کسی کو بھی ایسا دعویٰ کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنا خلیفہ بنا کر اسے دنیا کے اسرار و رموز کو سمجھنے کی صلاحیتیں عطا کی ہیں ورنہ وہ خود کیا ہے ماسوائے خاک کے۔ یہ سب اس کا کرم ہے۔ انسان نے میڈیکل سائنس کی رو سے 136 عناصر کا مرکب ہے مٹی پانی آگ ہوا ہائیڈروجن 16 ریڈیم کاربن نائٹروجن یورینیم یہ کتنے حیرت کی بات ہے کہ جس قدر عناصر کسی مراب کی تشکیل کرتے ہیں۔ وہی عام انسانی وجود کی تشکیل کا سبب ہیں۔

قوت ہوتی تھی تحت الشعور کی عقلی قوت کی۔ یہ عظیم سرمایہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کیا اس سرمایہ کو اب تک انسان کو صحیح طور سے خرچ کرنے کا سلیقہ نہیں آیا شعور تحت الشعور اور لا شعور کے بارے میں ہم نے کافی تفصیل اپنی سابقہ کتب میں تحریر کر دی ہے اس لئے یہاں ماسوائے ضروری درس کے مزید صفحات کی سیاہ کاری کوئی معنی نہیں رکھتی۔

اگر ہم جائیں تو اپنے تحت الشعور کی قوت سے دماغ کی صلاحیتوں کو حیرت انگیز حد تک وسیع کر سکتے ہیں ہم اپنے دماغ کے بعض حصوں کو تو بیکثرت استعمال کرتے رہتے ہیں اس کی مثال ہم حواس خمسہ کے ذریعے دے سکتے ہیں ہم اپنے حواس خمسہ کو زندگی کے ہر رنگ سے لطف اندوز ہونے کے لئے بے تحاشا استعمال کرتے ہیں لیکن جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں ابھی ہم اپنے دماغ کی قوت کو پوری طرح سمجھنے سے قاصر ہیں۔ یہی وجہ ہے اب تک ہم اپنے دماغ کے زریں حصوں کو جن میں یقیناً حیرت انگیز صلاحیتیں پنہاں ہیں۔ اب تک انہیں استعمال کرنے سے قاصر ہیں۔

ہم نے کبھی یہ کوشش ہی نہیں کی تھی تحت الشعور میں پوشیدہ قوت سے زندگی کو کس طرح روشن و رنگین بنا سکتے ہیں۔

کیا آپ کے ساتھ کبھی کوئی ایسا واقعہ پیش آیا جو آپ کے لئے تحیر کا باعث رہا ہو ممکن ہے آپ رات کے تاریک خانے میں ٹھٹھی ہوائے اٹھکیاں کرتے اور اس لمحے ممکن ہے آپ کے لب دائرے کی شکل میں سکرے ہوئے ہوں اور لوں سے سیٹی خارج ہو کر کوئی دھن آلاپ رہی ہو۔

آپ اپنے خیال میں مست سیٹی کی دھن پر چلے جا رہے ہوں کہ ایسے میں آپ اچانک چونک کر رک گئے ہوں آپ کے بڑھتے ہوئے قدم زمین سے چپک گئے ہوں یہ کون ہے یہ کس کی آواز ہے۔

آواز ہی تھی شاید کوئی پکار رہا تھا۔ بہت قریب سے ایسے میں پلٹا اور مڑ کر دیکھا انسانی فطرت کے عین ہے۔ آپ رک گئے ہوں۔ آپ نے پلٹ کر دیکھا لیکن آپ کے اطراف کوئی نہیں تھا شاید۔ یہ ساعت کا دھوکا رہا ہو۔ آپ یہ سوچ کر چند لمحوں کے شش و پنج کے بعد آگے بڑھ گئے لیکن پھر وہی آواز ابجری! ایک بار پھر آپ چوگے شاید کوئی آپ سے ہی مخاطب تھا۔ چند لمحے صرف چند لمحے آپ نے اس آواز

ہر توحید اور پھر کوئی کجمانہ سا خوف ریزہ کی ہڈی میں تیزی سے پھیلے ہوئے لوہے کی طرح سرایت کرتا چلا گیا اور لوگوں سے کسی ہوئی کہانیاں یاد آتی ہی آپ کا وجود پیسے میں نہا گیا اور آپ کے قدموں کی آواز سے خیر تر ہوتی چلی گئی آپ سڑک پر سر ہٹ بھاگے پلے جا رہے تھے۔ وہاں ہی وہ حسن البینان خود کی مستی سب چند ہی لمحوں میں خوف بن کر جسم میں سرایت کر گئی تھی۔

کیا آپ کا بھی اس قسم کے حادثے سے سابقہ ہے ممکن ہے آپ کی زندگی میں ایسا کوئی واقعہ تحت الشعور نے آشور میں محفوظ کیا ہوگا۔ ظاہر ہے آپ اسے دوسری ان ویسی مخلوق کا نام دیکر خود کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہوں لیکن یہاں یہ سوال ابھرتا ہے کہ وہ کوئی مخلوق ہے۔

آپ اس کی تہ تک اس وقت ہی پہنچ سکتے ہیں جب آپ علم رویت کے حصول سے پوری طرح مستفیض ہوں اداک ماڈرائے حواس کی باریکیوں سے آگاہ ہوکر انسان کے وجود میں پوشیدہ قوتوں کے بارے میں انسان اس وقت ہی آگاہ ہو سکتا ہے جب وہ انجی ریاضت اور مشقتوں سے اپنے دماغ کو بیدار کرنے میں کامیاب ہو جائیں آپ قطعی اپنے ذہن میں یہ احساس مت کیجئے کہ آپ اس قوت کو بیدار نہیں کر سکتے کیونکہ انسان تمام دیدہ و نادیدہ مخفی اور ظاہری کائنات میں جس قدر میرے رب نے مخلوق کو زندگی عطا کی ہے ان تمام میں انسان افضل و اعلیٰ واقع ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ انسان رب سے بھلائے ہوئے کا شرف تک پالیتا ہے اس کی وجہ اس کی آزاد خیالی اور قوت ارادی ہے عقل و شعور ہے جو ایسی قوتیں ہیں جو صرف اور صرف انسان ہی کو اللہ تعالیٰ نے بخشی ہیں یہی وہ قوتیں ہیں جن کے سبب وہ تمام کائنات کا احاطہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے آپ نے دیکھا کہ اس کائنات میں سانس لینے والی تمام مخلوق انسان کو اپنے قابو میں کرنے سے قاصر ہے کوئی بھی ایسی مخلوق نہیں جو اس

انسان پر حاکمیت کر سکے ماسوائے میرے پروردگار کے جس نے اس کائنات کو اور اس میں زندگی پانے والی مخلوق کو تخلیق کیا۔

لیکن اس انسان کو اللہ تعالیٰ نے وہ عقل و ہنر عطا کیا کہ یہ انسان تمام مخلوقات کو اپنی حسب خواہش طالع کر لیتا ہے کیسے کیسے خوشنور اور دندنے زہر لے جانور اور فضا میں بلند پرواز پرندے اس انسان کے طالع ہو جاتے ہیں لیکن آپ اس لمحے جس قوت کو اپنے اختیار میں کرنے کی کوشش میں ہیں۔ وہ ان جانوروں اور درندوں سے کہیں قوت بخش مہیب ہے کیونکہ انسان تصور کی آنکھ سے اور ادراک سے احساس سے صرف انہی حیثیتوں کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے جن کی کوئی حسی بنیاد وجود کا ہلکا سا خاکہ ذہن کو یہ یقین دلا سکے۔ اسے میں نے کہیں دیکھا ہے۔ اس خواب کی تعمیر یقینی ہے جو آپ کی آنکھ دیکھ رہی ہے لیکن انسان نے جب سے ہوش سنبھالا ہے۔ کائنات کے نقش رنگ نظاروں کو اپنی بینائی سے محفوظ کیا ہے شاید نہیں۔ اگر ہم یہ کہیں تو زیادہ مناسب ہوگا کہ تجسس اسکی فطرت ہے۔ تجسس تو اسکی فطرت کا حقیقی حصہ ہے۔ انسان اس سے خود کو اس سے جدا نہیں کر سکتا۔

لیکن آج کا انسان جو اس چاہ چشم درگوں کو ہی زندگی سمجھتا ہے وہ ظاہر ہے اس میں سے ہی کسی تصور کی خاکہ کسی عمارت کا نقشہ ترتیب دیگا۔ لیکن یہاں اگر ہم بنیاد غلط کر دیں تو بالکل جاتے ہیں کیونکہ بعض چیزیں ایسی ہیں جو وجود رکھتے ہوئے بھی دائرہ احساس میں نہیں آتیں۔ اور نہ ہی انسان کا شعور اسے کوئی بنیاد دے سکتا ہے۔ مثلاً اللہ کے ہمارے میں آپ کیا سوچ سکتے ہیں اسکے وجود کو کونسا خاکہ پہتا کہیں گے۔ صرف اس قدر کہ وہ ہے۔ کیا نور ہے اس کی شہادت کہی ہے۔ ظاہر اس کے آگے انسان کی عقل اس آدھ اور سوچ مطلق محسوس ہوتی ہے۔

سوا ہم چاہیں لاکھ رنگوں سے سرمیں کر کے روشنی کو جس قدر رنگوں سے ترتیب

دیں۔ لیکن ہم ان حقیقتوں کو اپنے اعصاب کے عمل اور دماغی منطق و دلیل سے کوئی بھی خاکہ کوئی پیکانی نہیں دے سکتے۔ جس قدر ہم سوچیں گے ذہن الجھتا چلا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت غایت کے رو بردار انسان کی عقل و شعوریت کے ذروں کے سوا کچھ نہیں کیونکہ یہ چیزیں اسرار و حیل و لطائف اور خباہتات کی لامحدودیت اور زمان و مکان کا پابندیوں سے مبرا ہے لیکن یہ سب حقیقت ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسی ایسی قوتوں سے نوازا ہے اگر وہ کوشش کرے تو یقیناً اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہے لیکن وہ ان قوتوں کو اپنے اعصاب کے عملی اور دماغی منطق و دلیل سے اس شخص کو سلجھانا چاہے گا تو ذہن میں خلج پیدا ہوتی جائے گی یہ کوئی ایسا فاعل و معلوم نہیں ہے جیسے آپ کو تدریس کے طور پر سائنسی بنیادوں پر پڑھایا گیا ہو۔ جب ہم ان اہل عقل و منطق کی کھوج کرتے ہیں تو اس ادراک کی بنیاد اس علم میں نہیں پاتے جس میں حیات و اعصاب کا دخل ہوتا ہے آپ نے یقیناً ایسے حضرات کو دیکھا ہوگا جو آپ سے پہلی بار طے ہو کر پٹے دیے گئے تھے لیکن تین چار سال بعد جب آپ کی ان سے ملاقات ہوئی تو آپ اسے نہ پہچان سکے لیکن جب اس نے اپنا تعارف کرایا تو آپ بے طرح چوٹے گئے تھے۔ وہ نہایت خوبصورت اور بہت زیادہ طاقتور جسم کا مالک تھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں اور جسم فوٹو کا مانند مضبوط تھا۔

آپ نے سوچا ایسا کیوں ہوا۔ وہ پتا دلایا انسان طاقتور بن سکتا تھا اسی پر کیا 'مختصر ہے' ہر شخص ایسا بن سکتا ہے ہر انسان کا جسم میں یہ خصوصیات موجود ہیں لیکن ہر انسان ایسا خوبصورت جسم کا مالک نظر نہیں آتا۔ اس کی وجہ اس شخص کی جتنی اور شوق نے اسے یہ اعجاز بخشا کہ دیکھنے والی نظریں رشک کر اٹھیں یہ ظاہر ہے انسان کی خصوصیات قصص جوقوت بن کر آپ کی نظروں کو خیرہ کر گئیں۔ لیکن آپ کے اندر جو پوشیدہ قوت ہے اس کے بارے میں ہماری عقل اور منطق اس قابل نہیں جو کوئی

ظاہری وجود یا بنیاد فراہم کر سکے کیونکہ عقلی علوم کی تشکیل صرف اور صرف عملی تجربات سے ہوتی ہے اور یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ اپنے ذہن سے اس علم کی بنیاد کا تصور جس میں حیات و اعصاب کا دخل ہوتا ہے نکال دیں اور اپنے دماغ کو ہر آلودگی سے پاک کر کے اس کے اعلیٰ اور لطیف ترین حواس کی مدد سے اس قوت کے اسرار کو سمجھنے کی کوشش کریں اگر آپ کی قوت ارادی مضبوط ہے تو آپ کا تحت الشعور اور لاشعور یقیناً آپ کے لئے مددگار ثابت ہوں گے۔ تحت الشعور کی وہ ہر اسرار اور عقلی قوت سے اس وقت ہی روشناس ہو سکتے ہیں جب آپ اپنے ذہن کی برقی لہروں کو آزادانہ چھوڑ دیں لیکن یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ کا دماغ آپ کے طالع ہو وہ ہر قسم کی آلودگی سے شفاف آئینہ ہو اور اس کی کارکردگی سے آپ پوری طرح مطمئن ہوں وہ آپ کی حسب خواہش تکمیل پر آمادہ ہو یہ آپ کے لئے نہایت نیکو کے کی بات ہے۔ یاد رکھئے جب تحت الشعور کی قوتیں پیدا ہوتی ہیں تو اس وقت دماغ کی دیگر عقلی قوتیں بھی اپنی منزلیں سر کرنے لگتی ہیں ممکن ہے سبھی وہ لمبے ہوں جب دماغی قوتیں بھی اپنی منزلیں سر کرنے لگتی ہیں ممکن ہے سبھی وہ لمبے ہوں جب دماغی قوتیں اپنے عروج کے دائرے میں آپ کو خوش آمدید کہہ دیں اور التماس حواس کے واقعات آپ کو پیش آنے لگیں۔ گھبراہٹ نہیں کیجئے کسی قسم کا ڈر اپنے پر اپنے وجود پر ذہن پر طاری مت کیجئے۔ کیونکہ جب دماغی قوتیں منزلوں کو سر کرتی ہیں تو اس قسم کے واقعات ضرور پیش آتے ہیں۔ اس میں گھبرانے یا ڈرنے کی عقلی ضرورت نہیں آپ کو ایسے موقعوں پر عقلی و دماغی و دماغی صلاحیتوں کو پوری طرح اختیار میں رکھنا ہوگا۔ ظاہر ہے اس کے بارے میں آپ کو مشق کرنے سے قبل اچھی طرح اپنی دماغی صلاحیتوں کی جانچ پڑتال کرنی ہوگی۔ آپ کو ہر طرح خود اپنے آپ سے مطمئن ہونا پڑے گا۔ جب تک آپ کے حواس اور ذہنی صلاحیتیں آپ کی طالع نہیں ہوں گیں خوف کے

سائے آپ کو آسیب ہو گئیں ان مشقوں کے دوران اچانک التباس حواس کے واقعات پیش آسکتے ہیں۔ آسکتے کیا ہیں؟ ضرور پیش آئیں گے لیکن اس میں خوف زدہ ہونے یا گھبرانے کی قفل نہیں رہے گی۔ صرف آپ کے اعصاب قوت بخش ہونے چاہیں خود کو ہر صورت میں پرسکون رکھنا ہوگا۔ بسے حواس اور اعصاب پر کسی بھی قسم کا بوجھ نہ محسوس کریں اگر آپ پرسکون رہ کر اپنی منزل کی طرف گامزن سفر ہوئے تو یقین کیجئے کوئی خوف کوئی آسیب کوئی پرچھائی کسی سائے کی آپ کے لئے ہوا کے جھونکے سے زیادہ اہمیت نہیں رہے گی۔ لیکن یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب دماغ کی تمام صلاحیتیں سکون سے اس منزل کو سر کرنے کی ہمت رکھتی ہوں۔ عقلی علوم کی جستجو کرنے والے عامل کو اپنے وجود کے ہر عضو کی کارکردگی کے بارے میں ادنیٰ ترین خیال ہونا لازمی ہے کیونکہ تحت الشعور کی قوتیں جب بیدار ہوتی ہیں تو انسان کے وجود کی دیگر قوتیں مفلوج یا خاموش تماشائی بن جاتی ہیں اور پھر یہ آپ کی دماغ صلاحیتوں کی کارکردگی پر منحصر ہے کہ آپ اس منزل کو کس طرح سر کرتے ہیں اس لئے کوئی بھی کام شروع کرنے سے پہلے اپنے عزم اپنے ارادے اپنے ذہن اپنے اعصاب کو پوری طرح جانچ لیں اگر کوئی کمزوری ہے تو پہلے اسے قوت دیں بعد میں اپنے عزم کو عملی جامہ پہنائیں۔

التباس حواس کیا ہے؟

آپ التباس حواس کا مطلب تو بہتر طور پر سمجھ گئے ہوں گے۔ ممکن ہے ہمیں غلط فہمی رہی ہو۔ آپ اب تک الجھے ہوئے ہوں۔ اس لئے بہتر ہے تھوڑی سی تشریح کر دی جائے تاکہ کوئی غلط فہمی پریشان نہ کرے التباس حواس نئے انگریزی میں ہیپلوئی نیشن کہتے ہیں۔ خواب میں یا عالم بیداری میں جب عجیب و غریب تصویروں کا روپ دھار کے نظروں کو فریب دینے لگیں۔

آپ نے کبھی ایسے مریض کو دیکھا ہے جو نیند کی حالت میں بڑبڑاتا ہے یا خوف سے کانپنے لگتا ہے یا چیخ مار کر اٹھ جاتا ہے بخاری حالت میں اکثر ایسے مریض دیکھے میں آتے ہیں آپ نے بھی ایسے حضرات کو دیکھا ہوگا جو بخاری شدت میں بیمار ہو جاتے ہیں جو ربط سے جملہ ان کے خوف زدہ ہونے کی غمازی کر رہے ہوتے ہیں وہ دیکھیں..... وہ چار ہیں اور..... اور میری طرف آرہے ہیں۔ وہ..... وہ..... جتنی مجھے مارنے آئے ہیں۔ وہ مجھے مار دیں گے..... وہ مجھے مار دیں گے.....

کچھ مندرجہ بالا قسم کے کچھ اس قسم کے..... نہیں

دوست ہے کہیں اسے یہ کیا ہو گیا اس کی
 ہلک کو یہ کیا ہونے لگا نہیں اس کا چہرہ اس قدر برا
 آف اس قدر بھلا کمرہ

اس قسم کے واقعات اکثر حضرات کے ساتھ پیش آتے رہتے ہیں۔ آپ نے
 کبھی سوچا یہ سب کیا ہے؟ انسانی ذہن کی کمزوری، غریب نظم، سنی ہوئی کہانیاں
 اسکرین پر دکھایا ہو کوئی ڈرامہ، سینما ہال کی سکرین اور پریکر پر دیکھی ہوئی فلم، ایسے
 موقع پر جب انسان کا جسم اس کے حواس یا اعصاب کا آواز دے کر رہے ہوں کہانیاں
 واقعات ان کا چمکے ہیوں نے بن کر رقص کنائں ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ ہم آپ کے جسم کی بتا
 چکے ہیں۔

الاشعور کا کام ہے پرانی جمع ہوئی یادوں، عادات، واقعات کو ایسے مربوط کرنا
تحت الاشعور میں پھینک کر تماشائی بن جانا ہے۔ لیکن انسان کی صلاحیتیں قوت بخش
ہوں اور اعصاب پر سکون ہوں تو ان ہیولوں کو جو جسم بن کر خوف زدہ کرنے کی کوشش
کرتے ہیں آپ انہیں با آسانی ٹھکے دے سکتے ہیں۔

ممکن ہے آپ بھی کبھی اس قسم کے خوف میں مبتلا رہے ہوں اور ہو سکتا ہے اب بھی آپ ڈر جاتے ہوں۔ ذرا خود اپنا تجزیہ کیجئے۔ اور یہ چند سوال خود سے دھرائئے۔

کیا آپ کو اندھیرا سے ڈر لگتا ہے۔ نیند سے اچاںک بیداری پر ذہنی انتشار کا شکار تو نہیں ہو جاتے ہیں۔ آپ نرم ملائم بستر پر نیند کی باہوں میں سنے سکون پہ پر ہیں۔ اچانک آپ ہڑبڑا کر اٹھتے آپ کی نظروں کے عین میز پر گلدستہ رکھا تھا۔ لیکن اچانک آپ کی آنکھیں بیدار ہونے پر آپ کے ذہن میں گلہ سستے کا تصور نہیں۔

آپ تنگی باندھ منو اترا سے نکلے جا رہے ہیں۔ آپ کو یہ محسوس ہو رہا ہے جیسے میز پر بیٹھالی کا کچھ آہستہ آہستہ اٹھنا پند بڑھا رہا ہے اس کی گھورتی ہوئی آنکھیں ذہن میں سوراخ کر رہی ہیں حرارت قلب انتشار میں مبتلا ہوا جا رہا تھا سینے میں دل بے طرح دھڑک رہا تھا۔ خوف تھا کہ ریزہ کی ہڈی میں برف بن کر اترتا چلا جا رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ بلی چھت سے جا گئی۔

کمرے میں بیٹھی بیٹھی چیخ باز گشت کرنے لگی۔ آپ کو خود بھی یہ محسوس نہ ہو سکا کہ آپ بے طرح چیخ رہے ہیں۔ ایسا ہوتا ہے۔ یا آپ کے ساتھ ایسا کیوں ہوا، جس سے گھر کے تمام لوگ پریشان ہو گئے۔ آپ کی آواز سن کر گھر والے کمرے میں داخل ہوئے اور انہوں نے کمرے کے اندر جھرے کو روشنی میں بدل دیا۔ سوچ کے آن ہوئے ہی آپ نے خوف زدہ نظروں سے پہلے کمرے میں داخل ہونے والے افراد کو اور پھر اس میز کی طرف دیکھا جہاں گلدستہ رکھا تھا۔ گلدستہ اب بھی وہاں موجود آپ کا منہ چڑا رہا تھا۔ لیکن وہ ”بلبل“ چتر لمے آپ نے سوچا اور خود ہی اپنی نظروں میں شرمندگی محسوس ہونے لگی اپنی بے وقوفی پر عرصہ بھی آیا اور ہنسی بھی۔ گھر والوں کے ہر اک کا جواب دیتا کہ کچھ کیوں چل رہا تھا۔

اس قسم کے حادثے خوف و ہن کو اکثر پر گندہ کر دیتے ہیں خواب میں تو بہت سے واقعات ہم نظر آتے ہیں لیکن عالم بیداری میں بھی تو انسان کے اندر کا خوف نظر و کوفریہ میں جھلک رہا ہے۔

آپ نیلی بیٹی کی مشق کر رہے ہیں۔ موم بتی کے اوپر آپ کی نظریں پوری طرح چوست ہیں۔ اچانک آپ کا محسوس ہوا جیسے دھوئیں کی نیلی نیلی بکریں موم بتی سے خارج ہو کر دیو بول شکل اختیار کرتی رہی رہی ہیں۔ وہ مجسم ہو رہی ہیں۔ اور پھر انہوں نے عجیب دھڑبھڑاہٹ میں صورتیں اختیار کرنا شروع کر

دیں۔ آپ کا دل میں بے طرح دھڑکنے لگا۔ آنکھیں آسپ زدہ ہونے لگیں۔ ایک انجانہ خوف آنکھوں سے منجم میں گھسا چلا آ رہا تھا۔ ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہریں گوندنے لگیں ہونٹوں کی ہر حرکت ہلٹ ہلٹ سے نکلنے والی چیخ کو روکنے کی کوشش میں..... بری طرح کانپ رہے تھے..... یہ کیا ہے؟

یہی التباس حواس ہے۔ فریب نظر ہے۔ خوف کی وہ چادر ہے جو کسی بھی وجہ سے آپ کے وجود کو ڈھانپ لیتی ہے۔ نئی پیتھی کی صورت کے دوران..... جب آپ انتقال انکار کی منزل میں پہنچیں گے تو اس قسم کی فریب نظر نہ کرو، ہیولوں صورتوں اور پرچھائیاں دیو قامت مجسم بن کر آپ کے ذہن کا احاطہ کرنے لگے۔ موجود ہوں گی اگر آپ کے اعصاب مضبوط اور ذہن پختہ ہو تو ہر ہیولا ماسوائے ضرروں کے فریب کے پکڑ نہیں۔

آپ کو اس قسم کے امتحانات سے ہر صورت کامیاب ہونا ہے۔ ورنہ ممکن ہے آپ اپنی منزل تک کبھی نہ پہنچ پائیں۔ آپ کا مقصد آپ کی خواہش ادھوری رہ جائے۔ بعض حضرات یہ سوال بھی کرتے ہیں۔ کیا ایسے میں انسان کی حرکت قلب بھی بند ہو سکتی ہے۔ اس کے بارے میں تو وہی بہر طور پر بتا سکتا ہے جو یہ عمل کر رہا ہے۔ کیونکہ جسمانی اور اعصابی طور پر عامل تس قدر قوی ہے۔ ممکن ہے ایسا ہو جائے کمزور دل حضرات کو تو ویسے بھی اس قسم کی مشقتیں، علم کا درس نہیں لینا چاہیے۔ لیکن عامل کو اپنی دماغی اور قلبی صلاحیتوں کے بارے میں اعتماد ہو۔ اور وہ ان کی کارکردگی سے پوری طرح مطمئن ہے تو یہ التباسات اسے قطعاً متاثر نہیں کر سکتے۔ اگر عامل ان ہیولوں کی عشوہ گری کو جھٹکتا ہے تو اس کے مقصد کی راہ میں کوئی التباس دیوار نہیں بن سکتا اور نہ ہی فریب نظر آپ کو خوف زدہ کر سکتی ہے۔

ذہن ہے آئینہ

اس سے قبل کہ ہم اپنے درس کو آگے بڑھائیں۔ ہم آپ کو یہ بتا دینا انتہائی ضروری سمجھتے ہیں کہ چند باتیں جو آپ کے لئے نہایت مفید اور اس علم کی افادیت میں من الحسن کی حیثیت رکھتی ہیں اس علم کا تعلق چونکہ آپ کے دماغ سے خارج ہونے والی برقی لہروں سے ہے اس لئے بہتر ہو گا کہ آپ خود کا اچھی طرح پہلے جائزہ لے لیں۔ اس میں کسی بھی قسم کی کوئی آلودگی تو نہیں خیالات کا جھوم میلہ تو نہیں لگائے رہتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پہلے آپ اپنے ذہن کو ہر قسم کی آلودگی سے پاک کر لیں۔ آخر قسم کے خیالات سے چھٹکارا پانے کی جستجو کریں اگر کسی قسم کے تفکرات یا کوئی خیال محبت کے راگ آلاپ رہا ہو تو اسے الوداع کہہ دیں کیونکہ آپ جس قوت کو پانے کی جستجو میں ہیں۔ اس کے لئے آپ کا ذہن آئینہ کی مانند شفاف ہونا چاہیے۔ اس میں کسی بھی قسم کوئی بال بردہ نہیں ہونی چاہیے دیکھا گیا ہے اکثر لوگوں کو یہ شکایت ہے ہم نے فلاں مشق کی مگر علم کے لئے اتنی جھد کی لیکن لا حاصل رہا، لیکن انہوں نے کبھی اپنی کوتاہی اپنی کرداری مجھے بارے میں نہیں بتایا۔

دراصل ہوتا یہ ہے ان کے حواس نے اختیار میں نہیں ہوتے اور ذہن آوارگی

پر مائل رہتا ہے ان کے ذہن میں بیک وقت کئی قسم کے نقوش حسین و گرد آلود خیالات رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ کیونکر اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

آپ نے کبھی یہ سنایا کہ کھانا کب ہی دیکھی میں بیک وقت انواع و اقسام کے کھانے پک رہے ہوں۔ جی نہیں سہی ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر دیکھی میں بریانی پک رہی ہے تو صرف وہی پک سکتی ہے ایسا نہیں ہے۔ دوسرے کا تمام سامان آپ اس میں ڈال دیں۔ اس کے بعد زردی کے تمام اشیاء پھر پکا ملو گے وغیرہ۔

اور اس کے بعد آپ اس دیکھی میں سے تیار تمام پکواناں الگ الگ کر لیں۔ یہ ناممکن ہے۔ اسی طرح ایک انسان اپنے ذہن میں دنیا بھر کی الوہ بھرنے کے بعد یہ توقع رکھے کہ میں جو شکر کر رہا ہوں وہ کامیاب رہے گی تو یہ اس کی خود فریبی ہے۔ ایسا ناممکن ہے کیونکہ..... آپ کو اپنے ذہن میں کیونکی پیدا کرنا ہوگی۔ اسے

ایک طرف متوجہ رکھنا ہوگا۔ کیونکہ مخفی علوم کی مشقوں میں دیگر کوئی بھی آلودگی کا تقاضا برداشت ہے۔ ہم اس حقیقت سے بھی منکر نہیں کہ انسان روزمرہ کے معمول کے حالات میں اکثر حضرات اس قسم کے بھوم اپنے ذہن میں جمع کرتے رہتے ہیں۔ یہ غیر ارادی طور پر بھی ہوتا ہے۔ ہمیں ان اپنا چک دارد ہونے والے خیالات سے بھی چمکا رہا حاصل کرنا ہوگا اور یہ کوئی اتنا مشکل کام نہیں کہ آپ کو کوشش کریں اور کامیابی آپ کو مبارک باد نہ دے۔ جب ہم لمبی چستی کی مشقوں کی جانب رجوع ہوتے ہیں تو ہمیں اس علم کے تمام محرکات کو نظر میں ذہن میں رکھنا ہوگا۔ اس علم کی کامیابی تب ہی ممکن ہے جب ہمارا ذہن شفاف آئینے کی مانند بے داغ اور چمک دار ہو۔ ہمیں ہر صورت ان کثیر الخیال سے خود کو نکالنا ہوگا ممکن ہے آپ جلد کامیاب ہو جائیں..... اور یہ بھی ممکن ہے ہم اپنے ارادے کی تکمیل میں کافی وقت لے لیں۔ لیکن آپ قطعی نہ گھبراہٹیں۔ انسان کی جہد اور عزم کی چٹھی ہی اس کی کامیابی

ہوتی ہے گھبرانے کے بجائے پرسکون رہتے ہوئے اپنے دماغ کو اس روشن چمکڑی پر ایک ہمیں نقش کا خیال قائم رکھنے کی کوشش کریں جو آپ کی منزل کی جانب اشارہ کرتی ہے۔

اگر آپ کے ذہن میں اپنی منزل کے نقش نقش ثبت ہو سکتے تو یقیناً آپ کی جہد کوشش دیگر آلودہ خیالات کو مٹانے میں کامیاب ہو جائے۔ لیکن یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ اس جنگ میں اپنی پوری قوت سے حصہ لیں۔ ممکن ہے آپ کو کھٹکتے سے کئی بار دو چار ہونا پڑے لیکن بہت عزم کو پیش تو انا رکھیں۔ یہ انسانی جہد ہی ہے جو اسے اور اس کے ارادہ کی قوت مضبوطی عطا کرتی ہے اگر آپ نے اپنے ذہن سے ناکامی کا لفظ اکر صحت دیا تو پھر کامیابی یقیناً ایک دن آپ کے قدموں کو بوسہ دے گی۔

یہ بات ٹیلی پیتھی پر ہی منحصر نہیں ہے۔ آپ کوئی بھی ایسا کام جس کا تعلق ذہن کی لہروں سے ہو۔ اس کی ابتداء کرنے سے قبل پوری طرح اپنے ذہن سے آلودہ خیالات کو نکالنا ہوگا۔ اگر آئینہ پر گر ہو تو چہرہ سجائی نہیں دیتا۔ جس طرح آپ چھوٹے اور گندے برتنوں میں کھانا نہیں کھا سکتے۔ کئی دنوں کے میلے کپیلے برتنوں کو پہلے آپ اچھی طرح ناچیں گے اسے چمکانی سے پاک کریں پھر دھوئیں گے۔ اس کے بعد ان برتنوں کو استعمال میں لائیں گے۔ بالکل اسی طرح آپ کو اپنے ذہن کے میل کو صاف کرنا ہوگا۔ اگر آپ کا ذہن الجھا ہوا ہے۔ اس میں آلودہ خیالات کی بھرمار ہے تو پھر آپ کو کوئی بھی کوشش کامیاب ہو نا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ اس لئے ہماری تاکید ہے کہ اپنے ذہن کو ہر آلودگی سے پاک کر کے ذہن کو آئینہ بنالیں۔ جب تک آپ کا ذہن آئینہ نہیں بنے گا آپ کو کوئی بھی مشق نہ کریں۔ بلکہ ذہن کو آلودگی سے صاف کرنے کی مشق کریں۔ اگر آپ نے آلودہ ذہن سے مشق کی تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ گرد آلود آئینہ میں کوئی بھی چہرہ کسی آئینہ نظر نہیں آتا۔ حسن و حند لا جاتا ہے۔

اور بھی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں جو انسان کے اندر کے درندے کو وحشت پر مجبور کر سکتی ہیں۔

یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ ہمارا شعور قدیم یادوں اور تجربات کے زیر اثر معروف عمل ہوتا ہے۔ جن چیزوں کو شعور نے نگیں کر رکھا ہے۔ ان کی حرکات و سکنات سے آگاہی حاصل کر چکا ہے ان چیزوں کے نام آتے ہی سنتے ہی یا تحریر کو دیکھ کر فوراً آپ کے ذہن میں اس کی تصویر ابھر آتی ہے آنکھوں کی سکرین پر اس کا عکس تحریر نے لگتا ہے مثلاً شاہین کسی بھی زبان سے نکلا ہو اور اگر آپ متوجہ ہوں تو فوراً یہ پرندہ آپ کی نظروں کے سامنے زندگی سے بھرپور حرکت کرنے لگتا ہے۔ آپ نے سوچا کبھی ایسا کیوں ہوتا ہے۔ کسی بھی چیز کا نام سنتے ہی وہ چیز آنکھوں کے پردے پر زندگی پالیتی ہے۔ صرف اس لئے کہ آپ کے شعور نے اس چیز کو دیکھا ہوتا ہے۔ جبکہ کوئی ایسا چیز یا پرندہ یا جانور وغیرہ دیکھ کر آپ نے کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کے شعور کا کبھی اس سے واسطہ نہ رہا۔ اس چیز کا نام نہ کر آپ کا شعور کسی بھی قسم کا حوالہ دینے سے قاصر رہتا ہے۔ اور نہ ہی آپ کی آنکھوں کی سکرین پر کوئی تصویر ابھرتی ہے۔ صرف اس لئے کہ آپ کے شعور کے تجربات میں وہ چیز کبھی زندگی سے ہم آہنگ ہی نہ رہی ایسے میں آپ کا شعور اس کی صورت کو کیا خاکہ دے سکتا ہے اس لئے شعور تماشائی کی طرح خاموش صرف مستایں رہتا ہے۔ وہ کسی بھی رد عمل کا اظہار کرنے سے باز رہ رہتا ہے۔

اس سے ایک بات واضح ہو جاتی ہے کہ شعور صرف وہی تصویر وہی نقشہ پیش کرتا ہے جو اس کے سامنے ہے۔ شعور کا ہوا ہوتا ہے۔ لا شعور بھی اسی طرح اپنے سابقہ تجربات کے زیر اثر معروف عمل رہتا ہے۔ لیکن لا شعور کی بنیادیں جبلت پر ہوتی ہیں ہماری جبلت چونکہ خواہشات میں مشغول ہوتی ہیں۔ اس لئے اس کا اعتدال میں رہنا

انسانی فطرت کیا ہے؟ آپ نے اکثر حضرات سے سنا ہوگا کہ یہ فطرت اس فطرت ہے اب سوال ذہن میں یہ ابھرتا ہے کہ آخر یہ فطرت کیا ہے اور اس کا انسان سے کس قدر تعلق ہے اور کیا تعلق ہے۔ اگر ہے تو کس قدر۔ یہ جسم کے کس حصہ میں ہوتی ہے خوشی کی بات یہ ہے کہ یہ ہمارے وجود میں کوئی عضو نہیں رکھتی۔ لیکن اس کے سوا ہماری زندگی میں اسے اہم رتبہ ایک مقام حاصل ہے فطرت ماحول سے جنم لیتی ہے ماحول اور معاشرہ اس کی پرورش کرتا ہے۔ اچھی اور بری عادتیں زندگی کے رنگ میں شامل ہو کر اس کی شخصیت کا حصہ بن جاتی ہے۔ اور جب وہ عادتیں اس کی شخصیت کا ایک جزو بن جاتی ہیں تو وہ فطرت کہلاتی ہیں۔ بسا اوقات یہ فطرت انسان کو دراخت میں بھی ملتی ہیں۔

انسانی جبلت جسے ہم حیوانیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ اگر اپنی وحشت پر اثر آئے تو انسان انسان نہیں رہتا بلکہ انسان کے بجائے وہ درندہ بن جاتا ہے ہماری جبلت میں جو سانپ اپنے زہر سے اسے زیر بنا بنا لیتا ہے وہ اس کی عادتیں اور ماحول کی خود سری ہوتی ہے خواہشات کا احوار وہ جانا آرزوں کی تکمیل کا شکار رہ جاتا

انتہائی ضروری ہے درہم سان کے اندر کا درندہ شخصیت کو نوج کھسٹ کر اسے بد شکل بنا دیتا ہے۔

ہمارا اعصابی نظام ایک قانونی نظام کے تحت معروف عمل ہے اس قانون کے تحت جب ہماری جبلت کسی بھی کام کو انجام دیتے ہوئے محکم محسوس کرتی ہے۔ تو پھر آپ کا لاشعوری اعصابی نظام سے کچھ سے طلب کرتا ہے۔ جو ظاہر ہے برقی لہروں کی شکل میں اسے قوت بخشتی ہیں۔

اگر اتفاق سے اسے اعصابی نظام سے فوری طور پر ملتی تو اس کا نتیجہ نہایت خطرناک صورت میں انسان کو پہنچتا پڑتا ہے اس کے اعصابی نظام میں لاشعور کی بے وفائی کے سبب خلل واقع ہو جاتا ہے ایسے میں انسان اپنے حواس کو دھو لے۔ اعصابی نظام میں زلزلہ آ جاتا ہے اور پھر ذہن منتشر ہو کر اس شخص کو پاگل قرار دے دیتے ہیں۔ آپ نے اکثر ایسے حضرات کو دیکھا ہو گا جو سڑکوں پر ہاتھ کو گردش دیتے ہوئے بڑبڑاتے اول فول بکتے رہتے ہیں یہ لاشعوری نظام میں نقص ہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے ہماری جبلت کو وہ کوئی چیز ہے جو اسے اختیار میں رکھ سکتی ہے کیونکہ انسانی جبلت میں ادھوری خواہشات کا رچا مل جوش انا درندگی کا چش خیمہ ہوتے ہیں۔ یہی وہ چیزیں ہیں جو اسے انسان سے حیوان بنا دیتی ہیں ”جس“ انسان میں جب انا کا یہ درندہ جنم لے لیتا ہے تو وہ اپنے سوا تمام کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو کہ کبھی فرعون، کبھی نرو اور کبھی شدا کی صورت اختیار کر کے تمام دنیا کو اپنے طالع کرنے کے لئے وہ دعوے کر بیٹھے ہیں جو انسان کو خالق کی نظر میں حقیر بنا دیتے ہیں کبھی پیغمبری کا دعوئی، کبھی خدائی کی گوی..... ان کی ”لا حول الا قوتہ“ بازگشت کی گوی خدائی دیتی ہے۔ آپ نے یقیناً ان درندہ صفت لوگوں کو قسے تاریخ کے صفات پر پڑھے ہوئیں۔ جنہوں نے صرف اور صرف

”میں“ منوانے کے لئے انسانوں کا قتل عام یوں کیا کہ جنگل کے ہاسی بھی انھیں بدنداں رہ گئے لیکن موت نے جب اپنا کھجوان کے گردنوں میں ڈالا تو ان کی ”میں“ چپ بھی ڈسکی۔ لیکن جن حضرات کی جبلت بے اختیار ہو جائے وہ انجام کی پرواہ کب کیا کرتے ہیں۔ اگر ہماری اس جبلت کو نکیل دے سکتا ہے یا دیتا ہے تو وہ ”ضمیر“ ہے ہمارا ضمیر ایک ایسا ایتھیر ہے جس سے جبلت کا احتساب کیا جاسکتا ہے۔ اسے درندگی سے باز رکھا جاسکتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کے اعصابی اور جسمانی نظام میں ایک ایسا قانون نافذ کر رکھا ہے کہ انسان آج بھی جو حیرت ہے۔

ہاں تو بات ہو رہی تھی۔ جبلت کی شردوریاں روکنے کی جسے ہمارے اعصاب انہیں پوشیدہ ضمیر روک سکتا ہے۔ یہ ضمیر ہی ہے جو ہر لمحہ اس پر اپنا حصار قائم کئے رکھتا ہے۔ ضمیر وہ شریف چوکیدار ہے جو آپ کے اندر پوشیدہ درندے کے گرد دھیرہ دیتا رہتا ہے۔

آمین

قانون نافذ ہوتا۔

یہ خمیر ہی ہے جو انسان کی وحشت کو تہذیب و اخلاق کے رگوں سے سجائے رکھتا ہے۔ یوں تو جہلت خمیر کا آپس میں بڑا مگر اُتھلی ہے۔ یہ مضبوط ترین رشتے میں بندھے ہیں۔ یہ ایک دوسرے سے زندگی کے سفر میں کبھی الگ ہونے کا تصور تک نہیں کر سکتے یہ آپس میں لڑتے بھی ہیں جس کی بازگشت بن کر اعصاب کو کنٹرول کرنا بعض اوقات انسان کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ جب بھی انسان کے اندر اتنا سرکشی پر اسے اُبھارتی ہے تو جہلت عود آتی ہے۔ اگر ایسے لمحوں میں خمیر اسے نرد کے تو یہ انسان وحشت پر اتر آتا ہے۔ جہڑوں مجرم صرف اپنی جہلت کی سرکشی کے باعث جہانیم کے سیاہ جنگ راستے اختیار کرتے ہیں حالانکہ خمیر ایک وکیل کی طرح اپنے دلائل سے اسے جہنم سے روکنے کی بھرپور کوشش کر لیتا ہے تو خمیر کی پکار اس کی چنگھاڑ میں دب کر رہ جاتی ہے۔ دراصل یہ ہمارا خمیر ہی ہے جو انسانیت کی فلاح کے لئے اصولوں کو ایجاد کرتا ہے۔ اس کی مکمل پاسداری کرنے کی کوشش کرتا ہے پاسداری ہی نہیں بلکہ مکمل طور پر انا کو اپنے ساتھیوں سے ملانے کی بھرپور کوشش بھی کرتا ہے۔ اخلاق تہذیب شرع معاشرہ سان قانون کا احترام انسان کی عزت مذہب ان تمام کو خمیر محسوب تسلیم ہی نہیں کرتا بلکہ وہ ان کا مکمل احترام بھی کرتا ہے انسان اس وقت تک انسانیت کے بلند رے پر فائز رہتا ہے جب تک وہ اپنے خمیر اور عقل کے ہر مشورے کو قبول کرتا رہتا ہے۔ ایسا عمل شاذ ہی عادت و فطرت کے عکسوت میں الجھتا ہے۔ حالانکہ اس کی جہلت اسے کبھی ایسا محال ہی سمجھتی ہے تو وہ خود کو اس کی سرکشی سے محفوظ کر لیتا ہے۔

اگر ہم اپنے خمیر اور عقل کے ہر مشورے کو نظر انداز کر کے اپنے جذبات کے آتش کدہ کو روشن رکھنے کی کوشش کریں تو دنیا اس کے نتائج ہماری عادت ہماری وحشی جہلت کو جنم دے گی۔ یہ آپ کا اعصاب کے لئے بلبل جنگ کے مترادف ہوگا کیونکہ

ضمیر ہمارا دوست ہے

دوست وہی ہوتا ہے جو آپ کو برے ماحول سے روکے۔ آپ کے لئے وقت میں رہنمائی کرے آپ کو دنگ فساد سے بچائے آپ کو زندگی کے بارے میں مفید مشورے دے۔ آپ کا خمیر بھی ایسا ہی دوست ہے جو اشتعال کے وقت غمراہ خمیر انسانی عقل کے وقت وحشت کی تمنازت کے وقت آپ کو معصیت سے بچائے کے لئے روکتا ہے کبھی پیار سے کبھی ڈانٹ کر، کبھی چیخ و پکار کر کے کبھی حوالہ جات دیکر کبھی مذہب کی شرین زبان بن کر، کبھی تاریخ کا اوراق بن کر، کبھی درندگی کا انجام یاد دلا کر، کبھی انسانیت کا درس دیکر اور کبھی انجام سے خوف زدہ کر کے۔

غرض اس کی کوشش و جہد یہی رہتی ہے کہ وہ لاشعور اور اس کی تمام مددگار تنظیم جو جنلی و دروٹوں کے خوف سیٹھ آپ کو درندگی پر اکسادی ہیں۔

اس سے روکا جائے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ خمیر اپنی کوشش میں ناکام رہا ہو۔ ورنہ آج دنیا میں یہ رنگینی نہ ہوتی۔ ہر سو آپ کو رنگ کھمکے نظر آتے ہیں یہ نہ ہوتے تاریک اندھیرا ہوتا۔ اور یہ انسان درندہ کی طرح چپختے چنگھاڑتے پھرتے۔ یہ ترقی نہ ہوتی۔ روشنیوں کا یہ سیلاب نہ ہوتا۔ بلکہ مہیب اندھیرا ہوتا آج یہاں جھگن کا

جبلت کے سراپا لانے کی صورت میں اتنا ایک فریق بلکہ جبلت کی طرف داری کرتی ہے جبکہ ضمیر کے غلبے کی صورت میں ایک زبردست مارکہ شروع ہو جاتا ہے جب دودھنی ایک طرف ہوں تو شریف آکر دیکھتا ہوتا ہے۔ یہ تو آپ خود بھی جانتے ہیں بالکل یہی صورت ہوتی ہے جبلت اور ان کے طرفداروں کی طرف سے جو دوسری جانب صرف ضمیر ایسے ہی ضمیر کو شکست ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کا یہ مسئلہ نہیں کہ وہ دوبارہ کوشش نہیں کرتا اسے جب بھی موقع ملتا ہے وہ اس انا کے دندنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔

ہاں کبھی کبھی جبلت ایسے ایسے کارنامہ باپ انجام دے دیتی ہے جسے انسان تا ممکن سمجھتا ہے بڑی بڑی جنگیں صرف اسی جبلت کی وجہ سے ہی سے انسان نے جیتی ہیں۔ بڑے بڑے ملکوں پر فاتح اس جبلت کے کارنامے ہیں۔ لیکن ان کے کبھی بھی ہوتا ہے۔ اور یہ ضروری بھی نہیں ہر لمحہ ہماری جبلت کی وحشت فاتح بنا سکے۔ روئے بھی انسان کی عام زندگی میں اس کی درندگی انسان کو زیادہ کر دہ بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ آپ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ جبلت کی کارگزاری اس وقت تک انسان کے حق میں بہترین ہے جب تک وہ ضمیر اور عقل کے مشورے پر عمل کرتی رہے۔ اس لئے آپ کی کوشش ہونی چاہیے کہ اپنے ضمیر کو ہر صورت قوت بخش رکھیں اسے کسی طور پر کمزور نہ ہونے دیں۔ اس کی کمزوری دراصل جبلت وحشت درندگی کی قوت ہے۔

جنسی فعل بھی انسانی جبلت کی تسکین کا ایک ذریعہ ہے۔ یوں تو انسان کے نفس میں نیکی بڑی اچھی برائی کا فطری پہلو ہر لمحہ موجود ہوتا ہے۔ انسانی نفس ہر قسم کی تیز رکھتا ہے۔ کوئی بھی باغیگ ہو وہ فوراً محسوس کر لیتا ہے یہ بڑی بے پایاں اچھی۔

اسے فوری یہ شناخت ہو جاتی ہے یہ آواز ساعت نے سنی ہے اس کے پہلو کیا اثر لئے ہوئے ہیں جب انسان کا نفس جنسی فعل کی تریب دیتا ہے تو ہمارا ضمیر ایسے

حالات میں فوری فیصلہ کرتا ہے اسے اس فعل کی کارگزاری سے روکنا چاہیے یا نہیں کیونکہ جنسی عقیدہ دونوں صورتوں میں انسان انجام دیتا ہے ایک جائزہ دواجی زندگی کے خوشگوار لمحات کو تسکین دہن کے لئے دوسرے حیوانی جبلت کے تحت۔

انسان کا یہ حیوانی جذبہ صرف اپنے نفس کی تسکین کا ہوتا ہے۔ جنسی تسکین ہر مرد و عورت کا فطری حق ہے یہ لذت آور فعل دوسروں کا جہاں رنگین کیف آور ملاپ ہے وہاں وہ بھائے انسانی تولد انسل کا ذریعہ بھی ہے۔ لیکن اسے فطرت کے تقاضوں کے مطابق انجام دیا جائے تو دونوں کی زندگیوں میں رنگ ہمیشہ تابناک رہتے ہیں۔

اگر وحشت عوداً سے توان رنگوں میں کا ہی مکمل جاتی ہے۔ ایسا صرف وہ حضرات کرتے ہیں جن کا ضمیر کمزور ہوتا ہے اور جبلت کی شہرہ درجہ ذات کو تیش دے رہی ہوتی ہے ایسے حضرات جنسی تسکین کے لئے ہر جائزہ دواجی طرح کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ جب کہ وحشت ہی تو ہے جو ان میں حیوانوں کی خصوصیات پیدا کر دیتی ہے۔ اس کے مگر آپ جبلت کی حیوانیت سے بچنا چاہتے ہیں تو بری محبت اور عداوتوں سے خود کو محفوظ رکھیں ایسے ماحول سے دور رہیں جہاں آپ کی عداوتوں میں آلودگی کا خطرہ ہو۔

ایسے حضرات سے کنارہ کر لیں جو بری عداوتوں کے سبب بدنام ہیں۔ اگر آپ نے خود کو بری عداوتوں سے محفوظ کر لیا تو پھر آپ اپنی جبلت کے دندنے کو ہمیشہ پائے

تلاش رکھیں میں کامیاب رہیں گے۔ لیکن یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ اپنے ضمیر کو نظر اور قوت بخش بنا کر اپنے جذبات کے ساتھ رکھیں۔ یاد رکھیں اگر آپ نے اپنے ضمیر سے بے اعتنائی اختیار کی تو وہ مردہ ہو جائے گا اگر ضمیر مردہ ہو گیا تو پھر نیکی

بدی کی تیز صف اول کی طرح مٹ جائے گی اور لاکھوں سال قبل کا درندہ آپ کے وجود میں حیوان بن کر آپ کی شخصیت کو دھنسی بنا دیگا اس سے قبل کہ ایسا ہو آپ اس درندہ کو نرم بہتر مہیا کر دیں جو انعام و آرام سے آپ کے ضمیر سے دانش داری کی باتیں سنے۔

انسان کو ہمیشہ اپنا احتساب کرنا چاہیے۔ اپنی بری عداوتوں کا اپنی

فطرت کا اپنی جبلت کا اگر آپ ایسا کرتے رہے تو یقین مابے آپ کا ضمیر کبھی مردہ نہیں ہوگا اسے حریت نصیب حاصل رہے گی۔ انسان کی انا اور اس کی جبلت جب اپنی شہزادی پر اتر آتی ہیں تو آپ کو خود اور نفس دونوں اس کے حکم میں کران کے ہر حکم کی تعمیل بجالانے پر مجبور ہو جائے ہیں۔ اس کا انجام کیا ہوتا ہے یہ آپ بہتر طور پر جان سکتے ہیں۔ ذلت رسوائی، قید و بند و بزدلی وغیرہ

یاد رکھیں انا، جبلت انسان کی کمزوری نہیں وار کرتی ہیں۔ کیونکہ انسان ابتداء سے اپنی قوت کو خدا سمجھتا ہے۔ جنسی لذت اس کی تھکن کا کیف ہے۔ اور حکم کو ازما ت کا نادیہ درندہ ان ہی تئیں چیزوں کا غلام رہا ہے جو اس کی شرور کے کمزوری رہی ہیں قوت، عورت، روٹی، دنیا میں بے شمار فساد و فتنے ان ہی سے پیدا ہوتے ہیں جو انسان کی زندگی کو عذاب بنا کر اسے جہنم رسید کر دیتے ہیں اس کو اپنے ان دشمنوں سے بچنا ہوگا۔ ان دشمنوں کو زیر کر کے ہی آپ اپنی شخصیت کی تکمیل کر سکتے ہیں پہلے انسان صرف روٹی کے لئے کوٹھاں ہوتا ہے جب پیٹ بھر جاتا ہے تو جسمانی قوت کا اظہار کرتا ہے اور پھر فساد شروع ہوتا ہے رز زین اور زمین۔ آپ کو ان فساد پر کرنے والوں سے خود کو بچانا ہوگا اور حقیقی علوم کے لئے تو یہ نہایت لازم ہے کہ آپ شخصے سے حراج نرم گفتار، اعلیٰ انکار، لہذا راسخ قوت برداشت کے مالک ہوں۔ اور یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ اپنی شخصیت کو آئینہ بنانے کی بھرپور کوشش کریں۔ آپ کسی بھی حقیقی علوم کا درس لینے سے پہلے اپنی شخصیت کا ضرور اچھی طرح جائیزہ لیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی ہلکی سی کوتاہی آپ کی سالوں کی محنت کو ضائع کر دے۔ جبلت کا اڑدھا آپ کی محنت کو کھل لے۔ اگر آپ خود کو بلند دیکھنا چاہتے ہیں تو پہلے اندر کے تمام دشمنوں پر فتح حاصل کریں۔ آپ نے وہ جملہ توبہ کی کوئی گھر کا بھیجی لگا ڈھائے۔ سب سے پہلے اندر کے اس دشمن کو مارنے کی کوشش کیجئے ورنہ ممکن ہے آپ بے خبری میں اس کے پیچھے ہوئے جال میں پھنس جائیں۔

آئیں ضمیر کو قوت دیں

اگر بچوں میں خوشبو ہو تو کسی بھی ذی روح کا متوجہ ہونا فطری عمل ہے۔ انسان میں ایک خوشبو ہوتی ہے اس کے اوصاف کی خوشبو۔ جس کی محک لوگوں کو اس کی جانب متوجہ کر کے اس کا گرویدہ بنا دیتی ہے۔ آپ نے یہ خوشبو اپنے وجود میں پیدا کرنی ہے۔ لیکن اس کے لئے آپ کو اپنے وجود کے اندر موجود گند کی کو صاف کرنا ہو گا ضمیر کو مکمل صحت مند و توانا رکھنا ہوگا۔ جب آپ کا ضمیر آپ کے جملی جذبات سے بے حسب نشاط کام لینے لگے تو آپ سمجھ لیں آپ نے اپنے اندر کے درندے پر فتح حاصل کر لی ہے اور آپ اپنے عزم کی تعمیل میں سرچاری رکھ سکتے ہیں۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے سب سے سرفراز ہوتا ہے۔ راستے کی اذیت، مسلسل سفر سے تھکان، گرد و غبار کھانے پینے میں تکلیف، اشیاء خورد و نوش کی حسب ظافرا ہی مختصر نیز، کچھ صہرات ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں سفر کے دوران بھوک ہی نہیں لگتی اور بھوک لگتی بھی ہے تو وہ کوشش کے سوا چند توانوں سے تیار نہیں کیا جاتے اور نہ ہی انہیں دوران سفر نیند ہی آتی ہے۔ یہ بھی سفر ہے اور آپ کی شخصیت اور مزاج کی خصوصیت سے ہم ناواقف ہیں۔ ممکن ہے اس سفر میں آپ کا وجود صحت مند رہے مگر اپنے گئے پانی منزل سے کٹوں

پہلے ختم ہو جا۔ پیاس کی شدت آپ کے سر کو جاری رکھنے سے روکے۔ ذہن اعصاب سے ختم ہو جائے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں اس علوم کی راہ میں سفر کرنے سے قبل آپ تمام انتظام کیے بغیر اپنے کھانے کے تحت کر لیں۔ ممکن ہے آپ کے ماتھے پر شکن ابھرا آئی ہو۔ لیکن یہ ہمارا فرض ہے کہ آپ کا سفر سے قبل آپ کے انتظامات کی خامی کا ایک جائزہ دلوائیں۔ جو کہ آپ کے سامنے آسانی مکمل کر لیں اس سفر میں چونکہ جبلت کی شہروری روکنے کے لئے بہت کچھ قوت ہونے کی از حد ضرورت ہے تو پھر ہمیں سب سے پہلے اس کی جانب توجہ دینا چاہیے۔ یہاں آپ کی تھوڑی سی محنت اور مشقت آپ کے سر کو پہل و برقی رفتار دے سکتی ہے اس کے لئے آپ کو جس طرح انسان اپنے جسم کو خوبصورت اور طاقتور بنانے کے لئے باطنی ملائکہ کی مشقوں و ورزشوں کا انتخاب کرتا ہے۔ اور جسم کو توانا و خوبصورت بنانے کے لئے دن رات مصروف رہتا ہے۔ اسی طرح ہمیں خمیر کو توانائی و قوت دینے کے لئے چند مشقیں کرنا ہوں گی۔ آپ گھبراہٹیں نہیں یہ کوئی وزن اٹھانے کا کام نہیں کہ آپ کا جسم مشقت سے بڑھ کر محال ہو سکے دوسرے جائے۔ نہایت آسان و سہیل مشقیں ہیں جو آپ کو آسانی آرام و سکون سے کر سکتے ہیں۔

آزاد نگاری و آزاد گونی

اس سے قبل بھی ہم آپ کو بتا چکے ہیں اپنے ذہن کو ہر آلودگی سے صاف کر کے شفاف بنالیں۔ تاکہ کوئی بھی گرد آپ کو پریشان نہ کر سکے۔ اس کے لئے لازم ہے آپ ہر آلودگی، ٹھکرات، بے چین خیالات سے ذہن کو شفاف کر کے اسے آزاد چھوڑ دیں۔ اسے ہواؤں کی لہروں میں سر مستیاں کرنے دیں۔

آپ یقیناً الجھ رہے ہوں گے آزاد گونی اور آزاد نگاری سے ہماری مراد کیا ہے اگر یہ کوئی مشق ہے تو اسے کس طرح انجام دیا جائے۔ ہمارے ماہر نفسیات اپنے مریضوں سے کہہ کر دیتے ہیں ان دونوں مشقوں کو تحلیل نفسی کے لئے کرایا جاتا ہے۔ آپ خود بھی ان مشقوں پر عمل کر سکتے ہیں۔ ماہر نفسیات اپنے مریض کو ایک پرسکون کمرے میں قائم اور کاغذ دیکریز کے قریب بٹھا دیتے ہیں اور ان سے مختلف قسم کے سوالات کرتے ہیں۔ اور جب مریض کا ذہن ان سوالوں میں الجھ جاتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے آپ بے باک اور بے فکر ہو کر جودل جامہ پر تحریر کرتے چلے جائیں۔ جو غبار ذہن میں بھرا ہوا ہے اسے کاغذ پر الٹ دیں۔ اور مریض آزادی دے دے باقی سے اپنے ذہن کی ہر خواہش ہر غلطی کو تحریر کرتا چلا جاتا ہے۔

ہیں تو پھر آپ کو سب سے پہلے اس آسب سے چھکارا حاصل کرنا ہوگا یہ انسان کو کہیں کا نہیں رہنے دیتا۔ مضبوط اعصاب پر عزم پختہ ارادے اور ذہنی اعلیٰ صلاحیتوں کے سوا یہ احساس کمتری کے سبب ناکام رہتے ہیں۔ جس قدر جلد ممکن ہو اس آسب سے اپنے وجود اپنے ذہن اپنے اعصاب کو نجات دلائیے۔ دراصل احساس کمتری وہ رنگین فریب ہے جو انسان کے اعصاب و ذہن کو دیمک کی مانند چاٹ جاتا ہے۔ اس لیے ہمارا مشورہ ہے اگر آپ میں اس قسم کی خامی ہے تو سب سے پہلے اسے دور کیجئے اس کے بعد قوت نفس اور قوت ارادی کو مضبوط کریں اس کے بعد ذہن کی آلودگی کو شفاف کریں۔ اور پھر ضمیر کی مضبوطی اور دیگر مشقیں انجام دیں۔

بالکل اسی طرح آزاد گوئی کی مشق کی جاتی ہے پر سکون کرے میں خود کو خود کے حوالے کر کے جودل چاہے۔ ذہن کہے۔ خواہشیں آرزوئیں ارادے وہ سب زبان سے نکلتے چلے جائیں۔ بولتے رہیں۔ اس سے تحلیل نفسی میں بہت مدد ملتی ہے۔ ایسے میں آپ کو چاہئے جسم سے تحلیل نفسی میں بہت مدد ملتی ہے۔ ایسے میں آپ کو چاہئے اپنے جسم کو پر سکون اور ذہن کو مکمل آزاد چھوڑ دیں کسی بھی قسم کی بندش نہ لگائیں آزاد نگاری اور آزاد گوئی کے لئے ضروری نہیں کہ آپ کسی تیاری سے کرے میں جا کر تحلیل جب بھی اپنے ذہن سے گرد صاف کرنی ہو آپ یہ مشقیں کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے کسی قانون و قاعدے کی ضرورت نہیں صرف اپنے وجود اور ذہن کی تمام لہروں کو آزاد کرنا چاہئے ہر قید و بند سے آزاد اگر آپ نے اکیس روز آزاد نگاری اور آزاد گوئی کی مشقوں کو روزانہ جاری رکھا تو یقین کریں آپ نے اپنے مقصد کی پہلی نیزگی عبور کر لی۔ اب آگے کا سفر آپ کے لئے آسان ہوگا۔

آپ جسم عقلی علم کو حاصل کرنے جا رہے ہیں اس کے لئے لازم ہے کہ خود کو پوری طرح پہلے اس کام کے لئے آمادہ کر لیں۔ اپنے ذہن اور نیکوئی کی مشق آپ ملتے پھرتے کسی اس نظام کو اپنی تفریبا بھی کر سکتے ہیں تاکہ ذہن عمل کے دوران پوری طرح مستعد رہے۔ اس کی نیچے آگے ذہن اور اس میں سے خارج ہونے والی طلسمی لہریں آپ کی دوست ہیں اور دشمن ہیں۔

یہ دشمن اس وقت بن جاتی ہیں جب آپ کی جلد بازی افکار کے وقت مشقوں کے دوران کسی بھی سبب سے تلامذہ پیدا ہو جائے یا آپ کی کوتاہی آڑے آ جاتی ہے۔ اس میں ذہنی توازن بھی بگڑ سکتا ہے۔ اعصاب بھی کمزوری ذہن کی آلودگی آپ کو اس دنیا کی رنگینی سے بھی محروم کر سکتی ہے۔

اس لئے ذہن کی نیکوئی توجہ کو ایک مرکز دینا ضروری ہے۔ اس لئے آپ سے بار بار ضمیر کی قوت پر تاکید کی جا رہی ہے آپ آزاد نگاری اور آزاد گوئی کی مشقیں بغیر کو قوت بخشے والی مشقوں کے ساتھ انجام دے سکتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر جہالت کا اثر دھما بار بار ضمیر سے ٹکراتا ہے۔ اپنا زہر پھیلانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن آپ قطعی نہ گھبرائیں کیونکہ آپ نے اپنے ضمیر کو اس وقت تک بھینسا اس قدر تقویت دیدی ہوگی کہ آپ کے وجود میں موجود دیگر قوتوں نے اسے اپنا زہر ہر تسلیم کر لیا ہوگا۔ آپ جس وقت ضمیر کو قوت بخشے کے لئے مشقیں انجام دے رہے ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ آزاد نگاری اور آزاد گوئی کی مشقیں بھی جاری رکھیں۔ اس سے آپ کے ذہن کی آلودگی بھی صاف ہوگی ضمیر بھی توانا۔ لیکن اس سے پہلے آپ کو اپنی قوت یقین اور قوت ارادی کو مضبوط کرنا ہوگا۔ ان دونوں قوتوں کے بغیر آپ کوئی بھی کام سلیقے قریب سے نہیں کر سکتے۔ اگر آپ کی قوت ارادی مضبوط ہوگی اور قوت یقین مضبوط ہو جائے پھر آپ اپنے سفر کی کامیابی یقینی سمجھیں۔ لیکن آپ احساس کمتری کے آسب میں جلا

حاصل کرتے تھے۔ جیسا کہ ہم مندرجہ بالا تحریر میں آپ پر واضح کر چکے ہیں۔ استغراق ذہنی یکسوئی، توجہ، محویت ایک ہی عمل کے مختلف نام ہیں۔ آپ چاہیں کسی بھی نام سے پکاریں لیکن عملی لحاظ سے تو وہ سب ایک ہی ہیں۔ آپ جو عقلی علوم حاصل کرنے کی جستجو میں ہیں اس کے لئے لازم ہے کہ آپ ارتکاز توجہ اور یکسوئی میں ماہر ہوں۔ یہ بات تو آپ بہتر طور پر جانتے ہیں جب تک ذہن آلودہ یا انتشار میں مبتلا ہے ٹیلی پیٹھی پر ہی کیا مضمحل ہے آپ کوئی بھی کام حسب پروگرام حسب خواہش صحیح انجام نہیں دے سکتے۔ اس لئے آپ کے لئے یہ ضروری ہے اپنے ذہن اور اعصاب کو مکمل طور پر اپنی دسترس میں کریں۔ توجہ و یکسوئی کی مشقوں کو زیادہ سے زیادہ کرنے کی کوشش کریں۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بھی غرض کیا تھا آپ یہ کام اپنے کام یا سفر کے دوران بھی کر سکتے ہیں مثلاً آپ کسی بس میں سفر کر رہے ہیں تو کسی بھی شخص کو اپنی مرکز نگاہ بنالیں اور نظروں کی تمام قوت اس پر مرکوز کر دیں۔ اور ذہن میں اٹھنے والی لہروں کو ہدایت دیں۔ جیسے کہ اس شخص سے کہہ رہے ہو۔ تم اپنی سیٹ سے کھڑے ہو جاؤ۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ عرصہ بعد آپ کے حکم کی تعمیل ہونے لگے گی۔ کسی جانپور یا پرندے پر بھی آپ استغراق عقل کی کیفیت میں حکم دے سکتے ہیں۔ جہاں شخص کسی بھی چیز کو مرکز بنا کر نگاہوں کو گاؤں دیں اس سے ایک تو یکسوئی اور توجہ کی افادہ حاصل ہوگی دوسرے ٹیلی پیٹھی کی مشقوں کے دوران آپ کی نگاہیں ادھر ادھر ہٹکنے سے قاصر رہیں گی اس طرح آپ کی ہٹکنی ہوئی نگاہیں ایک مرکز کو محبوب بنانے پر آہستہ آہستہ آمادہ ہو جائیں گی۔

یکسوئی اور ارتکاز کا مقصد آپ صرف اپنے ذہن اور آنکھوں سے خارج ہونے والی لہروں کی مرکزیت میں ایسی حالت میں آپ کے عضلات، سارکٹ، صامت رہیں گے۔ اس سے آپ کے ہاتھ، پاؤں، سر، منہ، کان، آنکھیں، کون، واعتدال پیدا

توجہ، یکسوئی

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے انسان میں حواسی پر اسرار قوتیں ہوتی ہیں جن میں انسان نے کبھی ان قوتوں کو بیدار کرنے کی کوشش ہی نہیں کی اور جن حضرات نے ان قوتیں بیدار کیا اور انہوں نے اپنے وجود و قوت کا حصہ بنایا ان کے بارے میں ہم کچھ صحافت میں تحریر کر چکے ہیں جبکہ ہم عقلی علوم کی درس گاہ میں ایک طالب علم کی حیثیت میں داخل ہو رہے ہیں اور خود کو اس علم سے بہرہ ور ہونے کے لیے تیار بھی کر لیا ہے تو ہمیں ان اسباق کا درس لینا ہو گا جو عقلی علوم میں مرکزیت رکھتا ہے Concentration کنسنٹریشن ارتکاز توجہ اس نام کے سوا بھی اسے ہم مختلف ناموں سے پکارتے ہیں ارتکاز توجہ، یکسوئی، استغراق، محویت، مرقبہ وغیرہ وغیرہ۔ اگر ہم یہ کہیں تو بے جا نہ ہو گا کہ ماہرے اور ادراک کی تمام تر بنیاد بھی آپ کے ذہن کی یکسوئی اور توجہ ارتکاز پر ہے یہی وجہ ہے کہ اس عمل میں اسے مرکزیت حاصل ہے ارتکاز توجہ کا عمل صدیوں قدیم ہے۔ زمانہ قدیم میں بھی لوگ Self Hypnosis خود بینی کیفیت اپنے ذہن پر طاری کر لیا کرتے تھے۔ کسی بھی چیز کو مرکز نگاہ بنا کر اپنے ذہن کی طلسمی لہروں کو بیدار کر کے اس پر اسرار قوت سے فائدہ

ہوگا۔ آپ جب ارتکا کی مشق کر رہے ہوں تو یاد رکھئے صرف اور صرف اسی چیز کو فوجیت دیں جس پر آپ نے نگاہیں ڈال دی ہیں۔ تمام تر تمام تر نہیں۔ بلکہ مکمل طور پر آپ کی ذہنی صلاحیتیں اس پر مرکوز ہونی چاہئیں۔ آپ کو معلوم ہی ہے آپ ذہنی طور پر بیک وقت دو کام انجام نہیں دے سکتے۔ آپ ٹی وی پر کارٹون فلم بھی دیکھ رہے ہوں۔ اور مضمون بھی لکھ رہے ہوں۔ اس طرح موسم کا نظارہ بھی کر رہے ہوں اور کوئی تاریخی ناول بھی پڑھ رہے ہو۔ یہ ناممکن ہے بلکہ وقت آپ دونوں کام نہیں کر سکتے۔ اسی طرح آپ کی آنکھیں ٹی وی کو بھی دیکھ رہی ہوں اور کسی کتاب کا مطالعہ بھی کر رہی ہوں۔ جب آپ یہ جانتے ہیں کہ انہیں ہوسکتا تو فوراً اس میں دو کام بیک وقت کرنے کا سوچتے ہی کیوں ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے ہمارے مزاج زیادہ تر آوارہ بادل کی طرح ادھر ادھر بھٹکتی رہتی ہے۔ ہمارا یہ کام ہے کہ اس توجہ کو ایک مرکز دیں۔ اور ٹیلی بیٹھی کی مشقوں میں جو توجہ کو اس مخفی علوم کی بارگاہ میں بلندی حاصل ہے وہ کسی اور آپ کے فہل کو نہیں۔

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے ہمارے وجود کا ہر ریشہ دماغ سے رشتہ قائم رکھے ہوئے۔ ایسا رشتہ جس کے ٹوٹنے ہی انسان کی زندگی کی تمام تعلیمات سٹ کر ایک مطلوب وجود کی صورت اختیار کر لیں، کان، ناک، آنکھ آپ کے ہر عضو کی سرگرمیاں دماغ کی طالع ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ توجہ ارتکا پر پھر دو صلاحیت استعمال کر لیں۔ آہستہ آہستہ اپنی ان مشقوں کو شمع بنی تک لے آئے۔ جب نگاہ آپ کے ارادے کا ساتھ دینے لگے تو شمع بنی توجہ میں مرکزیت پیدا کرنے کے لئے مشق کو روزانہ کا معمول بنا لیجئے۔ شمع بنی ٹیلی بیٹھی کی وہ مشق ہے جو آہستہ آہستہ آپ کو بلند سے بلند تر کرتی چلی جائے گی۔ شمع بنی ہے ممکن ہے آپ کو ابتداء میں آنکھٹ محسوس ہو لیکن قوت ارادی کی مضبوطی آہستہ آہستہ آپ کو اس میں استغراقیت پیدا کر

دے گی جس کا حاصل آپ کے آوارہ خیالات کو ایک مرکزیت حاصل ہو جائے گی۔ اور باقی قوتوں میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اعصابی طور پر آپ خود کو ہلکا ہلکا و خوشگوار محسوس کرنے لگیں گے۔ لیکن یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب خیالات کی تمام وقت کو سمیٹ کر اپنی آنکھوں کو کمر پور عزم سے دیکھیں۔ ارتکا توجہ کی مشق یوگا آسنوں میں بھی آپ کو نظر آئے گی۔ اگر آپ یوگا کرتے ہیں تو سونے پر سہاگا۔ اگر نہیں کرتے تو یوگا آسنوں کا مطالعہ ضرور کریں۔ وہ جسمانی اور روحانی طور پر انسان کو صحت مند رکھنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے اس سلسلے کی ہماری کتاب (ٹیلی بیٹھی اور یوگا) دیکھئے۔ ارتکا توجہ میں جو کیفیت مشق کے دوران عامل محسوس کرتا ہے وہ کچھ اس طرح کی ہوتی ہے جب نظر میں کسی چیز کو مرکزیت دے دیتی ہیں تو سلسلہ کو ایک انجمانی قوت حاصل ہو جاتی ہے اور دماغ کے مرکز میں برقی لہریں ترپنے لگتی ہیں۔ ان میں ایک ہیجان کی سی کیفیت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ جس سے اندہ خاموش حرکت پذیر ہوتا ہے۔ اور عامل پر اس کے نتیجے میں خودی طاری ہونے لگتی ہے وہ کیفیت ہوتی ہے۔ جب اس کے ذہن کی لہریں عکس کی پاسداری کرتی ہیں۔ اسے ہم انگریزی میں Hiyponatic Trance کہتے ہیں جب ہمارے دماغ کا وہ حصہ جہاں شعور کو مرکزیت حاصل ہے بیدار ہوتا ہے تو دماغ سے خارج ہونے والی لہروں میں ایک عجیب سی کیفیت عود آتی ہے اور وہ قوتوں میں بیدار ہونے لگتی ہیں جس سے یہ انسان اس تک ناواقف رہا ہوتا ہے لیکن یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ توجہ کی قوت پر مکمل کنٹرول پائیں گے۔ اس سلسلے میں ہم ٹیلی بیٹھی کی مشقوں کے دوران بھی چند نقطے واضح کرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن بلد بازی ہرگز مت کیجئے۔ یہ بڑے بھلے اور صبر کا سفر ہے۔ اس مطالعہ کے دوران ہدایت کو توجہ دیں۔ یہ آپ کے لئے بہتر ہوگا۔ جلد بازی سے ممکن ہے آپ اپنے ارادے کی تکمیل سے محروم رہ جائیں۔ اور الزام اپنی

کو تا ہی کا اس عقیم علم کو میں۔ اگر آپ نے مطالعہ کے دوران ہر نقطہ کی افادیت کو اچھی طرح سمجھ لیا اور مطالعہ سے عمل کیا تو یقیناً آپ اپنی منزل پا لیں گے۔

آنکھیں، کیمبرہ، لینز

یہ کیمبرہ ہے اور اس کیمبرے میں اسے لنز نصب ہیں جس کی مثال کسی بھی عجائبات عالم میں پایید ہے۔ قدرت کے بنائے ہوئے ان لینزوں میں جو قوت پوشیدہ ہے انسان کی سوچ و فکر اسے ڈاؤر کی طرح دے سکتی ہے لیکن صحیح طور پر نہ تو اسے استعمال میں لاسکتی ہے اور نہ ہی اس کی عقلی قوت کا صحیح اعجاز ہے۔ ہم ان آنکھوں کی خوبصورتی کی تعریف کرتے ہیں۔ اس کی روشنی سے دنیا کی رنگینوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں رنگوں کی پچکان حسن کو چاہت عورت کے عجب و جوارح ان آنکھوں کے لینز سے وجود کو حرارت پیش پذیر ہوتے ہیں۔ لیکن یہ چاہت بلا لاشعور اپنے کارخانہ عجائب میں محفوظ رکھتا ہے اور ذہن ان تصویروں کے رنگوں ان عکسوں کی سرسختیوں ان کی جلوہ آرائیوں کی ہنگامہ گری سے ہی توجہ میں شورا ہنگ بپا کئے رکھتا ہے انہی کی مرہون کا نکات کے اسرار پر غور و فکر کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حقیقی علوم کی کھوج اسی راستے سے کی جاتی ہے اور جسمانی عضو ایک تماشائی کی حیثیت سے اس قوت کا صرف اور صرف نظارہ کرتے رہتے ہیں۔ جن کے پاس ظاہری چیزیں نہیں ہوتی ان میں اندرونی بصیرت کی گنا زائد ہوتی ہے۔ آپ نے یقیناً آجیے تاہنا حضرات کا مطالعہ کیا ہوگا۔ جو ظاہری چیزیں سے محروم ہیں لیکن حیرت انگیز طور پر وہ ہر خطرے کو موقع و محل سے محسوس کر لیتے ہیں یہ

اپنی اس قوت سے فائدہ حاصل کرتے ہیں جو قدرت نے ان لینزوں میں پنہاں رکھی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ حضرات اپنی روحانی آنکھ سے دیکھ لیتے ہیں۔ ٹیلی ویتھی کی مشین شروع کرنے سے قبل آپ اپنی آنکھوں کی چٹائی سے مطمئن ہوں۔ ان میں کسی قسم کا نقص تو نہیں ہے۔ اگر آنکھیں کمزور ہیں اور آپ کی قرب یا دور کی چٹائی کی بھی کمی وجہ سے متاثر ہے تو پہلے اس نگاہ کو درست کیجئے۔ اگر ان میں کوئی بیماری ہوگئی ہے تو ایسے میں آپ کو چاہیے ٹیلی ویتھی کے علوم کا خیال ذہن سے کھرچ دیں۔ ممکن ہے اس طرح آپ زندگی بھر دنیا کی باقی ماندہ رنگینی کو دیکھنے سے محروم ہو جائیں۔ آپ نے یقیناً یہ لفظ اکثر سنے ہوگیں۔ آنکھوں والوں آنکھیں بڑی نشت ہے۔ اس لئے فصد کی سولی پر آنکھیں قربان مت کیجئے۔ ٹیلی ویتھی کی مشینوں سے قبل اپنے ڈاکٹر یا کسی بھی آئی اسپیشلسٹ سے آنکھوں کا معائنہ کرائیں۔ اس کے بعد اس حقیقی علوم کے درس میں خود کو شامل کیجئے۔ ہمارا فرض ہے کہ آپ کو علم کے ہر فائدہ اور نقصان سے پہلے آگاہی دیدیں۔ تاکہ بعد میں خود کو کسی بھی اذیت میں مبتلا ہونے سے محفوظ کر لیا جائے۔

آپ کی ان آنکھوں میں میرے رب نے وہ قوت رکھی ہے کہ انسان اس کا تصور بھی کرنے سے قاصر ہے اس میں سے خارج ہونے والی برقی لہروں سے انسان پھاڑوں میں شفاف ڈال سکتا ہے۔ سمندر کی روانی روک سکتا ہے۔ ہزاروں میل دور موجود شخص سے لمحوں میں رابطہ قائم کر سکتا ہے۔ اپنا ہر حکم منوا سکتا ہے۔ لیکن یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب ان آنکھوں سے خارج ہونے والی لہریں ذہن کی لہروں سے ہم آہنگ ہوں اور اس وقت ہی ہو سکتا ہے جب آپ اس حقیقی علم کی ہر بارکی سے آگاہ ہوں اور آپ ایک ایسے عالم کا جو ت فرماہم کریں۔ پوری محنت، لگن اور قوت ارادہ کی تمام جوہر کے ساتھ ان مشینوں پر عبور حاصل کریں۔ اس علم کو سیکھیں

ضرور لیکن ایک طالب علم امتحان میں اس وقت ہی کامیابی حاصل کر پاتا ہے جب وہ تام کو رس دل جیتی ہے۔ اور نہ کسی نہ کسی سنجیکٹ میں رہ جاتا ہے۔

حساب میں کامیاب ہوتا ہے تو انقض میں رہ جاتا ہے اردو میں کامیاب ہوتا ہے تو تاریخ میں رہ جاتا ہے ان کو رس ہی کوتاہی یا عدم دلچسپی کے سبب اس کا ایک سال ضائع ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ کسی علم کی منزل طے کرنے کے لئے آپ کو کورس کے تمام سنجیکٹ کا اچھی طرح مطالعہ کرنا ہوگا۔ جب ہی آپ اپنے مقصد کی تکمیل کر پائیں گے۔ اس عظیم منزل کو پائیں گے جس منزل کے لئے آپ اس کٹھن سفر پر گامزن ہیں۔

گوش بر آواز

ہر انسان یہ چاہتا ہے اس کے کانوں میں صرف وہ آواز اس کی ساعت میں جادو جگائے جو اسے پسند ہو یا جس کی وہ تمنا رکھتا ہے۔ لیکن غفلتِ علوم میں آپ اپنی ساعت میں جس شریر آواز کو سننے کے متنبی ہیں۔ آپ اپنی خواہش کو اس وقت ہی عملی جامہ دے سکتے ہیں جب آپ کی ساعت ہر آلودگی سے شفاف ہو۔ اس کے لئے آپ کو مشق کرنا ہوگی ساعت کو حسبِ فضا راضی کرنا ہوگا۔ اس کے لئے آپ یوگا ہی ہوگا آسن والی بیٹھک اختیار کریں لیکن ظاہر ہے اس کے لئے شور و شرابے تمام ہنگاموں سے دور پرسکون جہاں آپ کی دھمک بھی ساعت میں غل نہ ہو۔ یہ آپ کے لیے بہتر ہے جس قدر رستہ نا ہوگا اس قدر آپ کی مشق اور ریاضت کو تقویت ملے گی۔

مشق

شمال کی سمت رخ کر کے پرسکون ہو کر بیٹھ جائیں اور آنکھیں بند کر لیجئے۔ اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر بربط کر دیں یا دیکھیں جسم میں کسی بھی قسم کی اکڑا ہٹ یا تھڑ نہیں ہونا چاہیے۔ اب اپنے خیالات کو صرف ساعت سے مرکوز کر دیجئے۔ آپ نے

اپنے وجود کو اس وقت مکمل پر سکون رکھتا ہے۔ لیکن آپ کو اپنی ساعت میں طرح طرح کی آوازیں آئیں گی۔ مختلف آوازیں گونج رہی ہیں۔ آپ گھبرائے نہیں بلکہ گوشِ ہوا کو سمجھیں کہ گھبرائے نہیں بلکہ گوشِ برآواز ہو جائیں آپ کی تمام تر توجہ ان آوازوں کا ملاحظہ رہتی ہو۔ ہلکی ہلکی سیٹیاں جلتی رہ ساری ہیں۔ لیکن آپ کو اس دورِ ہوا کو گھبراہٹ ہوگا اور پھر آہستہ آہستہ ان سیٹیوں کی آواز ختم ہونے لگے گی۔ محسوس کیجئے کہ محسوس ہو رہا ہے آپ کی تمام قوت کا نوں کے پردوں میں سمٹ آئی ہے۔ یہ سیٹیوں کا آوازوں کے ساتھ ہواؤں کی پریاں بھی اپنا راک سنانے لگی ہیں۔ اب آپ کو تصور کیجئے کہ وہ آوازیں جو ایک دوسرے میں الجھ گئی ہیں۔ آہستہ آہستہ علیحدہ ہو رہی ہیں۔ صاف ہو رہی ہیں۔ چند لمحے بعد آپ کو کچھ کچھ آنے لگا ہے چند دنوں کی مشق کے بعد آپ کو آوازوں کا مفہیم سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے لیکن یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ اپنے خیال کی قوت کو استعمال میں لائیں گے۔ چند یوم کی مشقت کے بعد آپ کو خیال کی قوت سے یہ محسوس کرنے لگیں گے کہ آوازیں آؤں گی سے پاک ساعت کو اپنے مفہوم سے آگاہی دے رہی ہیں۔ ان لمحوں میں آپ اپنے ذہن کی قوت بخش لہروں کو یہ خیال دیجئے کہ آپ ان آوازوں کا مفہوم سمجھ رہے ہیں۔ اب یہ آپ کی اپنی قوت پر منحصر ہے کہ وہ آپ کے خیال کو کس قدر قوت دیتا ہے۔ اس کی قوت سے ہی آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن چند یوم کی مشق سے واضح کامیابی محسوس نہ ہو تو گھبرانے کی ضرورت نہیں چند یوم اسکول جانے سے طالب علم چند سال کا سفر طے نہیں کر لیتا۔ ہر جماعت کو عبور کرنے کے پورے ایک سال کی محنت اور لگن چاہیے ہوتی ہے اور یہ بھی ممکن نہیں آپ اس سال امتحان میں پاس کر کے ترقی کر جائیں۔ پھر چند روز میں مقصد کی تکمیل کیونکر ممکن ہو سکتی ہے لیکن ناممکن نہیں۔ جو نبی آپ نے

ذہن کی برقی لہروں خیال کو قوت دی آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئیں جب آپ کو آوازیں گھری گھری صاف سنائی دینے لگیں بس آپ اپنی پوری توجہ ساعت پر مرکوز کر دیں۔ اپنے دماغ پر ان کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے زیادہ زور نہ دیں۔ آہستہ آہستہ یہ آوازیں آپ کی ساعت سے خود بخود آشنا ہوتی چلی جائیں گی پھر آپ ساعت کو اپنے ارد گرد اپنے گھر والوں پر دوسری گھر میں متوجہ کر دیں۔ نہایت حیرت انگیز..... آپ ان آوازوں کو با آسانی سن رہے ہیں۔

اس مشق میں آپ کو چند روز کی ریاضت سے شاید کچھ حاصل نہ ہو لیکن قوت ارادی اور مستقل مزاجی آپ کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ چند ہفتوں میں جب آپ کی ساعت کامیابی کی منزل سر کرنے لگے تو خود آپ دنگ رہ جائیں گے۔ لیکن یہ سفر آپ کو نہایت استقلال اور خاموشی کے ساتھ انجام دینا ہے چاہے آپ کی ساعت اپنے حراف میں بسنے والوں کے کسی راز کی گواہی دے لیٹی بیٹھی کے عمل میں روحیت کے ماہرین کا نوں کی مشق کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں اس لئے آپ ایک اچھے طالب علم کی حیثیت سے اس مشق کو پوری توجہ سے کریں تاکہ نیلی بیٹھی کے عمل میں آپ کی ہر کارگر کی بہترین نچ کی حامل ہو۔

آمین

جوہر حیات

باید انقیاد کے طالب علموں کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ سانس انسانی حیات کا وہ جوہر ہے جس کے بغیر زندگی کا تصور بھی ناممکن ہے۔ زندگی کے بغیر تمام رنگ سبک صرف موت کہلاتے ہیں۔ سانس کے بغیر زندگی کا تصور نہ ممکن ہے۔ موت جو انسان کے وجود کے فنا ہونے کا نام ہے لیکن جو لوگ اپنی سانس کو بے احتیاطی میں کر لیتے ہیں۔ ان کی زندگی کو صحت ہی حاصل نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنی اندرونی قوت کو بھی شہرہ بنا لیتے ہیں۔ روایت کے طالب علموں کو چاہئے کہ اپنی سانس کو قوت بخشیں اور اس پر اپنی گرفت مضبوط کریں۔ یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ دیگر اسباق کی طرح اس کی مشقیں بھی دلجمعی اور پوری لگن سے انجام دیں۔ مخفی علوم میں اور خاص طور پر ٹیلی ہیٹی اور علم روایت میں اس کی اہمیت اور قوت پر دوازے اٹھائیں کیا جاسکتا ہے بے ترتیب غیر ہموار سانس انسان کے مضبوط ارادوں میں شکاف ڈال دیتی ہے۔ علم روایت کے طلبہ کو چاہئے کہ کوئی بھی کمزوری ان کی ناکامی ٹھکست و عزم کا باعث نہ بنے۔ یاد رکھیں سانس کی قوت آپ کے علم اور مشقوں کو زندگی عطا کرتی ہے۔ اگر آپ اپنے سانس کو اپنی بے ربط سانسوں پر مکمل طور پر اختیار حاصل

کریں سانس کی مدد و چدرہ مشقوں کو تقویت عطا کرتی ہیں۔ دوران ارتکا کو توجہ انسان کی وہ طبیعتیں بیدار ہوتی ہے جسے آج تک انسان نے استعمال ہی نہیں کیا۔ یا آپ اس سے واقف ہی نہیں رہے جیسا کہ ہم آپ کو بتا چکے ہیں انسان کے اندر جو مختلط طبیعتیں گھوم رہی ہیں۔ ان سے انسان اس وقت ہی واقفیت حاصل کر پاتا ہے جب وہ اسے پانے کی جستجو کرتا ہے۔ اس قوت سے وہ حضرات ہی آشنا کی پاتے ہیں۔ جو انسان کی معراج کا عزم لے رہے ہیں۔ جن کی قوت ارادی جنوں اختیار کر لیتی ہے منزل کی نشاندہی ہونے پر سفر کی مسافتیں راستے کی اذیتیں اس کے تشبہ و ناز بہر حال آپ کو ان تمام دائروں سے آگاہی ضروری ہے۔ آپ نے ان مشقوں کو تو دیکھا ہوگا جنہیں اپنے سانس پر اختیار حاصل ہوتا ہے مثلاً فٹ بال کا کھانا کرکٹ کا کھانا ڈیڑھ سیرنگ کرکٹ گولڈ کارڈ وغیرہ وغیرہ

ان حضرات کو اپنی سانس پر اختیار حاصل کرنے کے لئے کئی ایک مشقیں کرتا پڑتی ہیں۔ کھیل کے میدان میں جہاں جسمانی قوت کام آتی ہے وہاں سانس کی اختیاری قوت جہل کی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن مخفی علوم میں سانس کو کھیل کے میدان سے توجہ دیا جاتی ہے جس دم کی مشقیں تو زمانہ قدیم سے سادو صوفی حضرات ”یوگا کرتے تھے۔ آج کے ہندوستان ”سری لکا“ اور کئی دیگر ممالک میں یوگی حضرات آج بھی کئی کئی گھنٹے اپنی سانس پر عبور حاصل کرنے کی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ وہ اپنا سانس روک دیتے ہیں بالکل مردہ تصور ہوتے ہیں۔ لیکن چند گھنٹوں کے بعد سانس ان کے وجود میں زندگی بن کر متحرک ہو جاتی ہے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ سانس کو قوت دینے والا مرکز دماغ کے نیچے والے حصہ میں ہوتا ہے جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں جسے *Medulla Oblongata* کہتے ہیں۔

دل جو شخص انسانی جذبات، خواہشات کا مرکز ہے۔ اس کی دھڑکنوں پر دماغ

کوئی اختیار حاصل ہے۔ دماغ میں کئی حصے ہیں اور ہر ایک حصہ..... روزگار عجاب ہے۔ یہ میرے پروردگار کی رحمت ہے جیسے مکمل طور پر سمجھنا اور اس کی قوت کا اندازہ لگانا انسان کی ناقص عقل سے بعید ہے ہم بچکے صفحات میں اس کے مطابق عرض کر چکے ہیں اس لئے اس کی تشریح بیان کر دی نہیں۔

بات ہو رہی تھی سانس کی..... کہ اس کی محتاج ہے زندگی..... اگر آپ چاہیں تو شعور کی گرفت لاشعور پر اپنا اختیار جما سکتے ہیں جس دم کے ذریعہ آپ لاشعوری عمل کو شعور کے ذریعہ قابو کر سکتے ہیں لیکن یہ آپ صرف اپنی سانس پر اختیار حاصل کر کے ہی کا سبب ہو سکتے ہیں سانس کی مشقوں سے جہاں آپ کو جسمانی صحت خارجی اندرونی نتائج حاصل ہوں گے۔ وہاں انسان کی عقلی قوتیں بھی بیدار ہوں گی۔ ان قوتوں کی بیداری ہی آپ کے عزم کی تکمیل ہے۔ آپ نے اپنی ان عقلی قوتوں کو بیدار کرنا ہے یہ آپ کے وجود میں روپوش ہیں جس دم کام عمل بھی آپ کی عقلی صلاحیتیں کوبہادار کر کے اس منزل کی نشان دہی کریں گی جس کی آپ کو تلاش ہے انسان کا تمام اعصابی نظام سانس کی مدد و جذبہ پر ہی قائم ہے۔ آپ نے بھی اپنی کیفیات کا مطالعہ کیا ہے آپ کے وجود میں موسم کے رنگ پوشیدہ ہیں۔ احساسات، جذبات، غصہ، خوشی، انسان کی مختلف کیفیات میں سانس کی کارکردگی موسم کی مانند رنگ بدلتی ہے۔ آپ نے مشاہدہ بھی کیا ہوگا۔ کیونکہ ہر انسان کی زندگی تیش و فراز سے ہم آہنگ رہتی ہے دھوپ چھاؤں کے اثرات سے واقف ہوتا ہے۔

زندگی کی تلخ و شیرین لمحات کی لذت سے آشنا.....

سانس آپ کے اعصابی نظام کی ہر کیفیت میں زندگی سے ہم آہنگ رہتا ہے آپ رو رہے ہیں، ہنستے ہیں، خوشبو سے کیف پاتے ہیں۔ محبت کے نغمے میں سرشار ہوتے ہیں۔ کسی بھی درد و دکھ کے کرب سے سکتے ہیں۔ انسانی کی ہر بدلتی ہوئی کیفیت

میں سانس اثر پذیر رہتا ہے۔

انسانی کیفیات کی یہ شار شکیں ہیں، غم، خوشی، محبت، نفرت، ہمدردی، دشمنی، خوف، غصہ وغیرہ وغیرہ یہ سب انسانی زندگی کے رنگ ہیں یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے ہر رنگ کی اپنی کشش اپنے اثرات ہوتے ہیں۔ پھر رنگ انسان کو بھٹکے لگتے ہیں۔ اس کی زندگی پر اچھے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ پھر رنگ انسان کی زندگی میں زیر مگول دیتے ہیں۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے انسان کو ایک مکمل ضابطہ حیات عطا کیا ہے۔ زندگی کے لئے، صحت کے لئے، دنیا کے دلکش رنگوں سے لطف اندوز ہونے کے لئے، ازدواجی کیفیت کے لئے، کوئی ہر شعبہ ہائے زندگی کے لئے۔

سانس کو بھی ایک ضابطہ کی ضرورت ہے۔ جو آپ کے عزم میں آپ کا دست ساتھی رہے۔ اگر آپ نے اس پر توجہ نہیں دی تو ممکن ہے اس طویل سفر کی مسافت میں سانس آپ کی زندگی آپ کے عزم ارادے کا ساتھ نہ دے سکے۔

چونکہ سانس اور دل کی دھڑکنوں کا تعلق دماغ کے اس حصے سے ہے جسے مرکزیت حاصل ہے۔ اس بات سے بھی آپ باخوبی واقف ہیں۔ دل کی دھڑکنیں انسانی ارادے کی محتاج نہیں ہیں۔ یہ غیر ارادی عمل ہوتا ہے ہم اسے غم غیر ارادی کہہ سکتے ہیں۔

سانس کو اپنے دائرہ اختیار میں لانے کے لئے قوت ارادی کو بڑا دخل ہے۔ قوت ارادی کے بغیر ہم سانس تو کیا کسی کام کو بھی صحیح طور پر انجام دینے سے قاصر ہیں۔

جب ہم سانس کی مشقیں انجام دیتے ہیں تو قوت ارادی ہماری رہبر و دوست ہوتی ہے۔ عقلی قوت کی ہمدردی کے لئے سانس کی پراخت میں سانس کے اتار چڑھاؤ

کو اپنے ارادے کے ماتحت عمل میں لایا جاتا ہے اگر آپ پوری توجہ اور کوشش سے سانس کی مشقیں کریں تو آپ کی دھڑکنوں، بھوک پیاس اور اپنی دیگر جلی خواہشات سے ارادے کی تکمیل ممکن ہے۔ یہ کئی ناممکن نہیں۔ آپ بہت جلد اس پر اختیار پا سکتے ہیں۔

بعض اوقات ان حضرات کے لئے کئی فہایت سودمند رہی ہیں جن کی قوت ارادی کمزور ہو۔ قوت ارادی کو توانائی اور اعصاب مضبوطی ہی عطا نہیں کرتی بلکہ اعصاب میں سرکش دیکو کو قابو کرنے میں دوست ثابت ہوا تھا۔

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے سانس کے ذریعہ آکسیجن ہمارے وجود میں داخل ہوتی ہے اور اخراج کے ساتھ کاربن ڈی آکسائیڈ کی کثیر کثافت خارج ہوتی ہے۔ اس سانس کی کوئی بھی مشق پر فضا آلودگی سے پاک مقام پر کرنی چاہیے تاکہ سانس کی قوت و قوت حاصل ہو۔ اور زیادہ سے زیادہ ہم تازہ ہوا کو اپنے اندر داخل کر سکیں۔

مشقیں

مشقیں شروع کرنے سے پہلے اپنے ذہن اپنے جسم اپنی قوت ارادی کو راضی کیجئے تاکہ آپ دل جمعی سے اس عمل کو انجام دے سکیں۔ متبادل شخص کیے بعد دیگرے دائیں نھتے، بائیں نھتے سے ٹکائے کو کہتے ہیں یوگا میں اس مشق کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ بات یوگا ہی پر منحصر نہیں بلکہ برہمنی علوم کے خواہ سانس کی مشقوں کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ ہمارا مشورہ ہے کہ روخیت کے طالب علم اگر یوگا کی مشقیں بھی انجام دیں تو ان کے لئے بہت زیادہ مفید و سودمند رہیں گی۔ یہاں چونکہ ہمارا موضوع یوگا نہیں ہے۔ اس لئے ہم صرف روخیت کے اسباق پر ہی آپ کی توجہ لہذا دل کرانیں گے اگر آپ کو یوگا سے دلچسپی ہے تو ہماری کتاب ”یوگا اور نبی پیتھی“ کا مطالعہ کیجئے۔

مشق..... اس مشق کے لئے لازم ہے کہ آپ ایسی جگہ یا اس کمرے کا انتخاب کریں جو ہوا دار ہو۔ جہاں قدرتی ہوا آزادی سے مرگشت کر سکے۔ کمرے کے بجائے کئی فضا ہو تو بہت بہتر ہے۔ شہر سے کثیف آلودہ فضا سے یہ مقام دور ہو تو مشقیں زیادہ توانائی پائیں گی۔ اگر آپ کی کوئی مجبوری ہے تو پھر کمرے میں اس جگہ کو ایسا ممکن بنائیں جہاں ہوا کا گذر آزادانہ ہو۔

پیرے کی بندش سے آزاد ہو۔ ماسوائے ستر پوشی کے اگر کوئی حجاب یا مجبوری ہے تو ہلکے سیکلے پہن کرے۔ جس میں آپ کو اپنا وجود آزاد محسوس ہو۔

اب آپ آٹھ ہاتھ مار کر شال کی جانب اپنا رخ کر کے بیٹھ جائے کمر سینہ پشت اور گردن ایک سیدھ میں رکھیں۔

نہیں نہیں تھوڑا ہرگز پید نہ کریں۔ اور نہ ہی اپنا جسم اکڑائیں یہ مشق آپ کو



اپنے جسم کو پرسکون و آرام دہ حالت میں انجام دینا ہے۔ کمر میں نہ جھکاؤ نہ اوڑنہ ہی
سید آگے کی جانب تباہ ہو نکلا ہو یہ صرف سیدھا رہے الٹی پائی مار کر کس طرح بیٹھے
ہیں یہ تو آپ جانتے ہیں۔ لیکن آپ سکوت کے لئے تصویر ملاحظہ فرمائیے۔

اب آپ پرسکون رہتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں منہ بند کر کے آہستہ آہستہ
تازہ ہوا کو اپنے نشتوں سے اپنے سینہ میں بھرئیے ہوا کو اندر کھینچئے۔ جس قدر آپ کے
پچھچھوڑے اس کی تمنا کریں۔ جب آپ یہ محسوس کریں کہ اب مزید ہوا میرے وجود
میں داخل نہیں ہو سکتی تو اس ہوا کو سینے میں روک لیجئے۔

روحیت کے عالم سانس کی مشقوں کے دوران بھی ارکاز خیال کی مشقیں انجام
دیتے ہیں اگر آپ سانس کی مشقوں میں ارکاز خیال کی مشقیں بھی کرتا چاہیں تو کر
سکتے ہیں۔



اس کے لئے آپ کو بند آنکھوں تلے ایک تصور ایک خیال کو مرکزیت دینا ہو
گی۔ روشنی کا تصور جب آپ سانس اندر کی جانب کھینچیں تو تصور نگاہ ہو کر
روشنی.....

آپ یوں محسوس کر رہے ہیں جیسے روشنی کا غنڈا ملائم سیل آہستہ آہستہ آپ
کے سینے میں جذب ہو رہا ہے۔ اور بائیں جانب قلب کے اندر پہنچ ہو کر مجسم کی
صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اس تصور کے ساتھ سانس کو اپنے سینے میں مقید
رکھئے..... اس وقت تک جب تک کہ آپ کی قوت برداشت آپ کو یہ نہ کہے
کہ بس یہ روشنی کا بالہ پھٹ جائے گا۔ یقیناً انھوں میں آپ کا دم گھٹنے لگے گا۔ طبیعت
کا اضطراب ہی یہ اعلان ہوگا کہ اس روشنی کے سیل کو باہر نکالو.....

لیکن گھبرائیے نہیں سانس کا گارج کیجئے۔ لیکن آہستہ آہستہ
کے ساتھ جیسا کہ آپ نے اس کی مدد کے وقت اپنی کارکردگی کا اظہار کیا تھا۔ آہستہ
آہستہ..... دیر سے دیر سے..... وک رک کر سانس کو اپنے نشتوں

سے خارج کیجئے۔ لیکن نفس کو خارج کرتے وقت آپ یوں محسوس کریں جیسے روشنی کا نکل لہروں کی صورت میں اگل رہا ہے۔

بعض حضرات اس روشنی کو بھی تعبیر دیتے ہیں۔ لیکن ان کا تصور ”روحانیت“ کے دائرہ میں کیا جاتا ہے۔ لیکن روحیت کے لئے انسان کو اس سے قبل کی منزلیں طے کرنی ہوتی ہیں۔ کئی استقامت سے گزرنا ہوتا ہے۔ روحانیت میں جس نور کی ہم بات کرتے ہیں۔ اس نور کی ایک ایسی تجلی بھی انسان کو فرشِ اعجاز کے عرش پر پہنچا دیتی ہے۔ ”روحانیت“ اپنے معبودِ حقیقی سے ملنے کا علم ہے۔ اس تک رسائی حاصل کرنے کا راستہ ہے۔ لیکن اس تک رسائی صرف اللہ کے ان نیک بندوں کو حاصل ہوتی ہے۔ جو اللہ سے عشق کرتے ہیں۔ جنہیں دنیا کی آسائشوں سے کوئی سروکار نہیں رہتا۔ جن کی دل کی دھڑکنیں ہر لمحے اللہ کے نام کا ورد رکھتی ہیں۔ ایک طویل سفر ہے عشقِ الہی سے یہ سفر شروع ہوتا ہے اور منزلیں طے کرتا ہوا فنا فی اللہ تک پہنچتا ہے۔ لیکن یہ عشق کی آخری منزل نہیں ہے۔ اس سے آگے بھی سفر ہے۔ بقا اللہ جامعیت مقامِ عبادیت.....

جس طرح یہ سفر طویل ہے اس طرح اس کی تفصیل بھی محتاجِ قلم ہے۔ اس لئے ہم روحیت کے طالبِ علموں کو ابھانا نہیں چاہتے۔ لیکن شوق کی کوئی منزل نہیں ہوتی۔ عشق اور شوق تو سمندر کی طرح ہوتا ہے۔ آسمان کی دستکوں کی مانند ”اس“ کے لئے آپ ہماری کتاب ”عشقِ الہی قرب الہی“ کا مطالعہ کیجئے روحانیت کے طالبِ علموں کے لئے یہ کتاب اپنے پروردگار کے قرب کی رسائی حاصل کرنے میں معاون و رہبر ثابت ہوگی۔

ہمیں یہ چند سطور مندرجہ بالا تحریر کرنے کی ضرورت صرف اس لئے محسوس ہوئی کہ روحیت کے طلبہ کی غلط فہمی یا کسی غلط فہم کا شکار نہ رہیں۔ ہر چیز واضح و شفاف

ہوتی چاہیے۔

آپ اس مشق کو بار بار انجام دیجئے۔ کم از کم ۵ سے دس مرتبہ اور پھر آہستہ آہستہ اپنی تعداد کو ہر روز قوتِ ارادی کے تحت بڑھاتے جائیے۔ ضروری نہیں کہ آپ کسی خیال کو ابتدا میں قائم کریں۔ آپ یہ کام کچھ عرصہ بعد بھی کر سکتے ہیں۔



مشق نمبر ۲۔ پہلی نعت کی طرح آپ آلتی پالتی مارکر۔ رخِ شام کی جانب کر کے آرام و سکون سے بیٹھ جائیے اب داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کو ناک کے داہنے سوراخ پر رکھیں اور بائیں سوراخ سے سانس اندر کی جانب کیجئے۔ اپنے ہیکھوں میں تازہ ہوا کو جس قدر آپ سمجھ سکتے ہیں بھرے سانس اندر کیجئے۔ بعد داہنے ہاتھ کی چوٹی اٹھائی اور چوٹی انگلی سے ناک کا بائیں ہتھکا بند کریں یعنی سانس کی آمد کا راستہ بند..... اب آہستہ آہستہ دوسرے ہتھکے سے اپنا چہرہ سانس خارج کیجئے۔ لیکن سانس کو خارج کرتے وقت جلد بالائی ہرگز مت کیجئے۔ جوئی آپ محسوس کریں سینے میں جمع شدہ ہوا اتمامِ نفع کے راستے سے خارج ہو کر فضا میں تحلیل ہوگئی ہے تو سانس کو ایک

بار پھر اپنے سینے میں کھینچے لیکن اسے فوری خارج مت کیجئے بلکہ سانس بھرنے کے بعد سینے میں روکیے۔ اسے کھینچو تو اس میں پوری طرح جمع ہونے دیں۔ اور اسے پہلے والے طریقے سے آہستہ خارج کر دیں۔



اب پھر وہی طریقہ اپنائے یعنی داہنے نچھے سے سانس کھینچ کر چند سیکنڈ مجھے میں روکیں اور بعد ازاں بائیں سوراخ سے سانس کا اخراج کریں۔ سانس روکنے اور خارج کرنے میں وقت کا تناسب آپ اس طرح مقرر کر سکتے ہیں۔ اگر آپ سانس کو سینے میں کھینچتے وقت پانچ سیکنڈ لگاتے ہیں تو اسے سینہ میں دس سیکنڈ مقید رکھیں۔ اور خارج پھر دس سیکنڈ میں کریں۔ آہستہ آہستہ آپ اپنے اوقات تناسب میں وقت کو طول دیتے جائیے لیکن جو تناسب ہم نے آپ کو بتایا ہے اسی تناسب سے آپ تینوں اوقات میں اضافہ کریں گے آپ کی کوشش اور توازن مشق سے یہ وقفہ چار سے پانچ منٹ تک کھینچ سکتا ہے۔ یعنی سینے میں سانس روکنے کی مدت چار سے پانچ منٹ..... یہ مدت آخر نہیں ہے۔ یہ آپ کی مشق اور وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ کرنا آپ کا کام ہے۔ کیونکہ جس طرح آپ کی مہارت اور مشق نے



سیکنڈوں کو منٹوں میں تبدیل کیا ہے۔ اس طرح یہ منٹ آپ کے گھنٹوں میں بدل سکتے ہیں لیکن اس کے لئے متوازن مشق اور وقت کی آزادی..... اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ وقت کا تقسیم کر لیں ماہ دو ماہ میں آپ اس مشق کو گھنٹوں میں تبدیل کر لیں گے تو ممکن ہے یہ مشق آہستہ آہستہ ہی سانس کی قوت کو آپ کے اختیار میں کر سکتی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے جب آپ چار سے پانچ منٹ تک اپنے سانس کو سب مرضی مبالغہ کر لیں تو آپ دیگر عقلی علم کی مشقوں کو یکسوئی سے انجام دیتے اور ساتھ ساتھ سانس کی مشق کو اپنے روزانہ کے معمول میں شامل رکھیں۔ اس طرح آپ سانس پر بھی عبور حاصل کرتے رہیں گے اور دیگر مشقیں بھی کامیابی سے اپنے مقصد کی تکمیل کرتی رہیں گی۔ یعنی ہر اُفائدہ ہو گا لیکن یہ اس وقت ہی ممکن جب آپ باقاعدگی سے اور پوری دقت داری سے یہ مشقیں انجام دیں۔

قائم نظری

کہ جہاں تلاش و جستجو آپ آگے نہیں پڑھ رہے ہیں۔ یعنی آپ سوچ رہے ہوں گے ہم کو جسے جہاں کی بات کر رہے ہیں شاید آپ سمجھ گئے جی ہاں آپ نے بالکل ٹھیک

سمجھا ہم اس جہاں کی بات کر رہے ہیں جس کی آپ کو تلاش ہے اس جہاں کو تلاش کرنے میں آپ کی ہمیں اسناد کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ آنکھیں ہی ہیں جو آپ کو دنیا کے بے شمار رنگوں سے آشنا کریں گی۔ ان کے سحر سے محفوظ کرتی ہیں۔ شاید بہت سے حضرات ان آنکھوں کا سہرا سمجھتے ہیں اور یاد کی دکنشی سے خود کو بچان کرنا۔ ان کو تاہم علم کو کیا معلوم ان آنکھوں میں بے پناہ توجہ پوشیدہ ہے جو صرف صاحب علم ہی جانتے ہیں آنکھیں جہاں آلہ بصیرت ہے وہاں وہیں تک پہنچنے کا راستہ بھی۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہیں آنکھوں میں جب رنگ اترتے ہیں تو بینہ میں دل کن کن کیفیات سے ہم آہنگ ہوتا ہے علم روحیت میں آنکھوں کی ایسی منزل ہے جسکی وجہ ہے کہ ہم عقلی علوم کی جب ابتداء کرتے ہیں تو ارکان توجہ کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں یہی مشق ہے ارکان توجہ جو اپنا سفر طے کرتے ہوئے غیب بنی کے عمل میں داخل ہوتی ہے۔ آپ کو ہم یہ بتاتے چلیں غیب بنی کے عمل میں آنکھوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ دئیے تو ارکان توجہ کے لئے عقلی مشقیں موجود ہیں۔ لیکن ”مفتح بنی“ اور بور بنی کو عقلی نتیجی کے عمل میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ لیکن آپ کو مشقیں بتانے سے قبل ہم چاہتے ہیں آپ ارکان توجہ کی افادیت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ قدرت نے انسانی جسم اعضاء کے لئے جو قانون مرتب کئے ہیں۔ ان کی حرکات و سکنات میں جو ہر جو پوشیدہ رکھے ہیں۔ ان سے آگاہی لازم ہے ہم تفصیلاً یہاں مضمون کو طول دینے سے معذرت خواہ ہیں۔ صرف چند طور آپ کے لئے مشق کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے تحریر کر رہے ہیں۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے آکھ آلہ بصیرت ہے اس سے ہم رنگ و روشنی کے ہر سحر سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ پلکیں ان آنکھوں کی حفاظت کرتی ہیں۔ انہیں گرد و غبار سے محفوظ رکھتی ہیں اس کے سوا آنکھوں کے حسن چہرے کی دلکشی کا باعث ہیں۔

آپ نے یقیناً ان لوگوں کو دیکھا ہوگا جن کی پلکیں نہیں ہوتی ہیں۔ آنکھیں دیران سی محسوس ہوتی ہیں۔ پلکیں چمکانا ایک معکوس فعل ہے۔ اگر پلکیں ہم نہ چمکائیں تو آپ کو معلوم ہے ہمارا اعصابی نظام منقطع ہو جاتا ہے۔ اور ذہن میں غود کی طاری ہونے لگتی ہے۔ نیم خوابی کی کیفیت ہمارے دماغ میں استراحت پذیر ہو جاتی ہے۔ آپ نے دیکھا قدرت نے ہمارے اعصابی نظام میں کیسے کیسے محرک رکھے ہیں۔

بعض حضرات یہ سوال کرتے ہیں ارکان کے کہتے ہیں اور اسے کس طرح کیا جاتا ہے۔ یہاں ان سوالوں کے سوالات کے جواب دینا ضروری نہیں کیونکہ عقلی علوم میں پلکیں رکھنے والے حضرات بہتر جانتے ہیں لیکن ہر قاری کی عقلی لازم ہے اس لئے مختصر طور پر بین السطور کر رہے۔

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے ماڈرائے ادارک میں شعور آپ کے اعصابی نظام میں ملتا ہے۔ توجہ کی مشق میں کسی خاص نقطے کی طرف شعور کے مسلسل بہاؤ کو ہی توجہ کہتے ہیں۔ یہ توجہ ہی ہمیں ارکان عطا کرتی ہے۔

ارکان توجہ کی دو اقسام شمار کی جاتی ہیں مرکزی اور مشقی کارکردگی کے اعتبار سے مرکزی توجہ وہ ہے جو کسی شے کو مرکز نگاہ بنا کر اشتراق حاصل کرے۔ مثال کے طور پر موسمِ بہار کا دار بلب وغیرہ وغیرہ۔

توجہ کو دل کرنے کے اسباب بیرونی بھی ہوتے ہیں اور اندرونی بھی لیکن یہ عامل پر منحصر ہے کدوہ کس مقصد کس عزم کے تحت توجہ کو قوت دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ انسان کی اپنی صلاحیت پر منحصر ہے کدوہ مشق کے دوران اثرات کو خارجی طور پر محسوس کرتا ہے یا داخلی طور پر اس سے استفادہ کرنے کی جستجو میں ہے۔

مفتی توجہ اس عمل کو کہتے ہیں جو توجہ کو ہندل ہو رہی ہو۔ لیکن آپ اس توجہ کو اس کے مرکز سے ہٹانا چاہتے ہوں نہ چاہتے ہوں یہ بھی مزید دیتی۔

آپ دنیا کا کوئی بھی کام کریں۔ لیکن جب تک آپ بحر پور طور پر اس کو توجہ نہ دیں گے کام پائی ممکن ہے انسانی عظمت کو اگر کوئی قوت بلندی کرتی ہے تو وہ اس کی سوچ فکر ہے اور اس کی منظم کرتی ہے آپ کی توجہ..... ہماری توجہ جو اس غم کے عمل سے ہم آہنگ ہو کر ہی کام پائی کا زینہ بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو قوتیں عطا کی ہیں وہ حیوانوں کا زینہ نہیں بلکہ انسان ہے۔ آپ نے دیکھا کہ یہ انسان بڑے سے بڑے اور خوشخوار سے خوشخوار درودے کو اپنے قابو میں کر لیتا ہے جبکہ جانور اس کی سوچ و فکر کی کرشمہ گری کے آگے بے بس نظر آتا ہے یہ قدرت کا عطیہ ہے کہ باضابطہ فکر کا قاعدہ توجہ صرف انسان سے مخصوص ہے۔ سمجھا جائے کہ یہ انسان دیکھی ان دیکھی تمام مخلوق پر حاکم بن بیٹھتا ہے۔ یہ میرے پردہ کا دبا ہوا ہی یہ شرف ہے۔ اس لئے اسے اشرف المخلوقات کہا گیا ہے۔

ارٹھکاز توجہ کے عمل کو سانس کے بعد سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے اس لئے آپ مشق کے دوران پوری جھنجھو گئے سانس اپنے درس کو آگے بڑھائیے۔



ارٹھکاز توجہ..... دانستہ طور پر اپنے شعور کی لہروں کو اپنی مرضی سے ایک طرف بھانا جب آپ توجہ کی مشق انجام دے رہے ہوں آپ کی بحر پور کوشش ہوتا چاہئے کہ مرکز نگاہ پر ذہن کی تمام سرگرمیاں سمٹ آئیں، ادھر ادھر پھٹکے ہوئے خیال کے آوارہ رنگ جسم ہو کر اس پیکر میں ڈھل چلا جائیں۔ جس کی آپ کی آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ ایک خیال، ایک موضوع جسے مرکزیت حاصل ہو۔ انسان جب کسی سے عشق کرتا ہے۔ نہیں شاید یہ غلط کہہ گئے عشق کیا نہیں جاتا ہو جاتا ہے۔ ہاں تو ہم کہہ رہے تھے انسان جب عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اسے اپنے گرد و پیش کے تمام رنگ پیکر نظر آتے ہیں کوئی رنگ اس کے ذہن میں گرد ڈالنے سے قاصر رہتا ہے۔ صرف ایک تصور ہوتا ہے۔ اپنی محبوبہ کے جمال کا نکلن، ایک جتو، ایک لگن اپنی چاہت..... اور کچھ نہیں ایسے ہی دیوانے ہوتے ہیں جو منزل تک پہنچ پاتے ہیں۔

ارٹھکاز توجہ میں بھی آپ کو مشق کی سرستوں میں ڈوبنا ہوگا۔ جس لمحے آپ یہ مشق انجام دے رہے ہوں اس وقت کوئی بھی تصور کوئی بھی خیال کوئی بھی رنگ آپ کے اطراف قفس الٹیں نہ کرے آپ کو ہر صورت مرکزی تصور کو قوت دینی ہوگی۔ لیکن ہے آپ اپنے مقصد کی تکمیل میں بار بار کوشش کے سوا کامیاب نہ ہو پائیں۔ کیونکہ جب سے زیادہ مشکل اور وقت طلب مرحلہ ہوتا ہے بڑے سے بڑے دھوکئی دار میدان سے لڑتے ہیں۔ لیکن جھنجھو تو ہی ہوتا ہے جو ایک بار میدان جنگ میں ہتھیار بند ہو کر اتر آئے تو اپنی آخری سانس تک جنگ جیتنے کی خواہش کو جواں دھواں رکھتا ہے یہی بہادر فتح یاب ہو کر بعد نظر آتے ہیں۔ ہمت و حوصلے کو ہر ناکامی کے بعد اور زیادہ توانا سمجھئے اور جنگ کی ترجیح دیتے ”پہلانی“ نامکس جیسے الفاظ کو اپنے ذہن سے کھرچ دیتے ”انسان چاہے تو کیا نہیں کر سکتا“ صرف مسلسل جہد ہی اسے مقصد کی

سرفرازی سے ہٹا کر کرتی ہے۔ آپ کی قوت ارادی یقیناً اس میدان میں آپ کو فتح یاب کرے گی۔ آپ جو صلاحت ہارے اپنے عزم کے ہتھیاروں سے اپنے دشمن کو شکست دیجئے۔

محبوبِ حق تعالیٰ سے ملانے والی

تخصیصِ کبریٰ عظیم کتاب

اللہ ہُو

عشقِ محبوب، عشقِ الہی، روحانیت کا سفر

اول بھی تو آخر بھی تو
ظاہر بھی تو باطن بھی تو
ہر سو ہے تیرا نور ہی نور
میرا عشق بھی میری عبادت بھی تو

مومن کی مصراحتِ قربِ الہی میں بہنماں ہے
اور قربِ الہی عشقِ محبوب سے حاصل ہوتا ہے

عشقِ الہی
قربِ الہی

خاکپائے بزرگانِ دین

مسلم اعظمی

بابا دارالکتب اردو بازار۔ کراچی



شمعِ بینی

جیسا کہ ہم اس سے قبل آپ کو بتا چکے ہیں ارکانِ توجہ کے لئے شمعِ بینی کے سوا دوسرے کوئی شمع نہیں۔ لیکن نبی پیتھی کے ماہرین شمعِ بینی کو ان تمام مشقوں میں توجہ دیتے ہیں اور یہ بات کافی صحت افزا ہے اس لئے ہم خود بھی شمعِ بینی کو ارکانِ توجہ کی مشق کے لئے اولیت دیتے ہیں یوں تو شمع کی تربیتی ہوئی لوں بہت سے اسرار پوشیدہ ہیں یا یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا وہ اسرار..... جو ہمارے ذہن میں پوشیدہ ہیں یہ بود ماں کی طلسمی لہروں کو اپنے اندر جذب کر کے کئی راز ہم پر آشکار کرتی ہیں۔ ایک شمع سے آپ کو غیر معمولی حیرت ناک نتائج حاصل ہوں گے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے روشنی ایک صحت مندی قوت ہے اور ہر روشنی کے الگ الگ اپنے اپنے جوہر ہیں سورج کی روشنی سے پلک چلیاں عرش تک بیٹا روشنی ہیں ہر روشنی کا الگ مقام ہے الگ نام ہے۔ ہر روشنی کی ایک قوت ہے اور ہم ایسی ہی ایک قوت کی تلاش میں ہیں جو ہمارے اندر پوشیدہ ہے۔

چونکہ شمع کا تعلق روشنی سے ہے یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے ایک روشنی جب دوسری روشنی میں ضم ہو تو نتائج اعظم کی صورت میں برآمد ہوتے ہیں اور ہمارا

مقصد روحیات سے ہم کیا جانتے ہیں انسانی وجود میں پوشیدہ نفس و جسم کی جوہری توانائی کی تحت اشعور کی قوتوں کو بیدار کیا جائے لیکن یہ اس قدر ہی ممکن ہے جب آپ شمع کی لو کو اپنے ہاتھ سے جلا کر شعلہ اس کے بل کھاتے پھیلے رنگین جسم کے خدوخال میں بیست ہونے کے بعد شمع کی آگ کی آگوں میں اپنی نظر کا ذکر بھول جائیں خود کو فراموش کر دیں۔ اپنی چیز نگاہ کو اس قدر غائب کر لیں۔ یک جان ہونے تک آپ اپنی کوشش جاری رکھیں۔ جب تک آپ کی نظر میں تیر بن کر اس کے سینے میں اتر نہ جائیں۔

شمع بینی کیسے کی جائے

شمع بینی کی لئے رات کا وقت بہت بہتر ہے کیونکہ وہ وقت پرسکون اور صاف شور میں ایک سکوت طاری ہوتا ہے۔ کمرہ الگ تھلگ ہو۔ جس کمرے میں آپ اس عمل کی انجام دیں کوشش کریں کہ اس میں زیادہ سامان وغیرہ آرائش وزینائش سے عجائب خانہ نہ بننا جو جس لمحے آپ یہ مشق انجام دے رہے ہوں۔ وہاں کسی کی آمد کا خدشہ نہ ہو کمرہ اندر سے بند کر لیں تاکہ آپ کے استغراق میں کوئی غلطامی نہ پائے اس لئے آپ کو پہلے سے ایسے کمرے کا انتخاب کرنا چاہیے جہاں آپ کے تخیل میں کوئی تعلق نہ ہو سکے۔ اگر گھر میں جگہ کی تنگی ہو اور دیگر انتظام ابھی دشوار ہو تو گھر کے حضرات کو ہدایت کر دیں کہ جب تک آپ خود دروازہ نہ کھولیں کوئی پریشان نہ کرے۔ اپنے پابند وقت سے چند روزہ منٹ زائد وقت کا گھر والوں کو بتائیں اپنی دیر بعد میں فارغ ہوں گا تاکہ وہ بھی آپ کے وقت کا خیال رکھیں۔ اور انے والے اچانک مہمانوں کو بھی آگاہ کر سکیں ورنہ ممکن ہے اچانک کسی کی آمد سے آپ کا تسلسل ٹوٹ جائے اور آپ کی محنت کو گھن لگ جائے۔ آپ ہمارا مقصد سمجھ گئے ہوں گے۔

مشقیں

اب آپ زمین یا کرسی پر ہر اودھ خیال کو کوڑھ سے کھرچ کر پرسکون بیٹھ جائیے کمرے میں اگر کوئی روشنی ہے تو اسے تاریکی میں بدل لیں عین نظر کے ردِ برد ایک فنٹ سے تین فنٹ کے فاصلے تک پر ایک موم بتی روشن کر دیں۔ موم بتی اس طرح اپنے ردِ برد رکھیں کہ اس کی اروغوانی لو آگ کی نظروں کے عین ہو۔ اپنے وجود کے تمام عضلات کو ذیلے چھوڑ دیجئے اب آپ کی تمام توجہ صرف موم بتی سے اٹھنے والی لو کی نوک پر مرکوز ہونا چاہیے۔

کمرے میں ہوائی آمد تو نہیں ہے۔ اگر ہوا موم بتی سے اٹھیلیاں کر رہی ہو تو اس کی آواز کا انتظام کریں۔ موم بتی کی لو میں کسی قسم کی لرزش ارتعاش نہیں ہونا چاہیے۔ اب آپ کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

جب آپ مطمئن ہو کر شمع کی لو سے آشنائی کریں تو آپ کی تمام توجہ صرف اپنے عمل پر ہونی چاہیے۔ جیسا کہ ہم بار بار آپ سے بیان کر چکے ہیں۔ یہ ایک مشکل عمل ہے ممکن ہے چند منٹ آپ کی نظر میں شمع کی لو کی حدت سے مقابلہ نہ کر سکیں۔ بار بار پکچس چمکنے سے آپ کو تسلسل قائم رکھنا مشکل ہو۔ آنکھوں میں ہلکی چپیں سی محسوس ہونے لگے۔ لیکن گہرا نہ کی ضرورت نہیں۔ آپ نے کبھی مزدوری کی ہے۔ کوئی مشقت نہ محسوس کیا ہے۔ ابتدا میں دھینا آپ کے لئے بہت زیادہ مشکل دشواری رہی ہوگی ہاتھوں میں پہلے پڑ گئے ہوں گے اور جسم کا ہر عضو درد سے کرا رہا ہوگا پہلی رات کرپ کے سوا گہری تھکنہ مدد ہوشی لئے ہوگی اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ آپ کا راحت پسند جسم عادی ہوتا گیا ہوگا ہاتھوں میں گھنے پڑ جانے کے سبب مضبوطی کا احساس آپ کے ہر حوصلے کی تقویت رہی ہوگی۔

آپ کوئی بھی کام کریں ابتداء میں بعض پریشانی واذیت سی محسوس ہوتی ہے

اور پھر آہستہ آہستہ انسان اس کام کا عادی ہو جاتا ہے۔ بعد میں یہ کام اس کا روزمرہ زندگی کا حصہ بن جاتا ہے۔

یہ انسانی فطرت کا اصل ہے۔ اور یہ اصول آہستہ آہستہ وجود پر قانون کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ قانون ملے سرکشی کی بجائے شہری کے لئے دشمن ہوتا ہے۔

شیخ بنی کی مشق میں بھی آپ کو سرخس کے مرطلے پیش آئیں گے آپ کو اذیت بھی محسوس ہوگی اور آگتا ہٹ آپ کی دل آگاہی کا سبب ہوگی۔ لیکن آپ کو وقت کی ہر گھنٹہ کی اذیت کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ صرف چند روز..... آپ کو دشواری محسوس ہوگی اگر آپ نے اپنے عزم کو پختہ رکھا۔ مشق کے مکمل کام رکھا تو چند روز بعد آپ اپنے سفر پر رواں دواں ہو جائیں گے۔ لیکن مشق کے دوران آپ کو اپنی قوت ارادی کو بروئے کار لانا ہوگا۔ جب آپ کی نظریں شیخ کے اوپر پڑیں تو یقیناً ان میں تکلیف کا احساس ہوگا آنکھوں سے پانی بہنے لگے گا اور پھر ہفتوں سے پانی کی آمد ہوگی اور وجود میں ایک عجیب سا کھینچاؤ محسوس ہوگا لیکن اپنے ارادے کی قوت کو قوی رکھیے۔ قطعی طور پر نہ گھبرائیے۔

آپ نے اس مشق کے لئے جو تیار کی ہیں ان میں آزاد خیالی، آزاد نگاری، آزاد گوئی، اعصابی یکسوئی کی جسمانی مشقت کی مشقیں شامل رکھیں جو کہ آپ پہلے کر چکے ہیں اس لئے کہ پھر آپ کو شیخ بنی کی مشق میں مشکل نہ ہوگی لیکن اس قدر پریشانی و اذیت کا باعث نہیں۔ جس قدر ایک نئے اور کورے عامل کو پیش آسکتی ہیں بہر حال آپ نے اپنی قوت سے اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ شروع میں چند روز آپ اس مشق کو تین سے چھ منٹ تک انجام دیجئے پھر روز بروز آہستہ آہستہ اپنی قوت کے مطابق اس کا دورانیہ بڑھاتے چلے جائیں۔ دو یا تین ہفتوں کی مشقیں آپ کو کافی حوصلہ عطا

کر دیں گی۔ اور اس وقتے میں آپ کا دورانیہ بھی کافی بڑھ جائے گا ممکن ہے یہ دورانیہ پندرہ سے بیس منٹ تک پہنچ جائے آپ کی کوشش یہی ہونی چاہئے کہ یہ دورانیہ جس قدر آپ بڑھا سکتے ہیں بڑھاتے جائے۔ دوران مشق آنکھوں تک نہ سے نہایت شدت سے پانی بہے گا پھر آہستہ آہستہ آپ کو دسترس حاصل ہوتی چلی جائے گی۔ ہر امتحان میں چند خفیاں اور پریشانیاں تو ہوتی ہیں۔ یہ انسان کا عزم ہی ہے جو ہر دشوار اور سخت سے سخت مراحل کو..... اور ناممکن کو ممکن کر دیکھا ہے۔ یقیناً ایک روز آپ اپنے ارادے میں کامیاب و کامران ہو کر سرفراز ہوں گے۔

علاج

مشق ختم کرنے کے بعد آنکھوں کی اذیت و تھکاوٹ کو سکون دینے کے لئے آپ ٹھنڈے پانی سے جس میں گلاب کا عرق شامل ہو یا خالص عرق گلاب سے آنکھوں کو دھولیں۔ دھونے کے بعد دونوں آنکھوں میں عرق گلاب کے چند قطرے ڈال کر آنکھیں بند کر کے لیٹ جائیے۔ اس سے آنکھوں کی تھکاوٹ و چین کو سکون حاصل ہوگا رات کو سوتے وقت بھی آپ عرق گلاب میں شہد کا آمیزہ بنا کر آنکھوں میں لگائیں۔ اور صبح اٹھ کر شفاف پانی سے آنکھوں کو اچھی طرح دھولیں..... اگر آپ نے ہماری اس ہدایت پر مکمل طور پر عمل کیا تو آپ مطمئن رہیں کہ آپ آنکھوں کو کسی بھی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوگا اور نہ ہی بینائی متاثر ہوگی۔

دوسری مشق

اس مشق کو آپ دو دن کے بعد پہلی مشق میں کچھ وقفے دیکر شروع کریں۔ دونوں مشقوں کے دوران کم از کم دس منٹ کا وقفہ ضروری ہے۔ جب آپ مہارت

پائیں تو یکیشٹ کر سکتے ہیں لیکن ابتدا میں ایسا ہرگز مت کیجئے۔ کمرے کا وہی ماحول ہو جو کہ سابقہ مشق کے لئے زوں قرار دیا گیا ہے اس مشق میں آپ جس جگہ برہمان ہیں وہاں سے آپ کی نظری کی طرف سے غصہ اور اوجھل پر مشق غار ہر مشق کی لو پر آپ کی نظریں جانے کے لئے سر اوپر اٹھائیں اور اس میں آپ کو اپنے سر کو دائیں بائیں باری باری شانوں پر رکھنا ہوگا اب آپ اپنے سر کو تھوڑا سا خم دیں تاکہ آپ کی نظریں بھی مشق کی لو پر مرکوز ہوں۔ نظریں مشق پر جانے کے چند منٹ کا وقفہ دیکر اپنے سر کو کمان کی مانند کھینچنے والے دائیں شانے پر جھکا دیجئے۔ آپ کی نظریں بدستور مشق کی لو پر مرکوز رہنی چاہیے دو سے تین سیکنڈ وقفے دیکر واپس اپنے سر کو پہلی والی نشست پر لے آئیے چند سیکنڈ سکون پذیر رہ کر اب سر کو بائیں شانے پر رکھیں۔ کدھر سے سر پر کیجئے کے تین سیکنڈ بعد واپس اسے اپنی پہلی والی نشست پر لے آئیے اس مشق کو آپ باری باری دس سے بیس مرتبہ انجام دیجئے۔

اس مشق میں آپ کو اپنی آنکھوں کے عضلات کو ختم خانہ میں حرکات و سکنات سے توانا رکھنا ہوگا۔ چلیوں کو گھمانے کے سبب آپ کے وجود کے عضلات و اعصاب میں سابقہ مشق کی نسبت سخت جدوجہد سے وابستگی رہے گی اس لئے یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے اعصاب کو پرسکون رکھتے ہوئے اس مشق کو منزل تک پہنچائیں جلد بازی یا تیزی دیکھانے کی ضرورت نہیں اس سے آنکھوں میں حسکن و اذیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات انسان کی جلد بازی اس کی تمام محنت و مشقت کو خاک بنا دیتی ہے۔ ویسے بھی غفلتی علوم میں سکون اور اعصاب کے آرام کو فوقیت دی جاتی ہے ہر مشق کو با ترتیب اور آہستہ آہستہ انجام دیجئے۔

بلور بینی

بلور بینی کے لئے بھی آپ کو اپنے سابقہ امور و ضوابط کو ہی مہربان عمل رکھنا ہوگا۔ حرام قواعد وہی ہیں صرف اگر فرق ہے تو صرف اس قدر کے بلور بینی عام طور پر کر سکیں گے اور بلور کو کسی میز پر رکھ کر مرکز نگاہ بناتے ہیں بلور میں چونکہ شیشہ کا ہونے کے سبب ایک چمک ہوتی ہے۔ وہ اسی چمک سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے کسی بھی نقطہ عکس کو ارکاز توجہ بناتے ہیں۔ چونکہ یہ موم بتی کی نسبت مہنگا ہوتا ہے اور بعض جگہ اور مقام پر سبب خفاء و ستیاب بھی ذرا مشکل سے ہوتا ہے اس لئے عامل حضرات مشق بینی کو پانی یا سے بھرے گلاس کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں عامل کے لئے انشاء کے لحاظ سے مشق بینی سب سے بہتر ہے۔

عمل در عمل

کسی عمل کا رد عمل تو ہوتا ہے یہ تو آپ بھی بہتر طور پر جانتے ہیں آپ جو اس علم کو پانے کی اس توجہ کر رہے ہیں بھینا اس عمل کے بعد اس کے رد عمل کی عظمت و بلندی سے آپ کو کوئی گھٹن ہونا چاہیے اس بلندی کو چھونے کی آرزو میں تو آپ یہ سب کچھ کر رہے ہیں علم روہیت میں آپ کو کئی منزلوں سے گذرنا ہوگا اور ہر

منزل تک پہنچنے کے لئے آپ کو کن کن مراحل..... کن کن راستوں..... اور راستوں کی اذیتوں..... سرد گرم موسموں آمدھی طوفانی ہوا، گرد و غبار کے آسیب کے کرب سے خود کو گذارنا ہوگا..... یہ نہیں کہ پڑھا اور یہ سمجھ لیا یہ ایک سیدھا سائل ہے اور آپ کرنے بیٹھ گئے..... نہیں کہ آپ ٹیلی ویژن کے رنگوں سے واقف نہیں۔ لیکن یہ ہمارا فرض ہے کہ آپ کو ہر ایک سے باریک نقطے سے آگاہ کر دیا جائے تاکہ آپ اس علم کے راستے کے شیب و مدار پر پوری طرح آگاہ ہو سکیں۔ جس لئے انسان کوئی بھی کام شروع کرتا ہے اسے روئے ہمارے میں آگاہی علم کی بصارت تک ہونی چاہیے۔ عملی طور پر جب وہ کام کرتا ہے تو بہت سے تجربے اس کے مشاہدہ میں آتے ہیں۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں مشق کے دوران جو کچھ ہم کی صورت میں اختیار کریں گی۔ یہاں اس کا ہمیں ساتھ کر دیا جائے تاکہ آپ ہر مرحلے کے لئے تیار رہیں۔ کیونکہ ہم نے آپ نے کبھی رنگوں کو روشنی میں اس طرح روپ دھارے نہیں دیکھا ہو بعض اوقات فریب نظر حقیقت میں مجسم ہو جاتی ہے علم روہیت تو ہے ان دیکھی قوت کی کرشمہ گری..... اس لئے آپ کو عمل کے روغن کے لئے ہم وقت تیار رہنا ہوگا۔

دوران شمع بنی جب عامل کی نظریں شمع کی لو پر محویت ہوتی ہیں اس لئے استغراق کا عمل شروع ہوتا ہے۔

استغراق

اس سے پہلے کہ ہم آپ کو علم روہیت کے جگنوؤں کی کرشمہ گری کے کس دیکھا نہیں۔ ہم چاہتے ہیں اس لفظ استغراق سے بھی آپ کو آگاہی دیتے چلیں استغراق بھی علم روہیت کی ایک منزل ہے اور یہی منزل ہے جو عامل کو اپنے مقصد سے قریب ترین کرتی ہے۔

استغراق کے معنی ہے کھوجانا، ڈوب جانا، محویت کی آغوش میں سما جانا۔ یہ اس وقت آپ کے وجود کی کیفیت پر طاری ہوتی ہے جب وہ اپنے ارد گرد اطراف کی تمام رنگینیوں کو فراموش کر کے صرف ایک کو اپنی تمام تر دلچسپیوں، عزم، ارادے کا مرکز بنا کر اپنی تمام توانائی صرف کر دیتا ہے عالم استغراق میں ہی عامل کے عزم کی تکمیل ہوتی ہے اگر آپ یہ کیفیت طاری نہ ہو تو آپ سمجھ لیں آپ کی مشق میں کمی ہے آپ کی مشقیں ابھی آئندہ ہیں۔ وہ دم ہوتا ہے جب انسان کی جہد ضد اختیار کر لیتی ہے۔ بعض اوقات یہ ضد ہی اسے کامیابی منزل تک پہنچا دیتی ہے۔

اندھیرا روغن ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن کوئی کسی ایک کو ختم نہیں کر سکتا کیونکہ اس دنیا میں قانون گذار کے تحت مثبت اور منفی وجود ایک دوسرے کا مرکب ہوتا ہے۔ اگر رات کا سیاہ اندھیرا وجود تو دن کی روشنی کیا معنی..... بدیو نہ ہو تو

خوشبو کی اہمیت کیا تھی نہ ہو تو ثبت ثابت ہو جاتا ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ثبت کے وجود سے نفی بھی ہے بس یہی نقطہ ہے جسے اگر ہم سمجھ لیں تو ہمیں اپنی ناکامی پر افسوس نہیں رہے گا اور یہ ناکامی کے بعد کامیابی کی امید قوت اختیار کرتی جائے گی۔ آپ یہ سوچ کر سزا پاتے ہیں منزلِ سعیدی اور صاف ستھری ہے۔ لیکن دورانِ سفر ہوا کے تند و تیز جھونکیں طوفانی صورت اختیار کر لیں تو آپ کیا کر سکتے ہیں یا بارش آپ کا راستہ روک لے۔ ایسے کیسی حادثات رونما ہو سکتے ہیں دورانِ مشق آپ کو اس قسم کی مشقوں کا سامنا ہو سکتا ہے لیکن عزم پر یقین ہو کر کوئی بھی حادثہ کوئی مشکل آپ کو شکست نہیں دے سکتی یا درمیانِ ہر رات کے بعد دنوں کے درجِ زندگی کو خوش آمدید کہتا ہے۔ اس طرح ہر ناکامی کے بعد کامیابی یقینی ہے۔

اپنی مشقوں کو اس قدر قوت دیجئے کہ وہ استغراق میں بدل جائیں یہ نہیں سمجھیں آپ کا استغراق اگر مشق میں ضم ہو جائے تو انسان کو اس باندی پر پہنچا دیتا ہے جو تصور کی آنکھ بھی دیکھنے سے قاصر ہے ہم یہاں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتے کیونکہ یہ فی ثانی اللہ کی منزل ہے جس کے لئے آپ ہماری کتاب ”عشق الہی قرب الہی“ کا مطالعہ کیجئے روحانیت کے پشوں سے فیض حاصل کیجئے۔

ہم واپس اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں شیخ جنی کے دورانِ ممکن ہے اس کی اروغوانی لہر میں رنگ سرستیاں کرنے لگیں آپ کو نہیں معلوم اس لوہیں شیخ کی روشنی میں ایک دنیا پوشیدہ ہے جسے استغراق کی آنکھ دیکھ پاتی ہے آپ کی مسلسل مشق جب منزل میں داخل ہوگی تو نظروں کے سامنے جو اجماع پڑے پردے مائل ہیں آہستہ آہستہ کر کے ایک ایک چھنے لگیں گے۔ اس لمحے آپ کی جلیں جھمک دیتی چاہیں آنکھوں میں اس روشنی کے سایوں کو دیکھنے کی بھرپور توانائی موجود ہوئی چاہیے

ایسے مواقع پر جلیں اکثر چمپک جاتی ہیں اور توجہ کے پھٹکنے کا خدشہ پتا ہے اور لاشعور زبردست مزاحمت پر آمادہ ہو جاتا ہے لیکن آپ اپنی قوت ارادی کو مضبوط رکھیں توجہ کو برقرار رکھیں اس لمحے لاشعور مزاحمت کے سوا بغاوت کے لئے آپ کو کیسے کہیے اس کے سامنے اس کا تصور بھی محال ہے ہو سکتا ہے آپ کا مشق سے دل اچاٹ ہو جائے طبیعت میں بیزاری عود آئے آپ کو ہر اس بدلتے ہوئے لاشعور کے روپ کا مقابلہ کرنا ہے یہ جنگ ہے جو ہر صورت آپ نے جیتی ہے جب آپ اپنے اعصاب اور ذہن کے شوریدہ طوفان پر قابو پالیں گے تو شیخ کی لودِ برحق ہوئی محسوس ہوگی اور عجیب عجیب کردہ صورتیں نظر کو فریب دینے کے لئے آپ کو مرعوب کرنے نمودار ہوئیں ممکن ہے اس لمحے آپ کی ریڑھ کی ہڈی میں برف پگھلنے محسوس ہو خوف کے انجانے سامنے اعصاب کو اپنے خلیجے میں لینے کی کوشش کریں۔ لیکن آپ گھبرانے یا خوف زدہ ہونے کے بجائے اپنی توجہ کو مرکز پر مرکوز رکھتے ہوئے اپنے عزم کو قوت دین ان صورتوں کا جو لو سے نمودار ہو کر نظروں کو خوف زدہ کرنے کی کوشش کر رہی ہیں ان کا مقابلہ کریں اگر آپ ثابت قدم رہیں گے تو یہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ کی لوہیں واپس داخل جائیں گی۔ اور آپ اس لمحے ایک نئے مشاہدہ سے آگاہ ہوئیں۔ آپ اسے غریب نظر بھی کہہ سکتے ہیں۔ آپ کو ان سے قطعی طور پر خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ انجانے سامنے بیو لے پکی جرات اور قوت ارادی کے سامنے پھیل جائیں گے اور پھر صرف وہاں شیخ کی نرم دلائم لوہہ جائے گی۔

توغیب

شیخ جنی پر جب ارادہ اپنی منزل کے قریب ہو اور اروغوانی لوہیں پر چھائیں روپ دھارنے لگیں تو لمحے آپ اپنے ذہن سے خارج ہونے والی

لہروں کو ترغیب دیں۔ جو سو خیال آپ کے ذہن میں پوشیدہ ہے اسے شمع کی لو پر
 جلائیں ترغیب کا عمل ہے آپ بار بار کسی کو اپنی پسند اپنے ارادے کی تکمیل کا حکم
 دیں ضروری نہیں آپ اپنی جگہ یا وہ جگہ کی کوشش میں کامیاب ہو جائیں۔ لیکن آپ کو
 اپنا عمل جاری رکھنا ہو گا مثال کے طور پر آپ شمع بیچ کے دوران استغراق کی کیفیت
 سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اچانک شمع کی آگ بجھ کر وہ صورتیں اختیار کر لیتی ہیں
 اور آپس میں لڑنے لگتی ہیں دیکھتے ہی دیکھتے وہ دھواں خوشوار درندے نظر آنے لگتے
 ہیں یہی وہ وقت ہوتا ہے جب آپ ترغیب دیں۔ بند کر دیں۔ جنگ بند کر دیں
 جنگ یہ ضروری نہیں شمع بجنی کے دوران آپ کے ساتھ اس کام کا حادثہ ہو سکتا ہے
 اس سے متا جہاں یا اس سے مختلف بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ترغیب عمل آپ کو بحال
 جاری رکھنا ہے۔ شمع بجنی میں اس قسم کے واقعات اکثر ہوتے ہیں جبکہ بلور میں
 بادل دھواں اٹھتا ہوا نظر آتا ہے اور مختلف شکلیں بھی دکھائی دیتی ہیں لیکن جنگ
 کوئی چیز نظر نہیں آتی اور نہ ہی خوشوار درندے ہی انسان کو خوف زدہ کرتے ہیں۔ ایسی
 مکروہ صورتیں ضرور پریشان کر سکتی ہیں جو آپ کو خوفزدہ کر سکتی ہیں۔ لیکن آپ پہلے
 سے ان ساریوں سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہوں تو پھر آپ کو کوئی بھی شے خوفزدہ یا
 ڈرا نہیں سکتی۔ وہ چاہے لاکھ شکلیں بدلیں، لیکن آپ کی نیکی، محبت اور قوت ارادی
 کے سامنے آخر انہیں اپنا روپ بدلنا ہوگا۔ اور وہ آپس ماحول کو پرسکون کرنا ہو
 گا۔

روحیت، منزل اور ہم

آپ روحیت کی جس منزل کی تلاش میں محو سفر ہیں۔ اس سفر کی تمام تیاریوں
 بعد شمع بجنی اس منزل کی سمت سفر کی ابتداء ہے اس سے قبل تو آپ صرف سفر میں
 استعمال ہونے والی ضروریات زندگی کو اکٹھا کر رہے تھے تاکہ دوران سفر آپ کو کسی چیز
 کی کمی نہ محسوس ہو سفر میں کوئی پریشانی نہ ہو کہ کوئی ایسی چیز جس کے نہ ہونے کے سبب
 آپ کو اپنا سفر ادھورا چھوڑنا پڑے۔ روحیت تو نام ہے کائنات کی تمام رنگینیوں کو سمٹ
 کر ایک نقطہ پر جمع کرنے کا ہے۔ اور اس نقطہ ہی سے انسان کی معراج کا سفر شروع
 ہوتا ہے۔ انسان کے اندر جو ہر اس راقو میں آرام فرما ہیں۔ انہیں بیدار کرنا آقا آسان
 نہیں ہیں یہ انہیں ہی ہے جیسے قدرت نے یہ مفت وقوت عطا کی ہے کہ وہ اپنے
 ارادے کی تکمیل کر لیتا ہے۔

علم روحیت ہی ہے جو انسان کو اس میں پوشیدہ قوت کے اسرار سے آگاہی
 دیکر اس ایک انجانی دنیا سے روشناس کراتا ہے۔ انسان جوں جوں اس علم کی افادیت
 سے خود کو محسوس کرتا جاتا ہے اس کا تجسس حق یوں یوں بڑھتا جاتا ہے چونکہ علم روحیت
 کی کئی شاخیں ہیں اور ہر شاخ علم کی افادیت میں بھرپور ہے ہر انسان اپنا سفر اپنی

سہولت سے راستہ کا تعین کر کے ہی منزل کو رخت سفر باندھتا ہے مثال کے طور پر اگر آپ کو امریکہ جانا ہے تو کب کا راستہ اور ہوگا۔ جبکہ سعودی عرب میں جو رہتا ہے اس کا راستہ دوسرا پاکستان یا ہندوستان سے ہو کر نہیں جائے گا جبکہ جانا دونوں کو ایک ہی مقام پر ہے اس طرح علم و رُخیت کے طالب علم اپنے سفر کو اپنے ملک کے موسم اور راستوں کے حساب سے کر لے ہیں علم و رُخیت چونکہ ایک علم ہے اسے دنیا کے تمام انسان خواہ ان کا مذہب کوئی ہو رنگ و نسل کونسی ہو وہ اپنے طور طریقے سے علم سے استفادہ حاصل کرتا ہے ہر مذہب والا اپنے عقیدے کی بنیاد پر ذہن کو ترغیب دیتا ہے چونکہ رُخیت اپنے وجود میں پوشیدہ برقی قوت کا کام لے چکی اسلئے ہوتی قوتوں کو بیدار کر لے وہی ان سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے۔

ہم مسلمان ہیں اور اس علم کو بھی اپنے نقطہ نظر سے حاصل کرتے ہیں۔ اس لئے ہم رُخیت کو روحانیت کے قلب میں اتارنے کی کوشش کرتے ہیں جب ارادہ مشق اختیار کر لے اور شوق جنون میں ڈھل جائے تو انسان کے اختیار میں خود بھی کچھ نہیں رہتا۔ عشق کی وہ منزل ہوتی ہے جہاں دنیا کے تمام رنگ یکے بعد دے ہو جاتے ہیں۔ وہ جس روشنی کا تلاشی ہوتا ہے۔ اس کی تعریف لفظوں کی محتاج نہیں ہے۔

چونکہ وہاں پر لفظ شرمسار نظر آتا ہے یا یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ عشق کی اس منزل میں پہنچ کر لفظ اپنا اختیار رکھ دیتے ہیں۔ یعنی پیتھی کی مشقوں کے بعد ہمارا دوسرا مرحلہ مستقل یعنی شروع ہوتا ہے۔ مستقل بنی میں شمع کو روشن کرنے کی ضرورت نہیں رہتی شمع تو خود آپ کے ذہن میں روشن ہو جاتی ہے اور اس شمع کی لو کو تصور کی آنکھ سے مرکب بنا کر ارکھاز توجہ کی مشق کرتا ہے اور ذہن بیدار ہوتی ہوئی قوتوں کو ترغیب دیتا ہے۔ ہزاروں میل کا فاصلہ اس قوت کے مقابلے میں کوئی وقت

نہیں رکھتا۔ آپ آسانی طویل ترین فاصلے پر موجود شخص سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے آپ کو مستقبل بین کی مشقوں کو اپنے ریاض میں شامل کرنا ہوگا۔ اس کے لئے آپ کو کافی مشق و محنت کی ضرورت ہوگی اور قوت ارادی کا آپ کو بھرپور مظاہرہ کرنا ہوگا۔

مستقبل بینی

علم روحیت میں مستقبل بینی کی مشقوں کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ ذہن کو بیدار ہونے والی قوتوں کے اظہار کا امتحان بھی ہے اور ان پر اسرار تواریک کا تعین بھی

انسان جب سفر پر نکلتا ہے تو اسے راستے کی دشواری، موسم کی نرمی، گرمی، ٹھیک و فراز سے پوری طرح آگاہی نہیں ہوتی ہے۔ لاکھ اسے اسکے بارے میں معلومات حاصل رہی ہوں۔ فاصلہ جوں جوں منزلیں طے کرتا جاتا ہے مسافر کا حوصلہ منزل کی چاہت میں توانا ہوتا جاتا ہے۔ یقیناً ان دو مشقوں کے بعد آپ کے حوصلے مزید قوت بخش ہو گئے ہوں گے۔ اور آپ اپنے عزم کی تکمیل میں آگے بڑھنے کے لئے جیتا ہوں گے۔ آپ اب تک جس کمرے میں مشقیں انجام دیتے رہے ہیں اور پوری طرح مطمئن ہیں تو اس کمرے میں ہی اپنے علم کی تکمیل کیجئے ورنہ اس سے بہتر گوشہ جو آپ کے خیالات کو زندگی دے سکے انتخاب کر لیجئے۔

اب آپ پرسکون کیفیت میں دوڑا نو ہو کر گوشہ تنہائی میں بیٹھ جائیے اور اپنے خیالات میں یکسوئی اور توجہ پیدا کرنے کی کوشش کیجئے انہیں منتشر ہونے سے روکیں

قوت خیال کی کارکردگی آپ کو بہتر نتائج دے سکتی ہے جس کی آپ پہلے بھی مشق کر چکے ہیں۔ دوڑانوں بیٹھ کر اپنے دونوں ہاتھ ٹھنڈوں پر جمادیں اور چند گہرے گہرے سانس کھینچ کر پیچھے دھڑوں میں ہوا کو جمع کر لیں اور دونوں آنکھیں بند کر کے اپنی باطنی نگاہ سے دیکھئے آپ محسوس کریں کہ آپ کی باطنی نگاہیں طلسم کا پردہ چاک کرتی ہوئیں ماضی کو دیکھ رہی ہیں چند لمحوں کی کوشش باطنی نگاہ کو کامیابی عطا کر دے گی اب تسلسل قائم کیجئے خیالات کا سفر خیالات کی لہروں میں کیجئے آپ کہاں پیدا ہوئے آپ اپنی پیدائش کے بارے میں سوچئے آپ کس مقام کس شہر کس ملک میں پیدا ہوئے آپ نے زندگی کے اب تک کے سفر میں کیا کیا کارنامے کئے انجام دیئے یہ انسان کی زندگی میں رنگوں کی سرمستیاں اور روشنی کی جلوہ آرائیاں، خوشبو کا کیف، وقت کی حاشیہ، کامیائیاں، سب کچھ ہی تو ہوتا ہے آپ کی زندگی میں بہت سے چہرے آئے ہوں گے کچھ دوست بن کر کچھ دشمن بن کر کچھ رقیب بن کر کچھ محبت بن کر انسان کی حیات تو دیئے بھی واقعات کی تہیوں میں الجھی ہوتی ہے۔ کچھ حادثے کچھ واقعات ایسے ہوتے ہیں جسے وہ بھی نہیں بھول پاتا۔ وہ انہیں فراموش کرنا بھی چاہے تو نہیں کر سکتا۔ اپنے خیالات کو تقویت دیجئے اور واقعات اور ان چہروں کو یاد کیجئے آہستہ آہستہ کیے بعد دیگرے وہ تمام واقعات جو آپ کے خیالات پر عکس کرنا چاہ رہے تھے روئے پر آئے ہیں جوں جوں آپ اپنی سوچ کا دائرہ وسیع کرتے رہیں گے خیالات کو تقویت ملتی رہے گی لیکن یہ ضروری نہیں کہ آپ اپنی حسب خواہش کو تمام کر لیں ممکن ہے اس مشق میں آپ کو کئی دن کی ہفتے، مئی، مینے لگ جائیں۔

جوں جوں آپ کو کامیابی نظر آتی رہے آپ اپنے خیالات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جائیں ماضی کے بعد حال اور حال کے بعد مستقبل کے بارے میں سوچنا شروع کر دیجئے آپ کو کس طرح کامیابی حاصل ہو سکتی ہے آپ کی مدد کو کر

شروعات سے قبل اس یادداشت کو بغور پڑھ لیا جائے۔ تمام دن کی مصروفیت کے بعد جب شام کو فارسی سستانے کے لئے لیٹیں تو اپنے تمام دن کی معمولات کا اس تحریر سے موازنہ کریں۔ اس کے نتیجے میں اس آسانی رہے گی کا جائزہ لینے پر آپ کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ آپ کے دماغ نے کتنے غلط بیانی سے کام لیا لیکن اس میں مایوس ہونے یا گھبرانے کی قطعی ضرورت نہیں۔ اس تجربہ سے آپ پر یہ مشکف ہو جائے گا کہ تصورات نے کس کس مقام پر اپنے اختلاف کی ہے۔ ممکن ہے آپ کی توضیح سے زیادہ تصورات نے غلط بیانی کی ہو لیکن اس کا یہ تصور نہیں کہ آپ اپنے ذہن پر مایوسی کے سانپ پال لیں ایسا تو ہوتا ہے اور ہر ایک عالم کا یہ تصور ہوتا ہے لیکن ایک بات ذہن نشین کر لیں یہ عمل مسلسل جہد ہے۔ ممکن ہے آپ کو ہر ارادہ اور ارادے سے شروع کرنا پڑے جہاں سے ابتدا کی تھی۔ لیکن آپ کا عزم اور ارادے کے مطابق رہنے چاہیں یہ غلطیاں عارضی ہیں جب آپ کا ذہن مسلسل مشقوں و ریاضت کے بعد آپ اندراک ماؤزے حواس کی سطح پر کام کرنے کی استعداد اپنے اندر پیدا کر لے گا۔ لیکن اس کے لئے وقت کا تعین مت کیجئے بلکہ اپنی مشقوں پر بھرپور توجہ دیتے ایک دن آپ میں خود بخود وجدانی طور پر پیش قیاسی کی حیرت انگیز صلاحیتیں پیدا ہو جائیں گی۔ جب وقت آپ کی گرفت میں ہوگا۔ اور خیالات کا ظلم آپ کو وہ بلندی عطا کر دے گا جس کا آپ تصور کرنے سے ابھی معذور ہیں۔ انسان کے ارادے میں اگر صداقت ہو تو کوئی بھی کام مشکل نہیں ”ناممکن“ مشکل قسم کے الفاظ تو آپ کی لغت میں ہونے ہی نہیں چاہیں۔ ان لفظوں کو اپنی زندگی کی لغت سے کھرچ دیجئے۔ آپ چاہیں تو ناممکن کو ممکن بنا سکتے ہیں۔ آپ کا عزم پختہ اور جواں ہونا چاہیے۔

مشق

اس مشق کو بھی آپ آرام سے پرسکون وجود کے ساتھ اپنے بستر پر انجام دے سکتے ہیں آپ کے دماغ میں کسی قسم کی آلودگی یا بیجان یا جذباتی خیالات کی بارش تو نہیں ہے کوئی شورا ہنگ آپ کو پریشان تو نہیں کر رہا ہے اگر اس قسم کی کوئی بھی آلودگی ذہن کو پریشان کئے ہے تو پہلے اسے شفاف کیجئے۔ کیونکہ اس مشق کو نہایت پرسکون حالت میں انجام دینا ہے جب آپ تمام کام سے فارغ ہو کر سونے کی نیت سے بستر پر دراز ہوں تو علم و روہیت کی اس مشق کو انجام دیجئے۔ اپنے وجود کو مکمل پرسکون حالت میں بستر پر دراز کر کے وجود کو ذہلا چھوڑ دیں اور آنکھیں بند کر لیں چلوں پر بوجھ نہ ڈالیں نہ آپ زبردستی انہیں بند ہونے پر مجبور کریں۔ جب وجود پرسکون ہو جائے تو ذہن کو ترقیب دینا شروع کریں۔ یہاں آپ کی قوت ارادی مکمل درست ہوئی چاہیے۔ آپ جو بھی مشورہ دینا چاہیں اپنے ذہن کو دے سکتے ہیں۔

آپ جب بار بار دماغ کو بھی کسی بات کی ترقیب دیں گے تو آپ پر نیند طاری ہونے لگی۔ آپ خود کو ہوشیار رکھنے کی کوشش بھی نہ کریں۔ آپ ذہن کو بھی غفلت نیند کی ترقیب دیں گے۔

آج جمعہ ہے آئندہ سات روز کے واقعات خواب میں مجھے نظر آئیں گے ان سے حقیقت ہو جاؤں گا۔

آج میں اپنی ذاتی قوت کی بدولت اپنے مستقبل کے بہت سے واقعات خواب میں زندہ دیکھ لوں گا۔ ذہن کی قوتیں میرے مشورے پر عمل کریں گی۔ مستقبل کے مناظر۔

جب تک آپ پر نیند کا غلبہ ہو حواس جاگ رہے ہوں آپ متواتر ذہن کو مشورہ دیتے رہیں۔ آہستہ آہستہ نیند کی لہریں اپنی باہیں پھیلا دے گی آپ پر غنودگی

چوٹ کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان تینوں کی قوت سے اہم کو پاس پاس کر سکتے ہیں اس طرح ذہن کی پراسرار قوتوں کو بھی بیدار کرنے کے لئے ان ہی چیزوں کی اشد ضرورت درکار ہوتی ہے۔ اس سے قبل آپ کو ہم آگاہی دے چکے ہیں ہر عمل کا رد عمل لازم و ملزوم ہے آپ کو اپنے عمل کے بعد اس کے رد عمل کا انتظار کرنا ہو گا۔ یہ تو ناممکن ہے کہ آپ کوئی عمل کر لیں اور اس کے نتائج سے آگاہ رہے بغیر مطمئن ہو جائیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ فوری کامیاب ہو جائیں وقت کو آزاد رکھنا ہو گا۔ اور یہ بھی ممکن ہے جب آپ صبح بیدار ہوں تو آپ اس پراسرار قوت کے مالک ہوں۔ آپ کی مستقبل بینی کی قوت بیدار ہو کر آپ کو خوش آمدید کہہ رہی ہو۔ وہ منظر کس قدر دلچسپ اور حیرت انگیز ہو گا کہ آپ کا وجود تو سوراہا ہو گا۔ لیکن آپ کی باطنی آنکھیں آپ کی خواہشات کی تکمیل میں جاگ رہی ہوں گی۔

اس وقت آپ کو یہ تمام باتیں محرم محسوس ہو رہی ہوں گی۔ جادو کی طرح لگ رہی ہوں گی لیکن یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار کسی بھی طور ممکن نہیں۔ مگر ہاں حیرت ناک ضرور ہے آپ کی جھلکنا ایک روز اس کچ آج آپ کے وجود کا حصہ بنادے گی۔ مشق سے قبل آپ ان تمام باتوں کو سمجھیں گے تو شاید یقین نہ آئے لیکن حقیقت تو انسان کے رو بردار اس وقت ہی اپنے کچ آجید دیکھائی ہے جب انسان اس کی کوج کرتا ہے ایک بات اور میں آپ کے ذہن نشین کر دوں کہ جلد بازی یا جلد بازی میں خود کو کسی نہ چھوڑیں ورنہ سب کچھ تباہ ہو جائے گا شاید آپ کا وجود بھی آپ کا اپنا نہ ہے۔

جب انسان کی یہ پراسرار قوت جسے ہم قوت حیات بھی کہتے ہیں بیدار ہوتی ہے تو یہ آپ کو ہی معلوم ہو گا کہ آپ نے اس حقیقی لائانی خزانے کو پانے کے لئے کس قدر جستجو کی..... لیکن جب یہ انمول خزانہ انسان کے ہاتھ آ جاتا ہے تو وہ

جس کے بغیر زندگی کا تصور ممکن ہے۔ انسان میں جہاں وہ قوتیں مہر مہر عمل ہیں وہاں جنسی قوت کی ہیبت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارے وجود میں جنسی قوت ایک پیکر کی حیثیت رکھتی ہے بعض اوقات یہ جنسی دیوانہ انسان کو درندہ بنا دیتا ہے۔ اس کی درندگی دیکھ کر انسانیت بھی کاب اٹھتی ہے۔ لیکن علم روایت میں یہ قوت عامل کے لئے بیش قیمت خزانے کی حیثیت رکھتی ہے یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے ریزہ کی بڑی کی نالی میں جنسی توانائی کا اڑو حار دپوش ہے۔ علم روایت کی مشقوں سے قبل آپ اس اڑو سے کو آہستہ آہستہ پیار سے جگانیں اور پھر اسے اپنے اختیار میں کر لیں جب تک وہ پوری طرح اختیار میں نہ آئے اسے ہرگز مت چھیڑیں۔ جب وہ پرسکون ہو جائے تو اسے چھیڑیں۔ آپ اسے جو بھی چھیڑیں گے آہستہ آہستہ یہ قوت حرام مغز کے خانے کی طرف بڑھتی ہوئی محسوس ہوگی اور آپ یہ احساس کئے بنا نہ رہ سکیں گے کہ روشنی کی کھلیاں پھیل کر دماغ کو بیہ نور بنا رہی ہے۔

روایت میں اس قوت کو کنز انانی بھی کہتے ہیں۔ مستقبل بینی کی مشق میں اس قوت کا مضبوط ترین کردار ہے جس طرح اہم کو توڑنے کے لئے حرارت حرکت اور

اسے بے دریغ خرچ کرنے لگتا ہے اور ایک دن یہ خزانہ اس انسان کی لاپرواہی کے سبب تمام ہو جاتا ہے۔ کے بعد صرف اور صرف افسوس کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ اس لئے آپ کو تاکید کر رہے ہیں کہ انسان کو قوتوں کو بیدار ہی نہیں کرنا ہے بلکہ ایک کجس کی طرح اسے سلیقے سے اپنے مرضی پھیلنے میں استعمال کرنا ہے۔

ہاں ایک بات اور جو اس سے بھی ضروری ہے۔ جس وقت آپ اس پر اسرار قوت کو چمکانے کی کوشش کر رہے ہوں تو ہوشیار رہیں اور احتیاط سے کام لیجئے ممکن ہے آپ کی جلد بازی یا بے احتیاطی کے سبب یہ پر اسرار قوتیں اپنی شدت سے بیدار ہو..... سمندری طوفان کی مانند..... اور اسے خود کو اس کی بھیری ہوئی موجوں سے نہ بچا سکیں۔ یہ تو آپ کو پتا ہی ہے سمندر میں اگر موجیں سرکش ہوں آئیں تو بڑے سے بڑا جہاز روشن و زنی جہاز کا وجود بھی پاش پاش ہو کر ان موجوں کا نوالہ بن جاتا ہے یہ پر اسرار قوت بھی اس سمندری طوفان سے کم نہیں ہوتی اس لئے احتیاط سے اور مکمل ہوشیاری سے اپنے عزم کو پائے پھیل تک پہنچانے کی کوشش کیجئے۔

وجدان

ہمارے وجود میں جس طرح دیگر قوتیں فطرت عمل ہیں جن میں سے چند قوتوں کے بارے میں ہم آگاہ ہیں اور نہ جانے کتنی پوشیدہ ہیں ان کے بارے میں صحیح طور پر شاید دنیا کا کوئی اہل عقل ماہرین نفسیات بھی دعویٰ کرنے سے معذور ہیں۔ عقلی قوت کے مابین وجدان بھی ایک بہت بڑی قوت ہے اگر ہم یہ کہیں تو بے جا نہ ہوگا وجدان انسان کی اس الہامی کیفیت کا نام ہے جسے انجائی قوت کا سرچشمہ کہتے ہیں عشق جب جنوں اختیار کر لے تو اس کے اندر کی عقلی قوتیں بیدار ہو کر اس انسان کے ہر کام میں رہبر و دست بن جاتی ہیں۔ انسان کو خود بھی بعض اوقات اس وجدانی کیفیت میں گئے فیصلوں پر حیرت ہوتی ہے کیونکہ اس کے فیصلے ہر لحاظ سے درست و سودمند ہوتے ہیں وجدانی کیفیت ایک حیرت ناک قوت کا سرچشمہ ہے اگر ہم اس کی صحیح طور پر تشریح کر سکیں تو شاید مکمل طور پر انصاف کرنے سے قاصر رہیں گے عملی طور پر وجدان کی کیفیت محض انسان پر طاری ہوتی ہے وہ خود بھی اس قوت کی کارکردگی کے بارے میں صحیح طور پر تشریح کرنے سے محذور رہتے ہیں۔ دراصل وجدان انسان میں پوشیدہ اس قوت کی کارکردگی کو کہتے ہیں جو انسانی ذہن میں برقی کی طرح گونجتی ہے

اور اس کے اعصاب کو اپنے حصار میں لے لیتی ہے۔ اور اس لئے وہ جو کام جو فیصلے جو اطلاع فراہم کرتے ہیں وہ سورج کی مانند روشن ہوتی ہے لیکن جو کئی یہ برقی لہریں سمٹ کر واپس اپنے مرکز میں جاتی ہیں انسان میں موجود وہ اہمائی کیفیت مفقود ہو جاتی ہے۔

یہ کیفیت فنکارانہ کے حضرات میں اکثرائی جاتی ہے ادیب، شاعر، مصور، سائنس دان، فلسفی یا جو عشق الہی میں غاک نشین ہوتے ہیں لیکن وہ حضرات تو انسان کے اس بلند ترین مقام پر پہنچ جاتے ہیں جہاں فرشتے بھی رکھ کرتے ہیں۔ یہ اللہ تبارک تعالیٰ سے وفا، عشق کی معراج ہوتی ہے۔

کشف

کشف اس قوت کا نام ہے جو انسان اپنی ریاضت، محنت اور مشقوں کے ذریعہ عقلی قوت کو اپنے اختیار میں کر لیتے ہیں وہ اس سے ہر وقت استفادہ پاتے رہتے ہیں جب اور جس وقت چاہیں عمل کو بروئے کار لا کر اپنے مقصد کی تکمیل پالیتے ہیں۔ یہ صلاحیت عامل حواس مشقوں کے بعد ہی اپنے اندر پیدا کر پاتے ہیں۔

کشف انسان کے عمل کی اس صلاحیت کو کہتے ہیں جو ہر آنے والے واقعات کشف کی قوت سے اس کے ذہن میں کرشمہ کی طرح عکس ہو جاتا ہے۔

لیکن ہے بہت سے حضرات اسے جادو یا ستر تصور کرتے ہوں لیکن ہم ان حضرات کو جو اس علم کے مظاہرے کو کیکر اور اس قسم کی ہر قوت کے مظاہرے کو دیکھ کر جادو جادو کا بے ہنگم سا شور برپا کر دیتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیے جادو یا ستر سے بھی بڑی قوت انسان کے اندر موجود ہے جو جادو سے بھی زیادہ ہزار گنا حیرت انگیز ہے۔

انسان کشف میں اس وقت ہی نحو ہوتا ہے جب ذہن سے ہر قسم کی آلودگی کو

نکال دے۔ کوئی خیال کوئی تصور ہر پر چھانیں سے ذہن کا آئینہ صاف کر کے صرف کسی خاص چیز پر اپنی پوری توجہ مرکوز کرتا ہے کسی خیال یا تصور کو جب آپ ذہن کے آئینہ اسکرین پر عکس دیتے ہیں تو آہستہ آہستہ آپ کا شعور سے رشتہ ختم ہو جاتا ہے اور اب آپ نے جس خیال کو عکس دے رکھا ہوتا ہے اس کا تسلسل محویت کی گود میں استراحت پذیر ہو جاتا ہے دیگر سلسلہ ہائے ربط منقطع ہو جاتا ہے یہی وہ مقام ہے جسے کشف کی منزل کہتے ہیں اس لئے آپ پر بے خودی، استغراق، کیف میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ایک ایسا نشہ آپ پر طاری ہو جاتا ہے جس کی لذت انبساط کی لہروں میں آپ بے چلے جاتے ہیں عامل کی یہی کیفیت ہے۔ کسی بھی لمحے جب انسانی ذہن بالکل حادثاتی طور پر کائناتی شعور مطلق سے اپنے شعور کا رابطہ قائم کر لیتا ہے۔ اور زمان و مکان کی تمام بلندیوں سے آزاد ہوتا ہے۔ اسی عالم کیف میں کشف کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اور انسان کی معراج کے در کھلتے ہیں اس کی نگاہوں کے روبرو ارادے کی تکمیل میں اسکے خواب تصویروں کا روپ و حمار گھومتے لپکتے ہیں اور ساعت میں غیبی آواز سنانے سے لپکتی ہیں صوفیا اکرام عامل حضرات اس کیفیت کو مراقبہ کی پہلی منزل تصور کرتے ہیں انسان منزلیں طے کرتا ہوا اس مقام پر پہنچتا ہے۔ جو حضرات ایک جست میں یہ فاصلہ طے کرنا چاہیں گے تو بھینسا وہ اپنے وجود زندگی کے تمام مقصد کو باج تو بھائیں لیکن کبھی بھی کامیابی انہیں خوش آمدید نہیں کہے گی۔

حاصل کار یہ ہے کہ پہلے بھی عرض کر چکے ہیں انسان اپنی محنت، ریاضت، مجاہدے سے اپنے وجود میں پوشیدہ قوتوں کو بیدار کر سکتا ہے۔ یہی نتیجہ، مستقل جہد و جدان کشف آپ چاہیں تو ان تمام منزلوں کو سر کر سکتے ہیں۔ صرف عزم اور ریاضت کی ضرورت ہے اور یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ مسلسل جہد اور ریاضت کے تسلسل کو قائم رکھیں۔ مبروجل کا ہر پورہ مظاہرہ کریں۔ چاہے اس کے لئے سفر کتنا ہی وقت کیوں نہ آپ سے طلب کرے۔

ارادی مغوی ہے تو انسان اس کام کو خد بنا لیتا ہے جس کی جہد میں وہ مصروف پیکار ہے۔ اور پھر کامیابی دیر سے کسی طویل سفر کی انتھک محنت کے بعد بھی اس کے قدم یوں ہوتی ہے۔

لیکن جب مایوسی کا آسیب انسان کو ڈس لیتا ہے تو وہ عجیب سی کیفیت سے دو چار ہو جاتا ہے وہ چلے پھرتے اٹختے بیٹھتے ایک انجانے احساس میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسے کوئی نادیدہ ماسیاس کا تعاقب کر رہا ہے دو آنکھیں تواتر سے گھور رہی ہیں۔ سوتے سے اچاگ ہڑیرا کر اٹھ جاتا بعض اوقات اپنی شخصیت کو بدلی ہوئی بھی محسوس کرتا ہے ایک غلطی سی کیفیت عموماً آتی ہے پر چھاپوں سے خوف کھانے لگتا ہے اس کے گمراہیوں اور دوست احباب کا مذاقہ خیر انداز اور اذیت آمیز لنگھو اس کے اعصاب و ذہن پر بے اثر ڈالتی ہے۔ حالانکہ تھوڑی سی حوصلہ افزائی اور نرم ملائم لہجہ اختیار کر کے یہیں لنگھو کی جائے تو غلطی طوم کی ناکامی کے باعث جو حقیقی اثرات اس نے قبول کر لئے ہیں جلد از جلد زائل ہو سکتے ہیں۔ اس کے دوست احباب کو چاہیے اس سلسلے میں اس کی بھرپور مدد کریں اپنا لہجہ نرم و ملائم رکھیں۔

انسان خود بھی چاہے اپنی اپنی محنت کی بحالی کے لئے کوشش کر سکتا ہے آپ اگر محسوس کر رہے ہیں کہ کوئی سایہ مسلسل آپ کے تعاقب میں ہے تو اپنے ذہن پر جو دھماکا آپ محسوس کر رہے ہیں۔ اسے ختم کیجئے۔ اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ مصروف رکھیں اور خوف کے آسیب سے اپنی قوت ارادی سے اس سے جنگ کریں آپ جنگجو ہیں اگر آپ نے اپنی قوت ارادی سے کام لیکر اس خوف و ڈر ضد شروعات کا مقابلہ کیا تو یقیناً آپ صرف ایک بھڑکے ہوئے کوشش سے اس انجانے سائے کو فرار حاصل کرنے پر مجبور کر دیں گے یا درمیان میں جب پانچ یا چھ گاہ کی مسلسل جہد و مشقتوں سے مایوس ہو کر ریاضت چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ انھیں غرض میں آپ میں جہد ہی تو آئی لیکن آپ کی

علم روحیت اور منفی اثرات

ماصل پرواز ہو مزم تو منزل کوئی دور نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے انسان کا یہ عزم ہی ہے کہ چٹانوں پر کند ڈال لیتا ہے سمندر کی سرکش موجوں پر چاب یا ب ہو جاتا ہے زمین کا سینہ چیر کر زندگی کو آسائش مہیا کر دیتا ہے چاند کی سر زمین کو بھی بھول سکتا۔ روندنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ان تمام حقیقتوں کے سوا یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر جہد مضمی و مثبت نتائج کی حامل ہوتی ہے۔ آپ الیکٹرک ہی کو لیچے یہ زندگی کو جس قدر آسائش سمیٹ لے، فرائض زندگی مہیا کرتی ہے اس میں شک نہیں کہ اس کا یہ مثبت پہلو یقیناً ہو شربا ہے لیکن انسان کی غفلت ہے اعتدالی اور جلد بازی سے حقیقی اثرات کے پہلو بھی روپوش نہیں ہیں۔

بسا اوقات مستقبل بینی کی مشقتوں میں ناکامی کی صورت میں جذبات کا حطاطم ہونا ایک فطری عمل ہے لیکن جسے وہ ناکامی تصور کرتا ہے دراصل وہ وقت طوالت کے باعث مایوسی کی دلہل میں پھسل جاتا ہے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے دلہل میں وضاحت ہوا انسان کس کس طرح پاؤں چلاتا ہے۔ چلتا ہے، مدد کے لئے پکارتا ہے اس لئے تو کہا گیا ہے۔ اے اے کفر ہے۔ آپ اپنے اس دشمن سے ہمیشہ بچ کر رہیں۔ مبرا اور قوت

توابع سے بہت کم معلوم آتی ہیں۔ دوسری شخصیت جو آپ کے اندر موجود ہے اس کا ہواؤ زمین کو پریشان کرتا ہے خوف کا حصار آپ کو جکونے لگتا ہے۔ آپ سوچ رہے ہیں کہ دوسری شخصیت کون ہے۔ آپ یقین پائیے وہ شخصیت کوئی بھی نہیں ہے۔ اس کا التماس ہے غلطی میں یاد رکھیے آپ اگر کامیاب ہو سکتے ہیں تو صرف اپنی قوت اور اپنی عقل سے۔ دُور خوف کوئی چیز نہیں ہے۔ وہم کو اپنے اطراف سے دور رکھیں۔ فریب نظر کا شکار نہ ہوں۔ اگر آپ نے اس وہم کے اثر دھمے کو مار ڈالا تو آپ کی شخصیت پختہ ہے۔

فریب نظر

علم روحیت کی مشقوں کے دوران آپ کا جس طلسمی دنیا سے سامنا ہوگا۔ وہاں فریب نظر۔ رنگوں کی سرستیوں روشنی کی جلوہ گری آپ کو لمبائے کی ممکن ہے کہ آپ اپنی ہستی کو ہی فراموش کر بیٹھیں۔ بالکل اس طرح کنوئیں کی ٹڈیر کے پاس کھڑا ہو کر کوئی شخص یہ کہے دیکھو چاند زمین پر اتر آیا ہے آپ تیزی سے لپکے ٹڈیر کے پاس گئے کنوئیں میں جھانکا دقتی وہاں چاند چمک رہا تھا اور بے اختیار چاند کو پکڑنے کے لئے آپ نے کنوئیں میں چھلانگ لگا دی پانی میں ایک تلاطم پیدا ہوا چاند غائب ہو گیا لیکن آپ کو کنوئیں سے کون نکالے گا۔ چاند تو آسمان پر ہی روشن افروز تھا۔ آپ اس شخص سے فریب کھا گئے پیش قیاسی کی مشقوں کے دوران اس قسم کی فریب نظر کی گرفت ہر شخص پر ہوتی ہے۔ آپ نے خود کو ان آئین فریب نظر سے بچانا ہے کبھی خوفناک شکلیں کبھی کردہ چہرے اور کبھی روشنیوں کے ہولے یہ سب التماس کے سوا کچھ نہیں۔ آپ کو اپنی قوت ارادی سے ان کے فریب سے خود کو بچانا ہے ہر ممکن ہر کوشش آپ کو خود ہی کرنی ہے اس میں کوئی بھی آپ کی مدد نہیں کرے گا۔ اپنی مدد آپ کے تحت یہ مرحلہ انجام دینا ہے۔ اس میدان جنگ میں آپ کو اپنے ہتھیاروں سے یہ جنگ جیتی ہے۔ یہاں آپ کی نگاہ کو امید نہ رکھیں۔

اختتامی صفحات

علم روہیت کے درس کو ہم مکمل تو نہیں کہیں گے لیکن مثلی پیتھی کی مدد سے ہم نے پوری کوشش کی ہے اس علم کی افادیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ تمام اسباق مشقیں جو اس کے مثبت اور منفی پہلو سے آپ مکمل طور پر آگاہی دیدیں ہم نے اپنی ہی پوری کوشش کی ہے علم تو سمندر سے بھی وسیع اور گہرائی لے ہوتا ہے جس طرح آپ آسمان کی دستوں کا اندازہ لگانے سے قاصر ہیں اس طرح علم کے بارے میں کوئی دعویٰ دیوانگی دینا ان کی بانگ کے سوا کچھ نہیں۔

اور علم روہیت تو ایسا علم ہے جس میں ایک کڑی سے دوسری کڑی پیوست ہوتی چلی جاتی ہے ہاں چند ضروری ہدایات آپ کے گوش کرتی ہے اس علم کی مشقوں کے دوران لمحاتی طور پر آپ ان سے آگاہ کئے ہیں کچھ جسمانی عارضے آپ کے عزم کی راہ میں اڑدے ہیں کہ خوف کا باعث ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ان کے بارے میں آپ کا چاہنا ضروری ہے تاکہ آپ ان حادثاتی عارضوں میں مستقل مرض سے خود کو محفوظ رکھ سکیں۔

سر درد

اکثر شیخ بنی مستقبل بنی کی مشقوں میں عامل کو سر درد کا عارضہ ہونے لگتا ہے سر میں شدید درد کے باعث سر میں بیماری پن کپٹیوں کی راگیں کھینچنے لگتی ہیں آپ اس سے گہروائی اختیار مت کیجئے فوراً اس کی طرف توجہ دیں۔ ادھر ادھر وقت ضائع کرنے کے بجائے اپنی نیند کی کمی کو پورا کریں بھرپور نیندیں سونیں۔ سر درد معدے کی خرابی کے باعث بھی ہوتا ہے قبض کی شکایت ہرگز نہ ہونے دیں۔ اس کے لئے کوئی..... ادویات استعمال کیجئے۔ جو غذا اچھی ہو دوا بھی۔

آنکھوں میں درد اور محسوس ہونے لگے۔ ہم پہلے ہی آپ کو تاکید کر چکے ہیں اس لئے اس کی ضرورت نہیں کہ ہم یہاں تحریر کریں مشقوں کے دوران ایک بات کا خیال رکھیں اپنی جسی خواہشات کو کٹھن سے دبانے کی کوشش ہرگز نہ کریں بلکہ اعتدال کے ساتھ اپنے جذبات کی اصلاح کریں جنسی جذبات کو اگر آپ نے غصے سے دبانے کی بھد کی عمارتیں ہسٹریا جیسا مرض لاحق ہو سکتا ہے ویسے تو ان مشقوں سے قبل آپ کو اپنے اطراف کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد ہی سفر کی ابتداء کرنی چاہیے اپنی قوت ارادی اپنے جذبات اعصاب کی مضبوطی اپنی بد عادتوں سے نجات خود سے مطمئن ہونے کے بعد اپنے ہونیک کسی ایسے شخص کو اپنا ہمارا بنائیں جو غلطی علوم کی بات کیوں سے واقف ہو۔ استاد کا درجہ رکھتا ہو۔ تحریری مطالعہ اور عملی درس میں یقیناً فرق ہوتا ہے۔ وہ تو آپ بہتر طور پر چاہتے ہیں پرنیکل کے لئے ایک رہبر کی

ضرورت ہوتی ہے یہ نہیں کہ تحریری طور پر جو کچھ طالب علم پڑھتا ہے وہ غلط ہوتا ہے۔
ہرگز نہیں۔ نثر بہری کے لئے ضروری ہے کہ استاد قریب ہو۔

ہماری دور رس تعلیمی پالیسی پر عمل کرنے سے قبل کسی استاد کی رہبری
ضروری اختیار کریں۔ ہمارے ہاں ہوشیار شروع کرنے سے قبل اپنے تمام کوائف
ارادے آنکھوں کی بصارت سے ارادے میں تفصیلاً تحریر کر کے ہمیں ارسال کریں۔

اس کے بعد ہی ہم آپ کی مفید مشورہ دے سکتے ہیں۔ جس کی روشنی میں
آپ بہتر طور پر اپنے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کر سکتے ہیں ہمیں یہ تو نہیں معلوم کہ آپ کو
ہمارا مشورہ قابل قبول ہوگا کہ نہیں۔ لیکن رائے کے شائبہ و فراء سے آگاہی ہمارا
فرض ہے سرفہر حال آپ نے خود ہی طے کرنا ہے۔

آپ کو کوئی عارضہ تو نہیں۔ کسی ایسی بیماری کے آثار جن کے سبب آپ
پریشان ہوں۔ اگر ایسا ہے تو آپ ہمیں مطلع کریں تاکہ ہم آپ کی وجہ ملی کر سکیں کہ
آپ علم و وحیت کا سفر کر سکتے ہیں یا نہیں۔ ذہن میں کسی قسم کی سرسراہٹ تو نہیں کوئی
سوال کوئی غلطش کوئی جھپٹا اگر آپ کی بھی داڑھی سے میں اٹھے ہوئے ہیں تو یہ ہے
ہمیں آگاہ کریں۔ ممکن ہے ہم آپ کی کوئی مدد کر سکیں آپ کے کسی کام آسکیں۔ ہم یہ
تو نہیں کہتے کہ ہم استاد کا درجہ رکھتے ہیں لیکن ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے آپ
کی کچھ نہ کچھ مدد ضرور کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کے قریب کوئی استاد ظلم و فتنہ موجود ہے تو
پھر آپ کو دھت کرنے کی قطعی ضرورت نہیں۔ آپ ان سے مشورہ لے سکتے ہیں۔
ممکن ہے وہ آپ کی رہبری بھی کرنے پر تیار ہو جائیں۔ کوشش کریں کہ آپ کو قریب
ہی استاد مل جائیں ورنہ ہم آپ کی رہنمائی کے لئے حاضر ہیں۔ جو کچھ میرے معبود
میرے پروردگار نے ہمیں عطا کیا ہے۔ اس علم بصیرت سے کوشش کریں گے کہ آپ
کی مدد کر سکیں۔

حرف آخر

آپ کا مسلم اعظمی

آمین

ذہنی بیداری، توجہات، شمع یمنی تنویم، مستقبل یمنی
روحیت، پیام رسانی، منزل، مراقبہ، پراسرار قوت

شیخ محمد ادریس

یہ کتاب نفسیات، باطنیات پر سلسلہ ان دینی لیکن حقیقی اور عملی قوت و ضرورت
کی تکمیل کا قدر لہ ہے۔
جہلی بیچو، پینٹا نوزم روحیت، مستقل یمنی کوئی جادو نہیں یہ سائنس ہے علم ہے
جو حقیقت اسے روحانیت سے منسلک کرتے ہیں وہ ضرورتاً غلط ہے، باطن
المنشآت کو روحانیت کہنا حق علم کے طالب علم کو الجھانے سے سوا کچھ نہیں
یہ علم حسی ملک کا سحر نہیں بلکہ حضرات پیغمبر و اولیاء کی ہولوں کا بہرہ و سہرا کا البتہ
اس علم کو مذہب کا علم نہیں بلکہ علم کی کوشش کہ جسے میں ان کا مقصد ہوس فرد
کی تسکین کے سوا کچھ نہیں آپ خود بھی پاشعیر اور اس میں مبتلا ہیں
میں کے پاس یہ ظلم نہیں ہے مگر یہی شکوک کے سبب ایک ایسے کی
کی ضرورت ہے ہم کیا کہیں اللہ تعالیٰ انہیں نیک و پختہ دے آئین
یہ کتاب، باطنیات، نفسیات کے طالب علموں کے لئے سلسلہ
درس رہنما ثابت ہوگی ہر شخص جو اس علم سے استفادہ پاسکتا
ہے خواہ اس کا مذہب کوئی ہو، اس کا تعلق کسی قوم، مملکت
نسلی، کسی رنگ سے رہا ہو انسان کی اپنی نفس و جان، جسم و جان، ذہنی
بہریت و قوت کا مطلب انسان کے قلب و ذہن کی یہ تھاپیں قوتوں
کا کرشمہ ہے۔
پہلاری کو بخشش ہے کہ آپ اس علم سے بہرہ لیں
اور آپ کو کامیابی خوش آمدید
کے سفر کو منزل تھے۔

مسلم اعظمی